نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہد سے میٹھا
حامد
عشقنی یارسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم
یارسول اللہ تیرے در کی فضاؤں کو سلام
گنبدِ خضرا کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں کو سلام
ازقلم : عمدۃ المفسرین
شیخ القرآن حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی صاحب مدظلہ العالی
ناشر

۷۸۶
۹۲

کتاب ہذا میں تاجدارِ کل کائنات امام الانبیاء والرسل حضور
سیّد عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اسم
مبارک محمّد کے فضائل وکمالات ومعجزات وبرکات
بہترین عجائبات اور اعلیٰ نکات و لطائف کا بیان ہے

تصنیف لطیف

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی قادری مدظلہ

ناشر
ادارہ تصنیفات علامہ اویسی بہاولپور

تقسیم کار
مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاولپور (پاکستان)

نام کتاب	شہد سے میٹھا نام محمد
مصنف	حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی
تصحیح	چودھری مشتاق محمد خاں صاحب
ناشر	اِدارہ تصنیفات علامہ اویسی بہاول پور
بہ اہتمام	صاحبزادہ عطاء الرسول اویسی
طابع	
ضخامت	صفحات
طباعت	آفسٹ
سائز	۱۸ × ۲۳ / ۸

سنہ ۱۴۰۵ھ / سنہ ۱۹۸۵ء

انتساب

میں اپنی اِس کاوش کو ان طالبانِ حق کے
نام
منسوب کرتا ہوں

جن کے دل عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز
اور
سینے ذکرِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے منور ہیں

حرفِ آغاز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ الحمد للہ الذی
ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی
الدین کلہ وکفی باللہ شہیدا محمد رسول اللہ
والذین معہ اشداءُ علی الکفار رحماءُ بینھم
والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ النبی الکریم
وعلی آلہٖ واصحابہٖ اجمعین ۰

امّا بعد! فقیر قادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ مشتاقانِ جمالِ مصطفوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض گزار ہے جس طرح اس محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات وکرامات ہے اسی طرح عرصہ سے ارادہ تھا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ گرامی کے متعلق جو بھی احادیث واقوال اور حکایات وروایات اور کرامات وعجائبات کُتبِ سیر سے مُیسّر آئیں یکجا جمع کر دیئے جائیں۔ چناں چہ ۲۴ شعبان ۱۳۷۶ھ کو اس کے آغاز کی توفیق ہوئی۔ دُعا ہے مولیٰ عزّ وجل اس پیارے نامِ اقدس کے طفیل جس طرح آغاز کی توفیق عطا فرمائی اس کے مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

الفقیر، محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ
حامد آباد۔ ضلع رحیم یار خاں
۲۴ شعبان ۱۳۷۶ھ

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل، وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ

(اقبالؒ)

طبع ثانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ؏

فقیر اویسی غفرلہ ربہ القدیر نے اس کتاب کو بڑی عقیدت سے لکھا افسوس کہ اس کا پہلا ایڈیشن ذوقِ عقیدت کو پورا نہ کرسکا۔ ناتجربہ کار کاتب وناشر نے اغلاط سے کتاب کو اتنا مسخ کردیا کہ اصل مقصود کے بجائے غلط مفہوم ذہن میں اتر جاتا۔ فقیر کو نہ نظر ثانی کا موقعہ مل سکا اور نہ ہی طباعت کے وقت تصحیح کرسکا لیکن شائقین نے اس کی نامعلوم کس خوبی کو دیکھا کہ بہت ہی قلیل عرصہ میں اس کے دوسرے ایڈیشن کی نوبت تک پہنچا دیا۔ اس کی اشاعت میں تاخیر صرف اس لئے ہوئی کہ فقیر عدیم الفرصتی سے اسے دوبارہ تصحیح کئے بغیر شائع کرانا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن قارئین کے خطوط نے مجبور کردیا کہ اسے جلد از جلد شائع کراؤں۔ چناں چہ اس کی تصحیح میں بہت سا وقت صرف کیا اور بہت سے مضامین کا بھی اضافہ کیا۔ اس لئے اب یہ کتاب پہلے ایڈیشن سے تقریباً ڈیڑھ گنا زائد ہوگئی ہے۔

رقمہ قلم الفقیر القادری ابی الصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

باردوم نظرثانی سے

۱۷ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ بروز اتوار بعد نماز ظہر فراغت پائی

التجائے اویسی بہ بارگاہِ نبوی

رسولِ خدا، ہادیٔ جن و انساں
ز حسنِ تو عالم، درخشاں درخشاں

بہر شاخِ نازک، بہر برگِ رنگیں
بہارِ زمانہ، ثناخواں ثناخواں

نگاہِ کرم، شافعِ روزِ محشر!
خرابم خرابم، پریشاں، پریشاں

فتادم سرِ رہ بہ اُمیدِ جلوہ
سوئے من گذر کن خراماں خراماں

نثارِ حزیں در غمِ تو تپیدہ
خدارا نگاہے گل افشاں، گل افشاں

فہرست مضامین

تمہید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

زبان پہ بارِ خدا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے میری زباں کے لئے

فقیر نے اِس رسالہ کا آغاز اوائل تصانیف میں کیا تھا اور اس کا نام " القول الممجد فی برکات اسمِ محمّد " تجویز ہوا۔ لیکن جب حضرت علامہ الحاج سلطان الواعظین مولانا محمد بشیر صاحب مدظلہٗ کی نعتِ ذیل پڑھی تو ذوقِ عقیدت نے مجبور کر دیا کہ اس کا نام رکھوں

'شہد سے میٹھا نامِ محمّد'

نعت

شہد سے میٹھا محمّد نام
شہد سے میٹھا محمّد نام

میم مئے توحید پلائے اور "ح" حق سے آکے ملائے
دوسری میم مراد دلائے اور یہ دال محمّد یا رو
دُور کرے آلام
شہد سے میٹھا محمّد نام

میم سے ہیں ہر دکھ کے مداوا "ح" سے حامی ہے بے چارہ

دوسری میم یتیم کی ملجا "دال" بچا کر دوزخ سے
فردوس کا دے پیغام
سب سے میٹھا محمد نام

میم سے ہیں محبوب وہ رب کے "ح" سے حاکم عجم و عرب کے
دوسری میم سے مالک سب کے "دال" سے داتا دونوں جہاں کے
جود ہے ان کا عام
شہد سے میٹھا محمد نام

میم محبت کی مے لایا "ح" نے حق کا جام پلایا
دوسری میم نے مست بنایا "دال" سے دل میں بشیر کے ان کی
یاد ہے صبح و شام
شہد سے میٹھا محمد نام

نام تو صیقلست کہ دلہائے تیرہ را روشن کند چو آئینہائے سکندری

(ترجمہ) تیرا اسم گرامی سیاہ دلوں کا صیقل ہے اور تیرا نام دلوں کو آئینہ سکندری کی طرح صاف وشفاف بناتا ہے۔

آنکھوں کا تارا نام محمد ، صلی اللہ علیہ وسلم
دل کا اجالا نام محمد ، صلی اللہ علیہ وسلم
پوچھے گا مولا لایا ہے کیا کیا
میں یہ کہوں گا نام محمد ، صلی اللہ علیہ وسلم

ابتدائیہ

لفظ محمّد کی لفظی تحقیق

لفظ **محمد** تحمید سے مشتق ہے اور تحمید حمد سے زیادہ بلیغ ہے (مراح)

بمعنے

الذی کثرت خصالہ المحمودہ (مراح)	یعنی محمّد وہ ہے جس کی اچھی خصلتیں بہت ہوں

اور قاموس میں ہے۔

التحمید "حمد اللہ تعالیٰ مرۃ بعد مرۃ ومن محمّد کانہ حمد مرۃ بعد مرۃ	یعنی تحمید بمعنے اللہ تعالیٰ کی حمد بار بار کرنا اور محمد کو اسی سے مشتق کیا گیا ہے۔ گویا کہ وہ بار بار حمد کئے گئے ہیں۔

چوں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بار بار اور ہر بار نئے مدائح و مناقب سے ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی اسی لئے آپ کا اسمِ گرامی **محمّد** صلی اللہ علیہ وسلم رکھا گیا۔

نکتہ : اللہ تعالیٰ کا نام محمودؔ ہے۔ وہ مجرد کے باب سے ہے۔ جس میں مبالغہ نہیں اور حضور علیہ السلام کا اسم گرامی محمد ہے، وہ مزید سے ہے جس سے مبالغہ مطلوب ہے۔ عقل کا تقاضا ہے کہ یہ اسم اللہ تعالیٰ کا ہوتا اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اس میں نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے والی مخلوق ہے ان کی فنا کے بعد ان کی حمد منقطع ہو جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حمد کرتا ہے جسے انقطاع نہیں اور حمد بھی ایسی جیسے حمد کرنے والا۔ اس کی تائید بخاری شریف کی مندرجہ ذیل حدیث سے ہوتی ہے۔

قال ابو العالیہ	ابو العالیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
صلوٰۃ اللہ ثناؤہ	کی صلوٰۃ النبی کا معنی یہ ہے
علیہ عند الملائکۃ	کہ ملائکہ کے ہاں اپنے نبی
(بخاری شریف ج ۲ ص ۷۰۷)	علیہ السلام کی تعریف کرتا ہے

حدیث شریف میں ہے :۔

ان حمدنی	اگر کوئی میری حمد کرتا ہے تو
احد فانت	آپ سب سے زیادہ حمد کرنے
احمد وان	والے ہیں۔ اگر میں کسی کی حمد
حمدت احدا	کرتا ہوں تو آپ ہی سب سے
فانت محمد	زیادہ میری تعریف کئے ہوئے
(عینی شرح بخاری)	ہیں

فاضل بریلویؒ نے کیا خوب کہا ہے : ؎

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد

اشتقاق کی بحث

اسم گرامی حمد سے مشتق ہے۔ اس معنی پر باری تعالیٰ کے اسماء کے اشتقاق میں اشتراک ہوگا۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وشق لہٗ اسمہ لیجلہ — فذوالعرش محمود وھٰذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

"اپنے اسم گرامی سے اپنے محبوب کا اسم گرامی مشتق فرمایا ہے
تاکہ شان کا اظہار ہو وہ عرش والا محمود اور یہ محمد ہیں" (صلی اللہ علیہ وسلم)

(ف) حمد سے چند اسماء ماخوذ ہیں:

۱۔ **محمود**: یہ اسم جناب باری تعالیٰ نے اپنے اور اپنے حبیب کے درمیان مشترک رکھا تاکہ آپ کے کمالاتِ محمودیہ پر دلالت کرے۔ اگرچہ دونوں کے محمودیہ میں فرق ہے۔

۲۔ **حمید**: جوکہ حامدیۃ کو جامع تھا اپنے واسطے مخصوص فرمایا اور اس کے بدلے تین نام اپنے پیارے محبوب کو عطا فرمائے۔ 'حامد'، 'احمد'، 'محمد' تاکہ اوّل و دوم معنی فاعلیت اور تیسرا معنی مفعولیت پر دلالت کرے۔ گویا اس مضمون کی طرف اشارہ فرمایا گیا کہ میرے حبیب اگر میں حمید یعنی بار بار تعریف فرمایا گیا ہوں تو تم احمد یعنی بہت تعریف کرنے والے ہو کہ تمہارے برابر میری کوئی تعریف نہیں کر سکتا۔ اور میں حمید یعنی تعریف کرنے والا ہوں تو تم محمد یعنی بہ کثرت اور بار بار تعریف کیے گئے ہو کہ تمہارے برابر میں کسی کی تعریف نہیں کرتا۔ ؎

محمد حامد و محمود ولے را خا لقش بستود
کز وشد بود ہر موجود از وشد دیدہا بینا

حمد سے اُس جناب کو ایسی نسبتِ تامہ حاصل ہے کہ محمودیۃ کوئی ان کے برابر ہے۔ نہ

حامدیت میں کوئی ان کا ہمسر۔ اسی لئے حمد سے چار نام اُن کے مشتق فرمائے گئے: حامدؔ، محمودؔ، احمدؔ، محمدؔ، اور قیامت کے دن جو مقام آپ کو جنابِ احدیت سے عطا فرمایا جائے گا اس کا نام بھی مقامِ محمود ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ

عسیٰ ان یبعثک ربک — قریب ہے تمہیں تمہارا رب

مقاماً محموداً — مقامِ محمود میں پہنچائے گا۔

اور قیامت کے روز جو نشان آپ کے دستِ اقدس میں ہوگا اُس کا نام بھی لوائے الحمد ہے کما قال علیہ السلام ولواء الحمد یومئذٍ بیدی اس روز آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء کرام و مرسلین عظام علیہم السلام اس کے نیچے ہوں گے۔ کما قال علیہ السلام آدم ومن دونہ تحت لوائی۔

مدح و ثنائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ناممکن ہے: آپ کی اس خصوصیت کی وجہ سے آپ کی مدح و ثنا کا شمار کرنا ناممکن ہے۔ امام المحدثین سیدنا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آیت

قل لو کان البحر مداداً — فرمایئے اگر میرے پروردگار

لکلمات ربی لنفد — کے کلمات کے لئے سمندر

البحر قبل ان تنفد — سیاہی ہوں تو سمندر ختم ہو جائیں

کلمات ربی ولو جئنا — گے لیکن میرے پروردگار کے کلمات

بمثلہ مدداً — ختم نہ ہوں گے اگرچہ ہم ویسا ہی

(پ ۱۶، س کہف ع ۱۳) — اور مدد کے لئے لائیں۔

کلمات سے حضور سرورِ کونین محبوبِ ربّ المشرقین والمغربین صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل

وکمالات اور مناقب وکرامات اور علوم وبرکات مراد لئے ہیں۔[1]

اب مطلب یہ ہوا کہ کل کائنات دوہری ہوکر کمالاتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم لکھے تو بھی ان سے ناممکن ہے۔ آیۃ ہذا میں تو دو سمندروں کا ذکر ہے۔

کما قال اللہ تعالیٰ لو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہٗ من بعدہٖ سبعۃ ابحُرٍ ما نفدت کلمات اللہ

یعنی بے شک وہ جو زمینوں میں درخت ہیں تمام قلمیں ہو جائیں۔ اور تمام دریا سیاہی پھر ان کے ساتھ سات دریا اور ملائے جائیں تب بھی یہ ختم ہو جائیں گے لیکن کلماتِ الٰہی ختم نہ ہوں گے

اسی لئے علماء کرام نے فرمایا:

فاوصافہٗ صلی اللہ علیہ وسلم الحسنۃ لا تعد ولا تحصی[2]

یعنی خلاصہ کلام یہ کہ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ حسنہ احصاء سے باہر ہیں۔

اور امام ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

والفضائل التی لا تحصی والشمائل التی لا یمکن ان تستقصی فنبالغ واکثرن تحیط بوصفہٖ واین الثریا

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کا احصاء نہیں ہوسکتا اور آپ کے شمائل کا اختتام ناممکن ہے۔ اے مداحِ مصطفےٰ حضور علیہ السلام کی تعریف میں

---

[1] مدارج النبوۃ ج ۱ باب ۳ [2] جواہر البحار ص ۲۳ ج ۳

من يد المتناول (جواهر البحار ص ۳۲، ج ۳) میں مبالغہ کر اور زیادہ سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کر تُو ہرگز حضور کی تعریف کا احاطہ نہیں کر سکے گا۔ بھلا ثریا تک کسی کا ہاتھ پہنچ سکتا ہے۔

(ف) علمائے کرام کے ارشادات اور شیخ کی اس تفسیر کی دوسری آیات بھی تائید فرماتی ہیں، مثلاً دنیا کی نعمتوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ تم ان کو شمار نہیں کر سکتے اور واقعہ بھی یہ ہی ہے۔ کیوں کہ ہم کو اپنے جسم کے بال، رگیں اور تمام اعضاء کا شمار معلوم نہیں ہے۔ اور ایک ایک بال میں لاکھوں نعمتیں اس کے علاوہ ہیں۔ چاند، سورج، زمین، آسمان وغیرہ وغیرہ۔ مگر ان نعمتوں کو قرآن نے فرمایا: قل متاع الدنيا قليل فرما دو کہ دنیا کی متاع تھوڑی ہے

لیکن حضور علیہ السلام کے ہر وصف وکمال کو قرآن نے عظیم فرمایا ہے۔ رب نے اپنی صفات کو عظیم فرمایا، اپنے لئے فرمایا: "وهو العلي العظيم" اور محبوب علیہ السلام کے لئے فرمایا۔ "انك لعلى خلق عظيم"۔ حضور علیہ السلام کے اخلاق کو عظیم فرمایا۔ دوسری جگہ ارشاد ہوا:

وكان فضل الله عليك عظيماً۔ اے محبوب! آپ پر اللہ کا فضل عظیم ہے۔

اس فضل عظیم میں تو تمامی صفاتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہیں۔ جس سے معلوم ہُوا کہ حضور علیہ السلام کی ہر صفت عظیم ہے۔ ؎

لا يمكن الثناء كما كان حقه
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

خدا و مصطفےٰ کی رمز سے ادراک عاجز ہے
خُدا کو مصطفےٰ جانے محمّد کو خدا جانے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اسی لئے قصیدہ بردہ میں فرمایا گیا :

دع ما ادعته النصاری فی نبیهم
واحکم بما شئت من شرف ومن عظم
فان فضل رسول الله لیس له
حد فیعرب عنه ناطق بفم

"یعنی حضور کو وہ نہ کہو جو عیسائیوں نے اپنے نبی کے لئے کہا (خدا کا بیٹا)، اس کے سوا حد نہیں رکھتی فضیلت کچھ رسول اللہ کی۔ لب کشائی کیا کریں اہلِ عرب، اہلِ عجم۔"

وانسب الی ذاته ما شئت من شرف
وانسب الی قدره ما شئت من عظم

"جو شرف چاہو ان کی طرف منسوب کرو اور ان کی عظمت کے لئے جتنا چاہو۔"

ان اشعار پاک کی تفسیر و تشریح کرتے ہوئے علامہ خالد بن عبد اللہ الازہری فرماتے ہیں :

اُترکْ ما قالت النصاریٰ	وہ چھوڑ جو نصاریٰ نے نبی
فی نبیهم عیسی ابن	عیسیٰ بن مریم علیہ وعلی امہا
مریم علیهما السلام	الصلوٰۃ والسلام کے حق میں
انه ابن الله لما اخبرالله	ابن اللہ کہا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ
سبحانه و تعالیٰ عنهم	نے ان سے خبر دی ہے۔ بے شک

وان نبينا صلی الله علیه
وسلم نهی عن مثل
ذالك حيث قال لا
تطرونی كما اطرت
النصاریٰ ای بذالك
واحكم بعد ذالك له
صلی الله علیه وسلم
بماشئت من اوصاف
الكمال اللائقة بجلال
قدره وخاصم فی
اثبات فضائله من
شئت من الخصماء
واعزالی ذاته من
شرف والی علوقدره
العظیم مااردت من
التعظیم. والرفعة فقد
وجدت للقول بابا
واسعا فان فضل رسول
الله صلی الله علیه وسلم
لیس له غایة الوقف
عندها فیبنها ناطق

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے ایسی چیزوں سے
روکا۔ اسی طرح نبی علیہ السلام
کو نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے
عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
بڑھایا مجھے ان چیزوں سے
موصوف نہ کرو۔ اور اس کے
بعد جو چاہے اوصافِ کمال
جو حضور کے جلالت مرتبہ کے
لائق ہوں حضور کی طرف نسبت
کرو اور حضور کے فضائل ثابت
کرنے میں خصم سے چاہے
جھگڑا کرو۔ اور حضور کی ذاتِ
شریفہ کی نسبت کر جس شرف
کو چاہے اور حضور کے علوقدر
کی طرف جس تعظیم ورفعت کا
ارادہ کرے منسوب کر کیوں کہ
ہر بلند سے بلند قول کے لئے
واسع پائے گا۔ کیوں کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کی
کوئی انتہا نہیں کہ جہاں کہیں

بلسان فمه فاوصافه	اور بولنے والا اسے اپنی زبان سے
لا تحصیٰ وفضائله	بیان کرے تو حضور کے اوصاف
لا تستقصیٰ ؎	کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔

شیخ الاسلام ابراہیم باجوری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ:

احکم بما شئت مما یدل	اے بھائی حضور علیہ السلام
علی شرفه وعلوشانه	کے حق میں جو چاہتا ہے کہہ
وعظیم جاهه من	ان کلمات اور اوصاف سے
جهتهم المدح فیه صلی	جو حضور علیہ السلام شرف اور
الله علیه وسلم لیس	علو شان اور عظیم المرتبہ ہونے
له غایة ومنتهی	پر بجہت مدح والی ہوں کیوں
لا انه صلی الله علیه	کہ حضور کی نہ غایت ہے نہ
وسلم لم یزل یترقی	منتہیٰ۔ اس لئے کہ حضور ہر
فی الکمال کل لحظة	لحظہ کمال میں ترقی کر رہے ہیں۔
قال سیدی علی وفی	سیدی علی وفی نے فرمایا اسی
ویشیر لهذا قوله	بات کی طرف اللہ کا یہ قول اشارہ
تعالیٰ وللاٰخرة خیرلك	کرتا ہے وللاٰخرۃ خیر لک
من الاولیٰ لان معنی	من الاولیٰ کیوں کہ اس کا اشارہ
الاشاری واللحظة	یعنے معنی یہ ہے کہ تمہارا ہر بعد
المتاخرة خیرلك من	والا لحظہ پہلے لحظہ سے بہتر ہے

؎ شرح قصیدہ بردہ الشیخ المذکور صہ ۳۲

اللحظة المتقدمة لانه	کیوں کہ حضور پچھلے لحظہ میں
صلی اللہ علیہ وسلم	کمالات زائدہ کی طرف ترقی
یترقی فی المتاخرۃ الی	کرتے ہیں بہ نسبت اس
کمالات زائدۃ عما	ترقی کے جو گذشتہ لحظہ
تدلی الیہ فی المتقدمۃ [1]	میں تھی۔

(ف) ان عبارات کے علاوہ ہمارے ہاں متعدد حوالہ جات ہیں جنہیں ہم طوالت موجب ملالت سمجھ کر ترک کر کے مخالفین کے ایک سوال کا جواب دے کر اصل موضوع کی طرف لوٹتے ہیں۔

تفصیل: "فیوض رب العلانی تفصیل فی مدائح المصطفیٰ" کتاب میں ہے اس سے ثابت ہؤا کہ جو لوگ حضور علیہ السلام کی نعت اور مدح وثنا پر ہمیں غلو کا طعنہ دیتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ ہم غلو کے معنی بھی بتائے دیتے ہیں تاکہ معترضین کو اعتراض نہ رہے۔

غلو کا ازالہ: لفظ غلو زیادتی اور کمی دونوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ چنانچہ قاضی ثناء اللہ اپنی تفسیر مظہری صفہ ۱۶ جلد ۲ میں لکھتے ہیں:

الغلو التجاوز عن الحد بالافراط او التفریط۔

غلو کا معنی سمجھنے کے بعد مخالفین کا اعتراض آیت ذیل سے اٹھ گیا۔ مثلاً: وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا: یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم۔ حالانکہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ اے یہودیو! نبی اللہ کی توہین اور تنقیص کر کے غلو نہ کرو۔ اور اے نصرانیو! نبی اللہ کی تعریف میں حد سے بڑھ کر انہیں خدا یا خدا کا بیٹا یا خدا کا تیسرا حصہ کہہ کر غلو نہ کرو! بحمدہٖ تعالیٰ۔ یہی ہم اہل سنت کہتے ہیں کہ نبی کی توہین و کمی کر کے غلو کرنا بھی ممنوع ہے۔ جیسا کہ نبی اللہ کی تعریف میں غلو ممنوع

---

[1] شرح البردہ باجوری طبع مصر صفہ ۴۳

ہے مثلاً نبی اللہ کو اللہ کا جز کہا جائے یا شریک کہا جائے یا اللہ کہا جائے (العوذ باللہ) ایسے ہی یہ بھی وہ غلو ممنوع ہے کہ ان کو خدا یا خدا کا شریک یا خدا کا جز یا بیٹا کہا جائے یا الحاد و حلول کا قول کیا جائے۔ اس کے علاوہ ان کی تعریف میں جتنا بظاہر غلو یا مبالغہ کیا جائے وہ درحقیقت نہ غلو ہے نہ مبالغہ بلکہ محمود اور جائز ہے اور ہم اس کے مامور بھی ہیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ

وتعزروہ و	تاکہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی
توقروہ	تعظیم وتکریم کرو۔

بلکہ علماء کرام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غلو کا تصور ہی بے دینی ہے۔

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثنا و تعریف و تعظیم میں مبالغہ ناجائز ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لا تطرونی کما اطرت	مجھے ایسا نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ
النصاری ابن مریم	نے عیسیٰ ابن مریم کو بڑھایا۔
فانما انا عبد اللہ و	ہاں میں اللہ کا بندہ اور اس کا
رسولہ	رسول ہوں۔

جواب: جب اللہ تعالیٰ کے قرآن شریف میں یہ حکم خداوندی ہے تعزروہ وتوقروہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں مبالغہ کرو) علاوہ ازیں اور بہت سی آیات اس موضوع پر پیش ہو سکتی ہیں۔ ہمارا اصل مدعا آیاتِ قرآنیہ سے ثابت ہے۔ احادیث و اقوالِ ائمہ بہ طور شواہد پیش ہوئے تو قرآن شریف کے مقابلہ میں حدیث کو پیش کرنا کہاں کا انصاف ہے۔ خبر واحد کتنی اعلیٰ درجہ کی ثابت ہو جائے تو نہایت کار یہ ہے کہ وہ ظنی دلیل ہے۔ مفید گمان ہے۔ مفید علم نہیں۔ اس سے عقائد ضروریہ کا ثابت کرنا

انتہا درجہ کی جہالت ہے ہمارا مسئلہ کہ مبالغہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر و تعظیم ہو۔ صاف قرآن شریف سے ثابت ہے جیسا کہ ہم نے اوپر آیت کا جملہ پیش کیا ہے۔ اسی لئے علماء کرام نے فرمایا ہے کہ اس میں غلو تجاوز نہیں۔ چناں چہ شیخ الاسلام باجوری نے شرح قصیدہ بردہ میں لکھا ہے کہ

اعلم ان مدحہ صلی اللہ	یقین کر لو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
علیہ وسلم لم یتعاطہ	کی مدح کو بڑے بڑے متقدمین
فحول الشعراء المتقدمین	شعراء نہ پا سکے۔ اس لئے حضور کے
لان کمالاتہ صلی اللہ	کمالات احصا اور شمار سے فزوں
علیہ وسلم لا تحصی	ہیں اور آپ کے شمائل کی تہہ کو
وشمائلہ لا تستقصی	نہیں پہنچ سکتا تو حضور کی جناب
فالمادحون لجنابہ	علی مدح کرنے والے اور کمال
العلی والواصفون	جلی کی وصف کرنے والے اُن
لکمالہ الجلی مقصرون	کی مدت کے شمار سے عاجز
عما هنالك قاصرون	ہیں اور ان کے ادا سے قاصر
عن اداء ذالك كيف	ہیں۔ یہ کیسے قاصر نہ ہوں حالاں کہ
وقد وصفه الله فی	اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابوں میں
كتبه بما يبهر العقول	حضور کی ایسی تعریف کی ہے
ولا يستطاع اليه الوصول	کہ عقول پہ غالب ہے۔ اور
فلو بالغ الاولون	اس تک پہنچنے کی طاقت نہیں
الاخرون فی احصاء	پس اگر سب اگلے اور پچھلے مل
مناقبه لعجزوا عن	جل کر مبالغہ کریں تو ان فضائل

ضبط ماحباه مولاه
من مواهبه ولقد
احسن من قال
اری کل مدح فی
النبی مقصداً و
ان بالغ المثنی
علیه و اکثرا
اذا الله اثنیٰ
بالذی هو هله
علیه فما مقدار
ما قدح الوریٰ
فکل غلو فی
حقه تقصیر و
لا یبلغ البلیغ الا
قلیلاً من کثیر [۱]

وکمالات کے ضبط کرنے سے
عاجز ہوں گے جو مولا کریم نے
حضور کو عطا فرمائے۔ کسی نے
کیا خوب کہا ہے۔
میں ہر مدح کو نبی کی شان میں
کم دیکھتا ہوں۔ اگرچہ تعریف
کرنے والا مبالغہ کرے اور
اکثر بیان کرے۔
اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور
کی ایسے کلمات سے ثنا کی ہے
جس کے حضور اہل تھے تو مخلوق
کی تعریف کس شمار میں لہذا
یہ غلو حضور کے حق میں تقصیر
ہے اور بلیغ تر کثیر سے صرف
قلیل تک پہنچتا ہے۔

اس سے مزید جوابات اور علماء و مشائخ کی تصریحات فقیر کے رسالہ "لا یمکن الثناء" میں دیکھئے۔ یہ طوالت بھی ہم نے اس لئے کی ہے کہ بعض کوڑھ مغز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا سننا گوارا نہیں کرتے۔ اگر کچھ سن لیتے ہیں تو ان کا جواب ہوتا ہے کہ غلو ہے۔

روایتِ ضعیف فضائل و مناقب میں قابلِ قبول ہے:

کتاب ہذا ایر
ذات والاہ ف

[۱] الباجوری علی البردۃ مطبع مصر

کے فضائل وکمالات نہیں بلکہ اُن کے اِس اسم کے کمالات لکھے ہیں جو اس ذاتِ کریم کو منسوب ہے اور بیانات میں اکثر روایات ضعیف ممکن ہیں بلعض موضوع بھی مذکور ہوں گے تو اِس سے بعض بد قسمت ناظرین کو غلط فہمی میں ڈالیں گے کہ یہ روایات ناقابلِ قبول ہیں۔ ناظرین پہلے سے آگاہ رہیں کہ فضائل ومناقب میں روایاتِ ضعیفہ قطعاً قابلِ قبول ہیں۔ اِس میں کسی اہلِ علم کو بھی انکار نہیں۔ یہاں تک کہ ان کے بڑے بھائی غیر مقلدین وہابی بھی اقراری ہیں جسے ہم نے رسالہ مذکورہ میں اِس بحث کو تفصیل سے لکھا ہے۔

قواعد وضوابط

چوں کہ کتابِ ہٰذا کے مضامین رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات ومناقب سے لبریز ہے اِسی لئے بعض کوڑھ مغز حضرات ناظرینِ کتاب کو مختلف طور طریق سے پریشان کریں گے۔ اس لئے ان کے لئے نہیں بلکہ قارئین کے لئے مندرجہ ذیل قواعد وضوابط حاضر ہیں۔

یہ تو ظاہر ہے کہ باپ، اُستاد کے جواہرِ علمی کی داستانوں سے شاگرد کو مسرت ہوتی ہے[۱] پیر ومرشد کی کرامات سے مرید کے ایمان کو تازگی نصیب ہوتی ہے۔ وہ امتی کتنا بدبخت ہے کہ اپنے نبی علیہ السلام کے کمالات سُن کر ناخوش ہوتا ہے بلکہ اُسے کمالاتِ نبی علیہ السلام میں شرک وبدعت نظر آتی ہے۔ ایسے کو امتی کہلوانا حیف ہے۔ فلہذا اویسی غفرلہٗ عرض کرتا ہے کہ جس صاحب کو یہ مضامین

---

[۱] آج کل کے بعض شاگرد اس سے مستثنیٰ ہیں کیوں کہ بعض بد قسمت استاد کے فضائل سننا گوارا نہیں کرتے۔

پسند آئیں تو اس کو مبارک ہو کیوں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ پاک سے دل بستگی کامل ایمان ہونے کی علامت ہے۔ ہاں جو صاحب تحقیق سے ایسے مضامین دیکھنا چاہے تو عرض ہے کہ

۱۔ علم مناظرہ میں ہے۔ کتابوں سے پیش کردہ حوالہ جات کے ناقل پر اعتراض کی گنجائش نہیں حتیٰ کہ بعض ماہرینِ علمِ مناظرہ نے یہاں تک کہہ دیا کہ "اگرچہ وہ ناقل ان عبارات کی صحت کا مدعی کیوں نہ ہو۔

۲۔ امام ابن حجر عسقلانی و دیگر ائمہ اصول نے ضابطہ مقرر فرمایا کہ حدیث کو ضعیف یا موضوع کہنے کا حق صرف اس شخص کو حاصل ہے جو کم از کم ایک لاکھ احادیث یاد رکھتا ہو اور ان کی سندات پر حاوی ہو۔ ہر شخص کو حدیث کے ضعیف کہنے کا حق حاصل نہیں۔

۳۔ ضعیف حدیث سے فضائل کا ثبوت جائز ہے۔ جیسا کہ مولانا عبد الحی کی کتاب "الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر" ص ۱۲ میں ہے:

والحکم فی الکتب الغیر المعتبرۃ ان لا یؤخذ منھا ما کان مخالفاً لکتب الطبقۃ الاعلیٰ	اور جو کتابیں غیر معتبر ہیں ان سے فقط وہ عبارات نہ لی جائیں جو عمدہ طبقہ کی کتابوں کے خلاف ہوں۔

۴۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح بیان کرنا اور سننا ہم اپنی ایمانی و روحانی غذا سمجھتے ہیں اور اسی تصور میں زندگی بسر کرنا اپنی خوش قسمتی تصور کرتے ہیں بقول حضرت عارف جامی قدس سرہ:

بود در جہاں ہر کسے را خیالی
مرا از ہمہ خوش خیالِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

یوں سمجھئے اس موضوع میں ہمارا مسلک یہ ہے؛ کہ:

ہر کجا بینی جہان رنگ و بو
آنکہ از خاکش بروید آرزو
یا ز نورِ مصطفےٰ اورا بہاست
یا ہنوز اندر تلاشِ مصطفےٰ است

۵۔ فضائل اور مناقب کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنے والے دیارِ ہند و پاک میں اکثر اسمٰعیل دہلوی کے مقلد ہیں۔ وہ تو حدیثِ ضعیف سے بڑھ کر آگے دو قدم اصولِ فقہ ص۱۸ میں لکھتا ہے:

والموضوع لا یثبت شیئا من الاحکام نعم قد یوخذ فی فضائل ما ثبت فضلہ.... بغیرہ تائیداً وتفصیلاً ہ

یعنے حدیث موضوع سے احکام شرعیہ ثابت نہیں ہو سکتے ہاں فضائل کے باب میں اس کو وہاں لیا جا سکتا ہے جہاں اس کے علاوہ فضیلت ثابت ہو اس کو اُس کی تائید بالتفصیل میں پیش کر سکتے ہیں:۔
بھلا جو لوگ موضوع احادیث کی روایت کے قائل ہوں وہ اس کتاب میں پیش کردہ صحیح واقعات پر کس طرح اعتراض کر سکتے ہیں۔

۶۔ بلکہ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا کے امور میں بحث کرنا بے ادبی اور محرومی اور شوم بختی ہے۔ چناں چہ امام شعرانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

ثم اعلم ان کل ما مال	پھر اس بات پر یقین رکھے
الی تعظیم رسول اللہ	ہر قول ہر فعل تقریر و تحریر وہ
صلی اللہ علیہ وسلم	جو حضور کی تعظیم کی طرف مائل ہو

لا ینبغی لاحد البحث فیہ	کسی کو لائق نہیں کہ اس میں
ولا المطالبۃ بدلیل	بحث کرے اور نہ یہ لائق
خاص فیہ فان ذالک	ہے کہ اس جزئیہ پر دلیل خاص
سوء ادب نقل ما	کا مطالبہ کرے کیوں کہ یہ بلا
ثبت نی رسول اللہ صلی	شک و شبہہ بے ادبی ہے۔ جی
اللہ علیہ وسلم علی	چاہے حضور کے حق میں بطریق مدح
سبیل المدح لا حرج[۱]	بیان کرو اس میں کسی قوم کا حرج نہیں

۷۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا فرض ہے ۔ ابن تیمیہ نے الصارم المسلول میں لکھا ہے :۔

ان اللہ فرض علینا	بے شک اللہ تعالیٰ نے ہم
تعزیر رسولہ و توقیرہ	پر حضور علیہ السلام کی تعظیم و
وتعزیرہ و نصرہ	توقیر، تکریم، نصرت اور اجلال و
ومنعہ و توقیرہ و	اکرام فرض کیا ہے اور یہ چیز
اجلالہ و تعظیمہ	اس بات کو واجب کرتی ہے
فذلک یوجب صون	کہ ہر صورت و ہر طریق حضور
عرضہ بکل طریق بل	علیہ السلام کی ناموس و عزت کی
ذالک اول درجات	حفاظت کی جائے بلکہ یہ تعظیم کے درجات
	سے اول درجہ ہے۔

اور لکھا ہے کہ:

---

۱ : جواہر البحار صـ۵۲ ج ۲

فقيام المدحة والثنا والتعظيم والثناء قيام الدين كله وسقوط ذالك وسقوط الدين كله [1]	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و ثنا اور آپ کی تعظیم و توقیر کے قیام سے تو کل دین کا قیام ہے اور اس مدح و تعظیم نبوی کا سقوط سے کل دین

اسمائے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی گنتی:

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ بکثرت ہیں جو قرآنِ عظیم و دیگر کتبِ سماویہ و احادیثِ نبویہ میں وارد ہوئے ہیں اور انبیاء سابقین کی زبان سے سُنے گئے ہیں اور علمائے کرام نے انہیں حسب تتبع و تلاش اپنی کتب میں ضبط فرمایا ہے اور ان کا عدد ۹۹ سے لے کر ایک ہزار تک پہنچایا ہے۔ حضور کا کثیر الاسماء ہونا بھی آپ کے فضل و شرف اور متصف بصفات کثیرہ ہونے پر دلالت کرتا ہے کیوں کہ اشتقاق اسماء صفات سے یا افعال سے ہوتا ہے اور ہر اسم کسی نہ کسی صفت یا فعل سے نکلتا ہے۔ تو ضرور ہوا کہ جس شخص کے اسماء کثیر ہوں وہ متصف بصفات کثیرہ ہو مگر محمدؐ نام حضور علیہ السلام کے تمام اسماء سے اشہر و اعظم ہے اور باقی اسماء صفاتی ہیں۔ ان کی تشریح و تفصیل فقیر کے رسالہ "لمعات الضحیٰ فی اسماء المصطفیٰ" میں دیکھیے۔

حضور علیہ السلام اسم محمدؐ سے کب مسمّٰی ہوئے:

حضرت ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ میں لکھا کہ جب حق تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اپنے نورِ خاص کو اپنے قبضہ

---

[1] جواہر البحار ص۲۲۵ ج ۳

قدرت میں لے کر فرمایا:

"اے نور محمد ہو جا وہ نور ایک ستون بن گیا پھر وہ نور اوپر کو چلا یہاں تک کہ حجابِ عظمت تک پہونچ کر سجدہ ریز ہوا بعد از سجدہ الحمد للہ کہا اللہ تعالیٰ نے سن کر فرمایا:

لذالك خلقتك وسميتك محمدا — اسی لئے تمہیں پیدا کیا اور اسی لئے ہم نے تمہارا نام محمد رکھا۔

تجھی سے تخلیق کی ابتدا ہوگی اور تجھی پر نبوت و رسالت ختم ہوگی۔" ۱

زمین و آسمان سے پہلے اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدارج میں ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صاحب لولاک کو اس نام مقدس کے ساتھ ایک ہزار برس پہلے آفرینش سے مخصوص فرمایا۔

ابن عساکر کی روایت میں ہے:

فقد خلقت من قبل ان اخلق بالفی سنة — یعنی اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرماتا ہے میں نے تمہارا نام آفرینشِ خلق سے دو ہزار برس پہلے پیدا فرمایا۔

ابو نعیم کی حدیث میں ہے:

اسمه مع اسمی فی العرش قبل ان اخلق السموٰت والارض — میں نے محمد کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر قبل آسمان و زمین پیدا کرنے کے لکھا۔

---

۱ : نام الحبیب فی اسماء الحبیب وحاشیہ دلائل الخیرات

الجواب: ایک نام متعدد اشخاص پر مستعمل ہوتا رہتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ گرامی کی ایسی حفاظت فرمائی کہ زمانہ انبیاء سابقین سے لے کر قربِ زمانہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک اہلِ عرب وغیرہ میں کوئی اس نام کا نہ ہونے پایا لیکن جب زمانہ ظہورِ ذات بابرکات نزدیک ہوا علماء اہلِ کتاب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد کی خوش خبریاں سنائیں۔ بشارات غلبہ ہونے لگیں نامِ اقدس سب پر ظاہر ہوا تب بعض اشخاص نے اس امید پر کہ شاید وہ دُرِّ یتیم ہمارا ہی مولا ہو اور ہمیں عظمتِ عظمیٰ و دولتِ کبریٰ نصیب ہو اپنی اولاد کو اس نام کے ساتھ مسمیٰ کیا لیکن حق تعالیٰ نے ان سب کو دعاءِ نبوت سے محفوظ رکھا اور یہی نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِ امجد حضرت عبد المطلب کے قلب میں القاء فرمایا اور بی بی آمنہ کے ذریعہ ہاتفِ غیبی نے اس پر مطلع فرمایا۔ چناں چہ بی بی آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے خواب میں بتایا گیا "آمنہ تم ایسے بچے سے حاملہ ہو جو اسی امت کے سردار ہیں جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھنا۔"[1]

حضرت عبد المطلب کا خواب:

حضرت علامہ نور الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

"مروی ہے کہ حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا کہ آپ کی پیٹھ سے ایک زنجیر نکلی جس کا ایک کنارا آسمان میں، دوسرا زمین پر، تیسرا مشرق میں چوتھا مغرب میں، پھر لوٹ کر درخت بن گیا جس کے ہر پتے سے نور نکل رہا تھا اور مشرق

---

[1] مدارج النبوۃ ج دوم باب

ومغرب کے لوگ اس درخت سے چمٹ رہے ہیں۔ آپ نے معبرین کو یہ خواب سنایا تو انہوں نے کہا آپ کی پشت سے ایک بچہ پیدا ہوگا اور مشرق و مغرب کے لوگ ان کی اتباع کریں گے آسمان وزمین کے لوگ ان کی مدح وثنا کریں گے۔ اسی معنیٰ پر حضرت عبدالمطلب نے آپ کا نام (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھا۔[1]

ف: آپ کا نام ولادت کے ساتویں روز حضرت عبدالمطلب نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا۔ حال آنکہ اس نام کا آپ کے آباء واجداد میں کوئی بھی نہیں تھا بلکہ ساری قوم میں ایسا نام نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ یہ بچہ اسم بامسمیٰ ہو کہ آسمان پر اللہ اور زمین پر لوگ اس کی تعریف کریں۔

اسم گرامی قثم یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ مروی ہے کہ حضرت عبدالمطلب کا ایک صاحبزادہ قثم نامی حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے چند روز پہلے فوت ہوا تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام قثم رکھنا چاہا۔ انہیں بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا نے اپنا خواب سنایا تو پھر اس ارادہ سے ہٹ کر آپ کا نام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی حفاظت: جیسا کہ پہلے گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی اتنی حفاظت فرمائی کہ کسی کو اس نام سے موسوم نہ ہونے دیا باوجودیکہ آپ کا اسم گرامی کتب سماویہ میں مذکور تھا۔

(فائدہ) جلال الملۃ والدین حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے

---

[1]: سیرت حلبی ص ۱۳۰ ج ۱، مدارج النبوۃ ج ۲، سیرت حلبی ص ۱۲۸ ج ۱

خصائص صغریٰ میں صرف انبیاء علیہم السلام سے مخصوص فرمایا تو ان پر علماء نے جرح و قدح کی۔ بلکہ یہ اسم مبارک آپ کے اپنے زمانہ اقدس میں بھی کسی کو اپنے بچوں کے نام موسوم کرنے کی اجازت نہ تھی یا توفیق ہی نہ ملی تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی نہ ہو۔ ہاں بعض لوگوں نے آپ کی ولادت کے زمانہ مبارک سے کچھ عرصہ پہلے یا اسی ایام میں اس امید پر اپنے بچوں کا محمد نام رکھا کہ شاید آخر الزماں نبی اسی کا بچہ ہو جب کہ انہوں نے کتابوں میں پڑھا تھا کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا وقت قریب آگیا ہے چناں چہ مروی ہے کہ محمد بن عدی سے پوچھا گیا کہ تیرا نام محمد کیسے رکھا گیا۔ اس نے جواب دیا کہ میں نے اپنے والد سے یہی سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں اور میرے تین اور ساتھی از قبیلہ بنی تمیم شام کے علاقہ میں تجارت کی غرض سے گئے تو ہم ایک بت خانہ کی آبادی میں اُترے ہمیں اجنبی سمجھ کر ایک دیر نشین نے ہم سے پوچھا کہ کہاں سے آئے ہو۔ ہم نے کہا ہم عربی ہیں اور مضر قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس نے کہا تمہاری قوم میں عنقریب نبی آخر الزماں کا ظہور ہونے والا ہے تم جلد جاؤ اور ان سے فیوض و برکات حاصل کرو۔ کیوں کہ وہی خاتم النبیین ہیں۔ میں نے پوچھا اُن کا نام کیا ہو گا۔ اس نے کہا ان کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو گا۔ ہم سب نے دل میں منت مانی کہ اگر ہمارے ہاں نرینہ اولاد ہوئی تو ہم اپنے بچوں کا نام محمد رکھیں گے چناں چہ ہم لوٹے تو ہم سب کے لڑکے پیدا ہوئے ہم نے اسی لالچ پر [illegible] کے محمد نام رکھے کہ شاید ہمارا بچہ وہ [illegible] آخر الزماں ہو[1]

(فائدہ) اسی روایت کے مطابق فقہاء نے کہا ہے کہ جو حمل کے دوران منت مانے کہ بچہ کا نام محمد [illegible] گا تو وہ لڑکا [illegible] ہو گا[2]

---

[1] سیرۃ حلبی ص ۱۴۳ ج ۱ [2] سیرت حلبی

ف : ایسے ہی آپ کے اسم احمد کی بھی حفاظت ہوئی۔ حضور علیہ السلام کی ولادت کے بعد سب سے پہلے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کا نام احمد رکھا گیا۔

محمد اسماء والوں کی فہرست :

جن لوگوں نے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خوش خبری پر اپنے بچوں کا نام محمد رکھا وہ اٹھارہ افراد تھے۔ سولہ ذیل کے اشعار میں ہیں :

ان الذین سموا باسم محمد	من قبل خیر الخلق ضعف ثمان
ابن البراء مجاشع بن ربیعه	ثم ابن مسلم یحمدی حرمان
لیثی السلیمی وابن اسامه	سعدی وابن سوق همدانی
وابن الجلاح مع الاسیدی	یا فتی ثم الفقیمی هٰکذا الهرانی

ترجمہ " حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے سولہ افراد کے نام محمد رکھے گئے : (۱) ابن البراء (۲) مجاشع (۳) ابن ربیعہ (۴) ابن مسلم (۵) یحمدی (۶) حرمانی (۷) لیثی (۸) سلیمی (۹) ابن اسامہ (۱۰) سعدی (۱۱) ابن سودۃ (۱۲) ہمدانی (۱۷) ابن الجلاح (۱۸) اسیدی (۱۹) فقیمی (۲۰) ہرانی

ف : بعض نے کہا دو اور بھی تھے (۱) محمد بن حارث (۲) محمد بن عمر بن مغفل ممکن ہے ان کے علاوہ اور بھی ہوں لیکن ان میں کسی کو نبوت کے ادعا کی توفیق نہ ہوئی[1]

ف : ان میں سے وہ محمد نام والے جنہیں اسلام کی دولت نصیب ہوئی وہ تین ہیں : (۱) محمد بن ربیعہ (۲) محمد بن حارث (۳) محمد بن مسلم

---

[1] سیرت حلبی

بعض کا دعویٰ ہے کہ محمد بن مسلمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پندرہ سال سے کچھ اوپر بعد کو پیدا ہوا۔

ف: ابن الجوزی نے لکھا کہ اسلام میں سب سے پہلے ابن حاطب کا نام محمد رکھا گیا[1]

حکایت: سفیان بن مجاشع نے کہا کہ میں تمیم کے قبیلے میں مہمان ہوا۔ لوگوں کو دیکھا کہ وہ ایک کاہنہ کے پاس جمع تھے اور وہ کہہ رہی تھی کہ جوان سے دوستی کرے گا وہ کامیاب رہے گا جو ان کی مخالفت کرے گا وہ ذلیل ہوگا۔ میں نے اُس سے پوچھا کون ہے وہ جس کے آپ اتنے اوصاف بیان کر رہی ہیں؟ کہا نبی آخرالزماں کے اوصاف بیان کر رہی ہوں اس لئے کہ ان کی ولادت کا وقت قریب ہے اور وہ کل عرب وعجم کے رسول ہوں گے۔ میں نے پوچھا وہ عربی ہوں گے یا عجمی۔ اس نے کہا عرب میں ہوں گے اور معدن بن عدنان کے قبیلہ سے پیدا ہوں گے ان کا اسم گرامی "محمد" ہوگا۔ سفیان یہ سن کر واپس لوٹا اس وقت اس کی عورت حاملہ تھی۔ عرصہ کے بعد بچہ پیدا ہوا تو سفیان نے اپنے اس بچے کا نام محمد رکھا اس امید پر کہ ممکن ہے یہی وہی نبی آخرالزماں ہو۔

اُعجوبہ: بہشت میں کسی کو کنیت کے ساتھ نہیں بلایا جائے گا سوائے آدم علیہ السلام کے کہ ان کو "ابو محمد" کہہ کر پکارا جائے گا۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شرافت اور بزرگی کا اظہار مطلوب ہوگا۔

حدیث شریف: حضور نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان لی خمسۃ اسماء — بے شک میرے پانچ اسماء ہیں

---

[1] سیرۃ حلبی ص ۳۴ ج ۱

انا محمد و انا احمد الخ رواہ الشیخین عن جبیر بن مطعم	میں محمد اور احمد ہوں الخ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

آخری بات: صرف اسی حدیث پر اکتفا کر کے اہلِ اسلام سے گذارش گزار ہوں کہ جن کا اسم ایسا ہے جو واضح کرتا ہے کہ وہ ذات از ہمہ عیوب و نقائص سے پاک اور منزہ ہیں اسی وجہ سے کافر حضور علیہ السلام کو محمد کہنے اور ماننے پر مجبور ہیں۔ تو خود عین ذات کیسے ہوگی۔

اسم گرامی محمد کی دو حیثیتیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی محمد کی دو حیثیتیں ہیں: (۱) علمی (۲) وصفی

ظاہر ہے کہ نام سے صرف ذات مطلوب ہوتی ہے اس سے اس کی وصف کو کوئی تعلق نہیں ہوتا مثلاً کسی نے اپنے بیٹے کا نام رکھا "بدر منیر" وہ رنگ کا کالا سیاہ ہو یا حسن و جمال کا پیکر اس نام کو اس کی وصف سے تعلق نہ ہوگا صرف ایک ذات کو متعین کرنا مقصود ہوتا ہے اور بس لیکن ہمارے حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء میں ذات پاک کے علاوہ آپ کی صفت بھی مطلوب ہے چناں چہ سیرت حلبی ج ۱ ص ۱۲۸ میں رقم ہے:

لا یخفی ان جمیع اسمائہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم مشتقۃ من صفات قامت بہٖ توجب لہ المدح والکمال فلہ من کل وصف اسم	مخفی نہ رہے کہ حضور علیہ السلام کے تمام اسمائے گرامی ایسے صفات سے ماخوذ ہیں جو آپ میں واقعۃً ہیں کہ جن سے آپ کی مدح و کمال ثابت ہوتی ہے اس معنے پر آپ کا اسم گرامی ہر وصف سے ماخوذ ہے

جیسا کہ ہم نے پہلے لکھا ہے کہ سیدنا عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے آپ کا نام محمد رکھا تو ان کا مقصد بھی یہی تھا کہ محمد آپ کی علمیت کے علاوہ اس سے آپ کی وصفیت کا اظہار بھی ہو۔

سوال : نحویوں کا قاعدہ ہے

العلمیۃ تنافی الوصفیۃ — علمیت وصفیت کے منافی ہے

اس قاعدہ کی رد سے حضور علیہ السلام کے اسم محمد میں وصفیت کا معنی ملحوظ کیسے ہو سکتا ہے ؟

جواب : نحویوں کا یہ قاعدہ کلیہ نہیں بلکہ اکثریہ ہے چناں چہ رضی شرح کافیہ میں ہے :

والاکثر فی العلمیۃ — اکثر اعلام کی علمیت میں وصفیت
عدم مراعاۃ — ملحوظ نہیں ہوتی

چناں چہ علامہ رضی نے ایک مثال بھی پیش کی ہے

وشق لہ من اسمہ لیجلہ — فذوالعرش محمود وھذا محمد

مذمم یا محمد : کفارِ قریش نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بجائے محمد کے مذمم رکھ لیا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ جب محمد کو مان لیا تو پھر جھگڑا کیا باقی رہ گیا پھر تو گویا ہم نے اُسے سب کچھ مان لیا حمد و ثنا کے لائق اور عیوب و نقائص سے پاک تسلیم کر لیا۔ بنا برایں وہ لوگ حضور علیہ السلام کی جناب میں گستاخیاں کرتے وقت سرکار کا نام بجائے محمد کے مذمم لیتے اور گالیاں دیتے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو جب یہ بات معلوم ہوئی اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات عرض کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا،

یشتمون مذمما ویعیبون مذمما — یعنے وہ مذمم کو گالی دیتے ہیں اور
وانا محمد (مشکوٰۃ ص ۵۰) — ہم تو محمد ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

آیاتِ قرآنی

۱ : فتلقیٰ اٰدم من ربہ کلمات فتاب علیہ

مفسرین نے آیتِ ہذا کی تفسیر میں فرمایا کہ ان کلمات سے مراد حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کا وسیلہ مراد ہے۔ تفصیل ہم نے اپنی کتاب "احسن التحریر فی تقاریر دورۃ التفسیر" میں لکھی ہے' یہاں بقدرِ ضرورت لکھا جاتا ہے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو اپنے کئے پر بہت پشیمان ہوئے اور طرح طرح کی دنیوی مشقتیں جھیلیں۔ چناں چہ مروی ہے کہ تین سو سال تک سر جھکائے اشکِ ندامت بہاتے رہے اور آسمان کی جانب سر نہ اٹھایا۔ مسعودی فرماتے ہیں کہ اگر تمام روئے زمین کے رہنے والوں کے آنسو جمع کئے جائیں تو وہ حضرت آدم علیہ السلام کے آنسوؤں کے مقابلے میں کم ہی نکلیں گے۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے آنسو سے عود، رطب، زنجبیل، صندل اور طرح طرح کی خوشبوئیں پیدا فرمائیں اور حضرت حوّا کے آنسو سے لونگ وجائفل وغیرہ پیدا فرمائے بعد ازاں حق تعالیٰ نے انہیں وہ کلمات الہام فرمائے جن کے سبب سے ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اکثر مفسرین کے قول کے مطابق وہ کلمات یہ ہیں :

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ خَطِیْئَتِیْ   اے رب! مجھے محمد صلی اللہ

بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وسلم کے صدقے بخش دے :

کتب تفاسیر وسیر میں اور بعض مفسرین نے کلماتِ الہام کی تفسیر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل اور آپ کے ذریعۂ شفاعت سے شفاعت طلب کی مراد لی ہے۔ یہ قول دیگر اقوال کے منافی نہیں ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے ہی توبہ و استغفار کی گئی تھی [1]

بعض روایات میں ہے کہ جب حضرت

شیث کو آدم کی وصیت :

آدم علیہ السلام کا وقتِ وصال قریب ہوا تو آپ نے اپنے فرزند حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت کی کہ جب کبھی تم کو کوئی مصیبت درپیش ہو تو جنابِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے دعا کرنا انشاء اللہ تکلیف بہت جلد دور ہو گی۔ آپ نے پوچھا ابا جان! محمد (مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں؟ فرمایا میری اولاد میں سے ہوں گے اور ہزارہا برس کے بعد پیدا ہوں گے اور فلاں جگہ آپ کی اس طرح پیدائش ہوگی۔ تب شیث علیہ السلام نے پوچھا آپ نے کیسے پہچانا کہ ان کا نام حلِ مشکلات کے لئے اکسیر ہے، آپ نے فرمایا اپنے تجربے سے۔ میں نے خطائے دانۂ گندم کھا لیا تھا جس پر میں نادم ہو کر تین سو سال روتا اور توبہ کرتا رہا مگر رب کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا آخر کار رب کی توفیق اور اُسی کی

---

[1] مدارج النبوۃ ج ۲

کی مہربانی سے مجھے خیال آیا کہ میں نے آنکھ کھلتے ہی عرشِ اعظم پر رب کے نام کے ساتھ ایک اور نام بھی لکھا ہوا دیکھا تھا یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں نے رب سے پوچھا تھا یہ کس کا نام ہے جسے تیرے نام کے ساتھ عرشِ اعظم پر جگہ ملی۔ جواب ملا اے آدم یہ ان کا نام ہے کہ اگر وہ نہ ہوتے تو تم بھی نہ ہوتے۔ بظاہر یہ تمہارے نخل ہیں مگر حقیقت میں تمہاری اصل ہیں میں نے سوچا کہ اسی نام پاک کی برکت سے توبہ اور معافی کی دعا کروں۔ چنانچہ اس نام پاک کے لینے سے دعا قبول ہوئی اور مجھے معاف فرما کر اپنی حفاظت سے عزت بخشی۔ بیٹا میرا یہ دستور ہو گیا جب حاجت درپیش ہوتی ہے میں اسی نام کی برکت سے مانگتا ہوں تو پوری ہو جاتی ہے تم بھی ہر حاجت پر اسی ذات کو وسیلہ بنانا۔

ف: اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف ہمارے وسیلہ بلکہ ہمارے ابا آدم اور ان کی جملہ اولاد کے وسیلہ ہیں

جو آدم علیہ السلام کی اولاد ہونے کا دم بھرتا ہے اسے مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ ماننا چاہیئے ورنہ اپنے آپ کو آدم زادہ کہلوانا چھوڑ دے

آدم علیہ السلام کی وصیت اے فرزند محمد کو نہ بھولنا!

ابن عساکر کعب الاحبار سے روایت کرتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے شیث علیہ السلام کو فرمایا کہ اے فرزند! میرے بعد تم میرے خلیفہ اور جانشین ہو تم عماد تقویٰ و عروۃ وثقیٰ کو تھامے رکھنا جب بھی تم خدا کا ذکر کرو تو ساتھ ہی اسم محمد کو یاد کرنا اس لئے کہ میں نے یہ نام مبارک ساق عرش پر لکھا دیکھا ہے۔ حال آنکہ میں روح اور مٹی میں تھا اس کے بعد میں نے تمام آسمانوں کی سیر کی وہاں

میں نے کوئی ایسی جگہ نہ دیکھی جہاں اسم محمدؐ نہ لکھا ہو۔ بے شک میرے رب تعالیٰ نے مجھے جنت میں ٹھہرایا اور میں نے جنت کا کوئی محل اور کوئی دریچہ ایسا نہ دیکھا جس پر اسم محمد علیہ وسلم نہ لکھا ہو اور میں نے حور العین کی پیشانیوں پر اور طوبیٰ درخت کے پتوں پر اور سدرۃ المنتہیٰ کے ہر پتہ پر اور اطراف حجابات پر اور فرشتوں کی آنکھوں پر یہی نام لکھا ہوا دیکھا لہٰذا اے فرزند! ذکر محمد بہت زیادہ کرنا۔ (ابن عساکر کے اصل الفاظ یہ ہیں :)

"وان ربی لما اسکننی الجنۃ فلم ارفی الجنۃ قصرا ولا غرفا الا اسم مکتوب علیہ و لقد رأیت اسم محمد مکتوبا علی نحور حور العین وعلی ورق آجام الجنۃ وعلی ورق شجرۃ طوبیٰ وعلی ورق سدرۃ المنتہیٰ وعلی اطراف الحجب وبین اعین الملٰئکۃ فاکثر ذکرہ فان الملٰئکۃ تذکرہ فی کل ساعاتھا۔"[1]

حضرت آدم علیہ السلام اپنی مصیبت کے وقت پڑھتے

دعائے آدم : اللّٰھم بحق محمد اغفرلی خطیئتی

ف ! ایک اور روایت میں آیا ہے کہ خداوندا ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے میری حفاظت فرمادے اور میری توبہ قبول فرمالے حق تعالیٰ نے ان سے فرمایا تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا۔ عرض کی میں نے جنت میں ہر جگہ لکھا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

---

[1] الخصائص ص۷ ج ۱

ایک روایت میں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ میرا بندہ اور میرا رسول ہے آدم علیہ السلام نے کہا کہ اس سے میں نے جان لیا کہ وہ تیرے نزدیک ساری مخلوق سے افضل ہے۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول فرمائی اور بعض کے نزدیک حق تعالیٰ کا ارشاد فتلقیٰ آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ کی تفسیر و تاویل ہے جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا۔

۲۔ وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا (پ۱)

اس آیت پر تفصیلی گفتگو ہم نے احسن التحریر میں لکھی ہے۔ آیت میں ہمارا موضوع اس کا شانِ نزول ہے۔ مفسرین نے فرمایا کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور قرآن کریم کے نزول سے قبل یہود اپنے حاجات کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک کے وسیلہ سے دعا کرتے اور کامیاب ہوتے تھے اور اس طرح سے دعا کیا کرتے تھے۔

اللھم افتح علینا وانصرنا	یا رب ہمیں نبی امی کے صدقہ
باالنبی الامی	میں فتح ونصرت عطا فرما

ف: اس سے معلوم ہوا کہ مقبولانِ خدا کے حق میں وسیلہ سے دعا قبول ہوتی ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل جہان میں آپ کی تشریف آوری کا شہرہ تھا۔ اس وقت بھی سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے خلق کی حاجت روائی ہوتی تھی۔

ف: آیت کریمہ کا موضوع یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سابقہ امم کے ہر صاحبِ ایمان کا وسیلہ تھا۔ چناں چہ حضرت مولانا روم قدس سرہ اسی واقعہ کو بیان فرماتے ہیں۔

خوش بخت و بد بخت قوم؛

۱۔ بود در انجیل نامِ مصطفےٰؐ	آں سرِ پیغمبراں بحرِ صفا
۲۔ بود ذکرِ حلیہ ہا و شکلِ او	بود ذکر غز و صوم و اکلِ او
۳۔ طائفہ نصرانیاں بہرِ ثواب	چوں رسیدندے بداں نام و خطاب
۴۔ بوسہ دادندے بداں نامِ شریف	رو نہادندے بداں وصفِ لطیف
۵۔ نسلِ ایشاں نیز ہم بسیار شد	نورِ احمد ناصر آمد یار شد
۶۔ واں گروہِ دیگر از نصرانیاں	نورِ احمد داشتندے مستہاں
۷۔ مستہاں خوار گشتند آں فریق	گشتہ محروم از خود و شرطِ طریق
۸۔ ہم مخبط دین شان و حکم شان	از پئے طومار ہائے کژ بیان
۹۔ نامِ احمد چوں چنیں یاری کند	تاچہ نورش چوں مددگاری کند
۱۰۔ نامِ احمد حصارے شد حصین	تاچہ باشد ذاتِ آں روح الامین

ترجمہ:۱ انجیل میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک درج تھا۔ وہ مصطفےٰ جو پیغمبروں کے سردار اور بحر صفا

۲۔ نیز آپ کے اوصافِ جسمانیہ تشکل و شمائل جہاد کرنے، روزہ رکھنے اور کھانے پینے کا حال بھی درج تھا۔

۳۔۴ عیسائیوں کی ایک جماعت جب اس نام پاک اور خطابِ مبارک پر پہنچی تو وہ لوگ بہ غرضِ ثواب اس نام شریف کو بوسہ دے کر بہ طور تبرک منہ پر رکھ دیتے ہیں۔

۵۔ (اس تعظیم کی بدولت، ان کی نسل بہت بڑھ گئی اور حضرت احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ہر معاملے میں ان کا مددگار اور ساتھی بن گیا۔

۶۔ اور نصرانیوں کا وہ گروہ (دوسرا) احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کی بے قدری کیا کرتا تھا۔

۷۔ وہ لوگ ذلیل ہو گئے اپنی ہستی سے بھی محروم ہو گئے (کہ قتل کئے گئے) اور مذہب سے بھی محروم ہو گئے یعنی اُن کے عقائد خراب ہو گئے۔

۸۔ ان کا دین بھی برباد ہوا اور حکم بھی ٹیڑھے صحیفوں کی غلط بیانی ہے۔

۹۔ (اللہ اللہ جب) حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام پاک ایسا مددگار ہے تو ان کے نور کی مددگاری کا کیا عالم ہوگا۔

۱۰۔ نام احمد اتنا پختہ حصار ہے تو اس ذات روح الامین کا کیا وقار ہوگا۔

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی بھی ضرور مددگار ہے اور مرض یا دشمنوں کی یلغار کے وقت کے لئے قلعہ و حصار ہے۔

فوائد: یہی وجہ ہے کہ مشکل کے وقت مسلمانوں کی عادت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بناتے ہیں اور یہی خیر القرون میں تھا۔ چناں چہ صحابہ کی عادت تھی کہ مشکل کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیتے تھے۔

نعرۂ رسالت "چناں چہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا پیر سو گیا اور بالکل بے حس ہو گیا تو آپ نے نعرہ بلند کیا 'یا محمد' شاہ روم نے صحابہ کرام پر یلغار کی تو انہوں نے نعرہ لگایا 'یا محمد' صلی اللہ علیہ وسلم[1]

---

[1] ہدیۃ المہدی (یہ حوالہ اگرچہ 'الادب المفرد للبخاری وغیرہ (بقیہ صـ پر) از صدیق حسن بھوپالی۔

اس سے ثابت ہوا کہ سابق امم اہلِ ایمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی سن کر چومنے کو سعادت سمجھتے تھے۔

خوش قسمت یہودی: بنی اسرائیل میں ایک بدکار شخص تھا جس نے عرصہ دراز تک خدا کی نافرمانی کی۔ جب وہ مرگیا تو بنی اسرائیل نے اسے اٹھا کر ایک گندی جگہ ڈال دیا

فاوحی اللہ	اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ
علی موسیٰ	علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی
ان اخرجہ	کہ اسے وہاں سے اٹھا کر اس کا
صل علیہ	جنازہ پڑھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: الٰہی! بدکار تھا۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا:

ھکذا کان الا انہ	ہاں ایسا ہی تھا مگر جب یہ
کلما نشر التورٰۃ و	تورات کھولتا تھا تو نام محمد
نظر علی اسم محمد	صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اسے
صلی اللہ علیہ وسلم	چوم لیا کرتا تھا اور اپنی آنکھوں
قبلہ ووضعہ علی	پر رکھ لیتا تھا اور درود شریف
عینیہ وصلی علیہ[1]	پڑھا کرتا تھا۔

(حاشیہ بقیہ از ص) ودیگر کتب سیر واحادیث مبارکہ میں بھی ہے لیکن ہم نے معترضین کے ایک بڑے مولوی صاحب کی تصنیف کردہ کتاب کا حوالہ دے کر ان کے اعتراض کا جواب دیا ہے۔

[1] خصائص کبریٰ ص ۱۶ ج ۱

ف : معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ خوش ہو جاتا ہے۔ بنی اسرائیل کے گنہ گار نے نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اذان میں سن کر اگر چوما، آنکھوں سے لگایا اور درود شریف پڑھا تو بخشا گیا پھر جو لوگ اس نیک عمل کو بدعت سمجھ کر رد کرتے ہیں وہ اپنا انجام خود سوچ لیں[1]۔

تنبیہ : مسلمانو! غور کرو کہ سابق دور میں تو غیر امتی انگوٹھے چومنے پر محبوبِ خدا کا مرتبہ حاصل کرلے لیکن آج کا بد قسمت انسان امتی کہلوا کر اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدت و محبت سے دور رکھنے کی جد و جہد کرے بلکہ عمل کرنے والے کو بدعت کی دھمکی دے۔

انگوٹھے چومنے کا ثبوت : ہمارا مسلک ہے کہ حضور پر نور شفیع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک اذان میں سننے کے وقت انگوٹھے یا انگشتانِ شہادت چوم کر آنکھوں سے لگانا جائز اور مستحب اور باعثِ رحمت و برکت ہے۔ اس جواز پر دلائلِ کثیر موجود ہیں اور ممانعت پر کوئی دلیل موجود نہیں۔ چند حوالہ جات ہدیۂ ناظرین ہیں :

۱۔ علامہ الفاضل الکامل الشیخ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں :

وفی قصص الانبیاء	قصص الانبیاء وغیرہ کتب
وغیرھا ان اٰدم علیہ	میں ہے کہ جب حضرت آدم
السلام مشتاق	کو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ

---

[1] انگوٹھے چومنے اور اس حکایت کے لئے مزید تفصیل فقیر کے رسالہ رفع الوسواس کا مطالعہ کریں

الیٰ لقاء محمد صلی اللہ
علیہ وسلم حین کان
فی الجنۃ فاوحی اللہ
تعالیٰ الیہ ھو من
صلبک ویظھر فی
آخر الزمان قال لقاء
محمد صلی اللہ علیہ
وسلم حین کان فی
الجنۃ فاوحی اللہ تعالیٰ
الیہ فجعل اللہ النور
المحمدی فی اصبعہ
المسبحۃ فلذالک
سمیت تلک الاصبع
مسبحۃ کما فی الروض
الفائق او اظھر اللہ
تعالیٰ جمال حبیبہ فی
صفاء ظفری ابھا
میہ مثل المرآۃ
فقبل آدم ظفری
ابھامیہ ومسح علی
عینیہ فصارا صلاً

علیہ وسلم کی ملاقات کا اشتیاق
ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ
السلام کے دائیں ہاتھ کی کلمے
کی انگلی میں نورِ محمدی صلی اللہ
علیہ وسلم چمکایا تو اس نور نے
اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھی اسی
واسطے اس انگلی کا نام کلمے کی
انگلی ہوا جیسا کہ روض الفائق
میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے
اپنے حبیب کے جمال محمد
کو حضرت آدم کے دونوں
انگوٹھوں کے ناخنوں میں
مثلِ آئینہ ظاہر فرمایا
تو حضرت آدم علیہ السلام
نے اپنے دونوں انگوٹھوں
کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں
پر پھیرا اسی وجہ سے یہ سنت
ان کی اولاد میں جاری ہوئی
پھر جب جبریلِ امین نے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کو اس کی خبر دی تو آپ

لذة رؤيته فلما اخبر جبريل النبي صلى الله عليه وسلم بهذه القصه قال عليه السلام من سمع اسمي في الاذان فقبل ظفري ابهاميه ومسح على عينيه لم يرمد ابدا [1]	صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اذان میں میرا نام سنے اور اپنے انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

۲۔ اسی تفسیر روح البیان میں ہے کہ:

"در محیط آوردہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در آمد و نزدیک ستون بنشت و صدیق رضی اللہ عنہ در برابر آنحضرت نشستہ بود بلال رضی اللہ عنہ برخاست وباذان اشتغال فرمود چوں گفت اشہدان محمد رسول اللہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہر دو ناخن ابہامین خودرا برہر دو چشم نہادہ گفت قرۃ عینی بك یا رسول اللہ چوں بلال رضی اللہ عنہ فارغ شد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ کہ یا ابا بکر ہر کہ بکند چنیں کہ تو کردی خدائے بیامرزد گناہاں جدید وقدیم اور اگر بعمر بودہ باشد اگر بخطاء"

ترجمہ: محیط میں لایا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مسجد شریف میں تشریف لائے اور ایک ستون کے ساتھ بیٹھ گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے برابر بیٹھے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ

---

[1] روح البیان ۶ ص ۲۴۹

عنہ نے اٹھ کر اذان دینا شروع کی جب انہوں نے اشہد ان
محمد رسول اللہ کہا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی دونوں آنکھوں پر
رکھا اور کہا قرۃ عینی یا رسول اللہ جب حضرت بلال اذان
دے چکے تو آپ نے فرمایا اے ابوبکر! جو شخص ایسا کرے جیسا کہ تم
نے کیا ہے خدا اس کے سب گناہوں کو بخش دے گا۔"

۳۔ امام سخاوی فقیہ محمد بن سعید خولانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے
ہیں کہ:

"سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص مؤذن
سے اشہد ان محمد رسول اللہ سن کر کہے مرحبا
بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پھر دونوں انگوٹھے چومے اور آنکھوں پر رکھے وہ کبھی
اندھا نہ ہوگا اور اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی۔" [1]

۴۔ اسی تفسیر روح البیان میں ہے کہ:

"حضرت شیخ امام ابو طالب محمد بن علی المکی اللہ ان کے درجات
بلند کرے اپنی کتاب قوت القلوب میں ابن عینیہ سے روایت
کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے
محرم کی دسویں تاریخ کو مسجد میں تشریف لائے اور ایک ستون کے
قریب بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکر نے اذان میں حضور کا نام سن

---

[1] المقاصد الحسنہ ص ۳۸۴۔

کر، اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی آنکھوں پر پھیرا اور کہا قرۃ عینی بک یا رسول اللہ جب حضرت بلال اذان سے فارغ ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر جو شخص تمہاری طرح میرا نام سن کر انگوٹھے آنکھوں پر پھیرے اور جو تم نے کہا اے ابوبکر جو شخص تمہاری طرح وہ کہے خدا تبارک وتعالیٰ اس کے نئے پرانے ظاہر و باطن گناہوں سے درگزر فرمائے گا۔"

۵۔ علامہ امام شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ دیلمی کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ :

"فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب مؤذن کو اشہد ان محمد رسول اللہ کہتے سنا تو یہی کیا اور اپنے پورے جانب زیریں سے چوم کر آنکھوں سے لگائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میرے اس پیارے دوست کی طرح کرے گا میری شفاعت اس کے لئے حلال ہوگی۔"

۶۔ یہی امام سخاوی حضرت ابوالعباس احمد بن ابی بکر الرداد الیمانی کی کتاب موجبات الرحمۃ وعزائم المغفرۃ سے نقل فرماتے ہیں کہ :

"حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا جو شخص مؤذن سے اشہد ان محمد رسول اللہ سن کر کہے مرحبا بحبیبی و قرۃ عینی محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی۔"

۷۔ علامہ امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"میں کہتا ہوں کہ جب اس حدیث کا رفع حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک ثابت ہے تو عمل کے لئے کافی ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ تم پر لازم کرتا ہوں اپنی سنت اور اپنے خلفاء راشدین کی سنت۔"

معلوم ہوا کہ حدیث موقوف صحیح ہے کیوں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تک رفع ثابت ہے اور سیدنا صدیق اکبر کی سنت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

مخالفین کے گھر کی گواہی: چناں چہ مخالفین (کے سردار) مولوی خلیل احمد انبیٹھوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں:

"جس کے جواز کی دلیل قرون ثلاثہ میں ہو خواہ وہ جزئیہ بوجود خارجی ان قرون میں ہوا یا نہ ہوا ہو اور خواہ اس کی جنس کا وجود خارج میں ہوا ہو یا نہ ہوا ہو وہ سب سنت ہے۔" [1]

ان دلائل سے واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سن کر انگوٹھے چومنا مستحب ہے۔ [2]

نکتہ: اس نام پاک کی دونوں میمین نام لینے والے کو مجبور کرتی ہیں کہ اس نام کو دو مرتبہ چومے اِس لئے کہ یہ نام پاک ہے ہی اس شان کا کہ اسے بار بار چوما جائے۔

تفصیل اس نکتے کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ کریمہ ہے کہ جو کوئی اس کے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس کا انکار کرتا ہے تو پھر اسی

---

[1] براہین قاطعہ ص ۲۸ [2] تفصیل کے لئے دیکھئے امام اہل سنت فاضل بریلوی کی کتاب "تنویر العینین" اور فقیر کا رسالہ "انگوٹھے چومنا"

سے ہی اپنے حبیبِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان ظاہر کرتا ہے جس کا اسے
شعور ہی نہیں ہوتا جیسا کہ ابھی یہودی کے واقعہ سے معلوم ہوا ایسے ہی اللہ تعالیٰ
کو معلوم تھا کہ ایسے بدبخت پیدا ہوں گے جو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے نامِ اقدس کو چومنے کو برا کہیں گے اسی لئے نامِ اقدس میں دو میم رکھ دیئے
تاکہ نام لیتے وقت منکر بھی ایک بار نہیں دو بار چومنے پر مجبور ہو جائے۔

لطیفہ: کسی نے مجھے کہا کہ حضور علیہ السلام کا اسم گرامی چومتے ہو تو اللہ کے
نام کو بھی چومو میں نے اسے سمجھایا کہ احادیث میں حضور علیہ السلام کا نام مبارک سن
کر چومنے کا حکم تو ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نام کے متعلق کوئی روایت نہیں دوسرا
یہ کہ عقل کا تقاضا بھی یوں ہی ہے کہ چوما اسے جاتا ہے جس کی مثل ہو اللہ تعالیٰ امثل
سے پاک ہے۔ وہ نہ مانا میں نے اسے سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ کو یوں ہی منظور ہے
دیکھئے اپنے محبوب علیہ السلام کے اسم گرامی لینے پر دو بار چومنا فطرت بنائی
لیکن اپنے نام کے لئے ایسا نہیں فرمایا بلکہ اس کے لئے اس فطرت کا مظاہرہ
کرنا اپنے آپ کو مجرم بنانا ہے کیوں کہ لب ملا کر اللہ کہو تو اما بنتا ہے اور
اللہ کو اما کہنا جرمِ عظیم ہے۔

گندے مزاج گندے تصور: ہمارے دور میں بعض گندے مزاج
والے کہتے ہیں کہ ادھر تو انگوٹھے استنجا
کی جگہ پر ادھر چوم کر آنکھوں پر یہ طعن دینے والے دیوبند کے بعض جہّال مبلغین
ہیں لیکن ان بے وقوفوں کو معلوم نہیں کہ استنجا انگوٹھوں سے نہیں بلکہ انگلیوں
سے کیا جاتا ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ وہ اپنی گندی عادت سے مجبور ہو کر
انگوٹھے دباتے ہوں کیوں کہ بحکم حدیث شریف قربِ قیامت بواسیر کا مرض
عام ہوگا اور بواسیر کا آغاز مقعد پر خارش سے ہوتا ہے ممکن ہے ان غزہوں

کو وہی مرض شروع ہوا ہو اور وہ استنجا کرتے وقت انگوٹھوں سے کام لیتے ہوں

عکرمہ بن ابی جہل کی قسمت جاگ اٹھی : اس قسم کا واقعہ عکرمہ رضی اللہ عنہ کو بھی پیش آیا۔
اس کی تفصیل یوں ہے کہ : یہ شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت رسانی و لکالیف دہی میں اپنے ملعون باپ کا جانشین تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد تمام غزوات میں کفارِ قریش کا سردار اور سرگروہ رہا لیکن چوں کہ سعادت کا حصہ آخر میں اس کے نام لکھا ہوا تھا اسی لئے قسمت جاگ اٹھی۔ ہوا یوں کہ فتحِ مکہ کے بعد وہ بھاگ کر ساحلِ سمندر چلا گیا۔

حضور علیہ السلام کا علمِ غیب : جاتے جاتے اس نے ایک صحابی کو بھی شہید کر دیا جب یہ خبر حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ ہنس پڑے۔ صحابہ نے عرض کی حضور یہ موقع تو ہنسنے کا نہیں لیکن آپ کیوں ہنسے ؟ آپ نے فرمایا میں ہنسا اس لئے ہوں کہ جب میں نے اپنے صحابی کے شہید ہونے کی خبر سنی تو اسی وقت عالمِ غیب سے مجھے معلوم ہو گیا کہ مقتول (شہید) مذکور اور اس کا قاتل (عکرمہ) ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے بہشت میں داخل ہوں گے۔ صحابہ کو اس خبر سے وحشت ہوئی کہ مقتول تو واقعی بہشت کا مستحق ہے کیوں کہ وہ بہت بڑا کامل دین دار اور خدا پرست تھا پھر شہید بھی ہوا لیکن یہ کافر کیسے اس کا شریکِ جنت .... ؟ کیسے ہاتھ پکڑ کے جنتی ہو جائے گا ؟ مگر سب یہ سوچ کر خاموش ہو رہے کہ خدا کی باتیں خدا ہی جانے اس لئے کسی نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی سوال نہ کیا۔

مٹایا لاکھ مگر مٹ نہ سکا:

عکرمہ مکہ سے نکل کے بھاگا اور ساحلِ سمندر پر پہنچ کر کشتی پر سوار ہوا یمن جانے کا ارادہ کیا مگر خوبیٔ قسمت سے ایسا سخت طوفان آیا کہ کشتی خطرہ میں پڑ گئی۔ اس وقت کشتی کے سب آدمی بتضرع وزاری اور بخضوع و خشوع درگاہ باری میں التجا کرنے لگے مگر عکرمہ جیسے کا تیسا چپ چاپ بت بنا بیٹھا رہا۔ ناخدا نے اس کے پاس آکے کہا، "اے شخص! تو بھی خدائے وحدہ لاشریک سے دعا مانگ کہ یہ مصیبت ٹلے"۔ عکرمہ نے کہا۔ "کیسے یاد کروں اور کیا کہوں مجھے تو نہیں آتا تم ہی بتلا دو"۔ ناخدا بولا: "لا الٰہ الا اللّٰہ" کہہ کے اسے یاد کر اور دعا مانگ کہ اے زمین و آسمان کے مالک ہم پر رحم کر۔ یاد رکھ یہ ایسا وقت ہے کہ سوائے اس کے اور کوئی حامی و مددگار نہیں ہے۔ اب عکرمہ چونک کر بولا کہ اس خدا سے تو میں کبھی دعا نہ مانگوں گا جس کی طرف محمد ہمیں بلاتا ہے اگر مجھے یہی کرنا ہوتا تو مکہ سے کیوں بھاگتا اور اپنے خویش و اقربا اور وطن کو کیوں چھوڑتا"۔ ناخدا عکرمہ کی یہ باتیں سن کر بہت ناخوش ہوا اور خاموش ہو کر اپنی جگہ جا بیٹھا۔ تھوڑی دیر کے بعد عکرمہ کی نظر کشتی کے ایک تختہ پر پڑی اس پر لکھا دیکھا:

کذب به قومك وهو الحق یعنی قوم نے اس کی تکذیب کی حالانکہ وہ سچا ہے۔

عکرمہ نے چاقو نکال کے ان کلمات کو چھیل ڈالنا چاہا۔ ہر چند لکڑی کو چاقو سے چھیلتا تھا مگر وہ الفاظ نہ مٹتے تھے عکرمہ کو نہایت تعجب ہوا اور سوچنے لگا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ اسی پس و پیش میں اس کے اندر ایک تبدیلی پیدا ہوئی اور اپنے کفر کا حال اس پر منکشف ہونے لگا لیکن شیطان ایسا مسلط ہو رہا تھا

کہ کیفیتِ اسلام اس پر اچھی طرح واضح نہ ہوئی اور خدا اور رسول کا دشمن بنا رہا۔

عکرمہ کی اہلیہ کی جد وجہد:

عکرمہ کی بیوی ام حکیم بنت حارث بن ہشام برادر ابوجہل بڑی مومنہ تھی۔ ہاتھ جوڑے ہوئے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور رو رو کے اپنے شوہر کے لیئے امان چاہی۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رحم آگیا اور عورت کے کہنے سے اپنے دشمن جانی اور عدو خدا کا فرداکفر کو امان دے دی۔ عورت خوش وخرم ہو کے اپنے خاوند کی تلاش میں دوڑی کہ کہیں مل جائے تو پھیر لاؤں ایسا نہ ہو کہ وہ خودکشی کر لے۔ ادھر ادھر دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ ساحل کی طرف گیا ہے۔ اس نے وہاں پہنچ کر تفتیش کی۔ لوگوں نے کہا وہ تو کشتی پر سوار ہو گیا۔ عورت مایوس ہو کر کنارہ کنارہ چلی جاتی تھی کہ کشتی بھی طوفان میں پھنس کر کنارے کی طرف مائل ہو گئی۔ عورت نے دور سے کشتی کو جو دیکھا تو ایک لکڑی میں اپنا دوپٹہ باندھ کے خوب ہلانا شروع کیا۔ ناخدا بے چارہ اپنی مصیبت میں رقیق القلب تو ہو ہی گیا تھا اسے رحم آگیا اور سمجھا کہ یہ کوئی عورت اس جنگل بیابان میں بے والی و وارث ہے جو ہم سے مدد مانگتی ہے ایک چھوٹی کشتی اس کے لینے کو بھیج دی۔ عورت نے کشتی والوں سے عکرمہ کا حال دریافت کیا ان میں سے ایک آدمی اسے جانتا تھا اس نے کہا عکرمہ بن ابوجہل اسی جہاز میں ہے۔ عورت فوراً اس کشتی میں سوار ہو کر اپنے خاوند کے پاس پہونچی اور جاتے ہی کہا کہ افسوس تو کس مصیبت میں پڑ گیا ہے دیکھ میں نے تیرے لیئے کیا کیا دکھ جھیلے۔ ٹھوکریں کھاتی ہوئی یہاں تک پہنچی ہوں اور نیکو کارترین انسان یعنی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے امان لے آئی ہوں۔ عکرمہ امان کا نام سنتے ہی تعجب میں آگیا اور بولا جھوٹ کہتی ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے کبھی امان

نہ دے گا میں نے اس کے ساتھ ایسے سلوک نہیں کئے ہیں جو معاف ہوسکیں۔ آج تک میں نے اس کی بے عزتی اور عداوت قلبی میں کوئی کمی نہیں کی مسلمانوں کو ہمیشہ ستاتا رہا ہوں بھلا مجھے امان کیسے ملے گی؟ عورت بولی کم بخت! تو محض بے وقوف ہے جو رسول خدا کی نسبت ایسا بدگمان رکھتا ہے ان کی ذات والاصفات حد سے زیادہ کریم و رحیم ہے، میرا منہ نہیں جو ان کی تعریف کرسکوں اب تو ہلاکت میں نہ پڑ اور میرے ساتھ چل کر اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔ عکرمہ اپنی بیوی کے ساتھ کشتی میں بیٹھ کے دریا کے کنارہ پر آگیا اور دونوں میاں بیوی مکہ کو چلے۔

علم غیب رسول: عکرمہ کے آنے سے پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عکرمہ آتا ہے۔ آپ نے اصحاب سے کہا کہ:

"مومن و مہاجر عکرمہ آتا ہے خبردار کوئی اس کے ساتھ کسی قسم کی برائی نہ کرے کیوں کہ بُرے کو برا کہنے سے بُرے کو کچھ نقصان نہیں ہوتا البتہ کہنے والا اپنی عاقبت خراب کرتا ہے۔"

عکرمہ اپنی بیوی کے ساتھ درِ خیمۂ نبوی پر آن کھڑا ہوا۔ اس کی بیوی منہ پر نقاب ڈال کر حضور کے دربار میں حاضر ہوئی اور التماس کی کہ آپ کا گنہ گار عکرمہ حاضر ہے آپ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ یہاں بلالو اس کی عورت اسے اندر لے گئی۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھتے ہی فرمایا: "مرحبا راکب المہاجر" عکرمہ نے سامنے آکے دریافت کیا کہ یہ عورت کہتی ہے کہ آپ نے مجھے امان دی ہے کیا اس کا قول سچا ہے؟ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا بالکل صحیح ہے۔ اس وقت تک اپنی بیوی کا کہنا اس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا اور یہ خیال دل ہی دل میں کرتا تھا کہ اگر آں حضرت نے ایسا کہہ بھی دیا ہے تو وہ دھوکے سے مجھے بلا کے قتل کرنا چاہتے

ہیں مگر اپنی ریاست اور سرداری کا غرور عکرمہ کے دماغ میں ایسا سمایا ہوا تھا کہ اس کے زعم میں یہاں تک چلا آیا اور ارادہ تھا کہ آں حضرت کے تیور سے کچھ بھی شبہہ پایا گیا تو ایسا بہادر بھی ہوں کہ پھر بھاگ آؤں گا جس وقت حضور کی زبان سے امان کا لفظ سنا تو دل کی کیفیت ہی عجیب وغریب ہو گئی۔ رونگٹا رونگٹا خود یہ کہنے لگا کہ محمد کی رسالت میں کچھ شک وشبہہ نہیں اگر یہ شخص سچا نبی نہ ہوتا تو مجھ سے دشمن کو ہرگز نہ معاف کرتا۔ غیر نبی میں یہ شان سما ہی نہیں سکتی۔

قبولِ اسلام: عکرمہ نے اپنے کفر وشرک سے اسی وقت توبہ کر کے صدقِ دل سے کہا:

اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد انك عبد الله ورسوله

کلمہ پڑھتے ہی کچھ ایسی شرم وحیا عکرمہ کے دل میں سمائی کہ ابھی تک تو تنا ہوا کھڑا تھا کلمہ زبان سے جاری ہوتے ہی سر نیچا ہو گیا آنکھیں پشت پا سے جا لگیں اور کہنے لگا یا رسول اللہ! تحقیق آپ بڑے نیک اور سب سے زیادہ سچے ہیں ایسی وفا کی قابلیت دوسرے میں نہیں سما سکتی۔ اب میں حضور کی ذات خجستہ صفات سے امید رکھتا ہوں کہ ایک چیز مجھے اور مرحمت ہو۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عکرمہ کیا مانگتا ہے جو مانگے گا وہی پائے گا۔ اس نے بصد تعظیم عرض کی کہ آپ میرے حق میں دعا کریں کہ جتنے قدم میں نے کفر وشرک کو قوت دینے کے لئے رکھے ہیں، جو بے ادبیاں آپ کی خدمت میں کی ہیں، جو مذمتیں آپ کی لوگوں سے میں نے آپ کی پیٹھ پیچھے بیان کی ہیں اور مسلمانوں کو ستایا ہے اللہ تعالیٰ سب بخش دے اور ان باتوں کا قیامت کے دن مجھ سے

کچھ مواخذہ نہ ہو۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی وقت عکرمہ کے واسطے دعا کی
جب آپ دعا کر چکے تو وہ بولا کہ یا رسول اللہ! اب میری یہ نیت ہے کہ آج
تک اپنا جتنا مال میں نے کفر و شرک کی امداد میں صرف کیا ہے اس سے دو چند
خدا کی راہ میں خرچ کروں اور جس قدر کفار کی طرف سے لڑا ہوں اتنا ہی میں اسلام
کی جانب سے لڑوں۔ چناں چہ اس مردِ خدا اور مومن وباوفا عکرمہ نے جیسا کہا
تھا ویسا ہی کر دکھایا۔ اپنی ساری دولت جہاد میں لگا دیتا تھا اس کے سوا
جس جہاد پر جاتا سر ہتھیلی پر رکھ کے جاتا تھا اپنی جان کو اس نے کبھی جان نہیں
سمجھا آخر کار صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں جنگ اجنادین میں
شہادت پائی۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ بڑے مقبولین میں سے ہیں آپ کو قرآن
شریف دیکھنے سے وجد ہو جاتا تھا اور فرمایا کرتے تھے۔ ھذا کتاب
ربی ھذا کتاب ربی

غرضیکہ، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اقدس نہ مٹے گا نہ مٹ سکتا
ہے مٹانے والے لاکھ مٹائیں مگر خود مٹ جائیں گے۔ اعلیٰ حضرت
قدس سرہ نے فرمایا ؂

تو گھٹانے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے گا
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

لطیفہ، ایک خشک دماغ ہر اس مسجد شریف میں نماز پڑھنا ناجائز
کہتا جس مسجد میں "یا محمد" لکھا ہوتا ایک دن بس پہ بیٹھا تھا تو سامنے لکھا
نظر آیا "یا اللہ"، "یا محمد" کسی واقف کار نے کہا کہ جناب جیسے اس
مسجد میں نماز پڑھنا گوارا نہیں کرتے ہو جہاں "یا محمد" لکھا ہوتا ہے اب بس سے
بھی اتر جانا چاہیئے کیوں اس پر بھی لکھا ہے "یا محمد" لیکن مرتا کیا نہ کرتا۔ کیا

جواب دیتا کھسیانہ ہو کر خاموش ہو رہا۔

نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

ایک یہودی تورات پڑھ رہا تھا اس نے تورات میں ایک صفحہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ اقدس لکھا دیکھا۔ یہودی نے بغض و کینہ سے اس نام پاک کو کھرچ ڈالا۔ دوسرے روز تورات کھولی تو اُس صفحہ پر پھر یہ نام اقدس چار جگہ لکھا دیکھا، غصہ میں آکر اس نے اس نام پاک کو پھر کھرچ ڈالا۔ تیسرے روز اس نے دیکھا کہ اُسی صفحہ پر یہ نامِ اقدس آٹھ جگہ لکھا ہوا ہے۔ اس نے پھر یہ نام پاک سب جگہ سے کھرچ دیا چوتھے دن اس نے اس نام اقدس کو بارہ جگہ لکھا دیکھا۔ اب اس کی حالت بدلی اور اس نام پاک کی دل میں محبت پیدا ہو گئی اور اس نام والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے شام سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوا۔ اتفاق دیکھئے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنے کے لئے روانہ ہوا مگر ادھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما چکے تھے۔ جب یہ مدینہ منورہ پہنچا تو اس کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا علم ہوا تو سخت بے چین ہوا اور حضرت علی سے کہا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن انور کا کوئی کپڑا نکال کر دکھائیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور کا ایک کپڑا مبارک اسے دیا۔ اس یہودی نے پہلے تو اسے سونگھا پھر حضور کے روضۂ انور کے سامنے آکر کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو کر دعا کی کہ الٰہی اگر تو نے میرا اسلام قبول کر لیا ہے تو مجھے اپنے محبوب کے پاس بلا لے، اتنا کہا اور حضور کے سامنے ہی انتقال کر گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے غسل دیا اور جنت البقیع میں اسے دفن کیا۔ [1]

---

[1] نزہۃ المجالس ص ۱۴۴ ج ۲

ف : حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ پاک کوئی لاکھ مٹانا چاہے اور کھرچنا چاہے مگر ؎

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے گا
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام انور نہ مٹا ہے نہ مٹ سکے گا۔ مٹانے والے مٹ گئے مگر اس نام کے چرچے تا قیامت بلکہ قیامت کے بعد بھی یوں ہی رہیں گے ؎

رہے گا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

چناں چہ زمانہ شاہد ہے کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام اقدس اور آپ کے کمالات ومعجزات کو ذہنوں سے اتارنے کے لئے ہر طرح کے ہزاروں حربے استعمال کیے جارہے ہیں لیکن بفضلہٖ تعالیٰ آپ کا چرچا دن بدن بڑھتا جارہا ہے۔

اس خوش بخت یہودی کا واقعہ نظم میں

حضرت امام شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو نظم میں ڈھالا ہے چوں کہ دلچسپ ہے اس لئے ہدیۂ ناظرین ہے :

راویِ زیبا رخ وشیریں زبان — کرتا ہے اس طرح روایت بیان
ایک یہودی تھا بڑا نیک نام — شام میں رہتا تھا بصد احتشام
دین پر اپنے تھا وہ ثابت قدم — دولتِ دنیا بھی نہ تھی اس کو کم
شام میں رہتا تھا بہت شادکام — پڑھتا تھا توریت بہر صبح وشام
ناگہاں اک سطر میں لکھا دیکھا — نام محمد ﷺ ہر دوسرا
نام محمد سے محبت نہ تھی — سید ابرار سے الفت نہ تھی

دل کی طرح کیا اس کو چاک چاک
جل کے جلایا ورقِ نام پاک

پھر تو کٹی صفحہ توریت پر
نام محمد کا لکھا دیکھ کر

سخت یہودی کو ہوا اضطراب
دل کی طرح بند وہ کر دی کتاب

سمجھا کہ یہ نام شفیع الامم
میرے مٹانے سے نہ ہوئے گا کم

نام ہے یہ صاحبِ لولاک کا
نور ہے جو دیدۂ نم ناک کا

نام سے عشقِ رخِ احمد ہوا
عاشقِ رخسارِ محمد ہوا

فرطِ محبت جو ہوئی نام سے
سوئے مدینہ وہ چلا شام سے

دیدۂ دیدار طلب اشک ریز
برق کے مانند چلا تیز تیز

کر گیا اک لخت جو آرام رم
شوق زیادہ ہوا اور راہ کم

آیا مدینے میں بصد آرزو
شوق میں ڈوبا ہوا تھا مو بمو

ہر بنِ مو دیدۂ بینا ہوا
سرمۂ طور اس کو مدینہ ہوا

ذرہ وہاں کا تھا ہر اک آفتاب
برکت و انوارِ خدا بے حساب

یہ تو ے عشق سے مدہوش تھا
دیکھ کے ہر چیز کو خاموش تھا

دیدہ تھا جو یائے رخ گلعذار
ہر بن مو محوِ تمنائے یار

یاں تو یہ مشتاق کا احوال تھا
واں کا سنو حال کہ کیا حال تھا

آنے سے اس کے کئی دن بیشتر
کر گئے تھے خواجۂ عالم سفر

زیرِ زمیں عرش نشین شاہ تھا
ابر کے پردے میں چھپا ماہ تھا

جس سے ہوا دونوں جہاں کا ظہور
ذرۂ خورشید میں ہے جس کا نور

وہ ہی جہاں میں نہ رہے کیا کہیں
کس طرح اس رنج میں زندہ رہیں

دیدۂ ہر دم سے نہاں ہو گیا
تیرہ و تاریک جہاں ہو گیا

شام سے آیا تھا یہودی غریب
وائے زیارت بھی نہ ہوئی نصیب

جب کہ مدینے میں یہ داخل ہوا
شہر سے اس ماہ کی خوش دل ہوا

راہ میں سلمان سے ملاقات کی
ابن محمد کہا اور بات کی

جب سنا سلمان نے محمد کا نام
رو کے یہودی سے کیا یہ کلام

کون ہے تو آیا ہے کیوں نام کیا
تجھ کو محمد سے بھلا کام کیا

بولا کہ قصہ ہے میرا بس دراز
کیا کہوں جو دل میں ہے سوز و گداز

عشق میرا ہادی و رہبر ہوا
دل میں میری شوق پیمبر ہوا

کاکل شبگوں کا بندھا جب خیال
شام کا رہنا ہوا مجھ پر وبال

شام سے آیا ہوں جو میں ناصبور
تیرگی بخت ہوئی مجھ سے دور

دل سے محمد کا طلب گار ہوں
کشتۂ عشق شہ ابرار ہوں

کون سا غم عشق میں دیکھا نہیں
شمع صفت جلتا ہوں پروا نہیں

جب کہ سلمان نے سنا ماجرا
اور بھی اک جان پہ صدمہ ہوا

دل سے کہا اس کو میں کیا دوں جواب
سخت ہے بے تاب یہ خانہ خراب

کہتا ہوں گر حال وفات نبی
تو تو یہ مر جائے گا بے کس ابھی

اس سے یہ بہتر ہے کہ اصحاب پاس
ساتھ چلے میرے یہ بے کس اداس

سوچ کر سلمان نے پکڑا اس کا ہاتھ
سایہ کی مانند لیا اپنے ساتھ

بیٹھے تھے مسجد میں جو اصحاب پاک
ہجرِ پیمبر سے بہت دردناک

آیا وہاں عاشقِ شوریدہ حال
دیکھ کے رخسارِ علی کا جمال

دل میں یہ سمجھا کہ پیمبر ہیں یہ
ماہ عرب مہر منور ہیں یہ

ان سے کہا اس نے سلام علیک
خذ بیدی جاء یہودی لدیک

یا شہ دین خاتم پیغمبراں
شوق تیرا کھینچ کے لایا یہاں

تو ہے محمد شہ ہر دو سرا
میں بھی ہوں اک بندہ بے زر تیرا

سن کے یہ تقریر علی ولی — رونے لگے اور ہوئی بے کلی
بیٹھے تھے صدیق و عمر چشم تر — سن کے کلام اس کا ہوئے نوحہ گر
نام محمدؐ سے گرے خاک پر — زلزلہ سا پڑ گیا افلاک پر
سارے مدینے میں قیامت ہوئی — در دنیا تازہ مصیبت ہوئی
اور یہودی کو نہ تھا صبر و ہوش — سکتے کے عالم میں کھڑا تھا خموش
جب کہ مدینے میں ہوئی یہ خبر — آیا ہے اک عاشق خیر البشر
گھر سے نکل آئے صغیر و کبیر — دیکھ کے روتے تھے غریب و امیر
بولے یہودی سے علی ولی — کون ہے تو دل کو ہے کیوں بے کلی
نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جو لیتا ہے تو — داغ نیا اور بھی دیتا ہے تو
تین دن اس رحلت جان کاہ کو — گزرے ہیں جو سید ذی جاہ کو
زیر زمیں دفن کیا حیف ہے — ہم رہے اور وہ نہ رہا حیف ہے
گل تو گیا اور دلوں پر ہے داغ — دونوں جہاں کا ہے ہوا گل چراغ
شمع صفت روتے ہیں زار و زار — صورت پروانہ ہیں سب بے قرار
خاک میں سویا جو وہ بخت جہاں — غم سے ہر اک روتا ہے پیر و جواں
جب کہ یہودی نے سنی یہ خبر — ذرے کی مانند گرا خاک پر
رو کے کہا اے مہ گردوں جناب — خاک میں کس طرح سے آیا ہے خواب
مہر جہاں زیر زمین از چہ — گنج نہ خاک نشین از چہ
تا تو بخاک اندری اے جان پاک — شرط بود گنج سپردن بخاک
اے تن تو پاک تر از جان پاک — روح تو پروردۂ روحی فداک
عالم تر دامن خشک از تو یافت — نافہ میں نافۂ مشک از تو یافت
خاک پہ تھا عاشق مضطر پڑا — روتا تھا اور کہتا تھا وا حسرتا

جس کے لئے شام سے آیا یہاں — خاک میں سوتا ہے وہ ماہ جہاں
پھر یہ کہا اس نے کہ اے بوتراب — کوئی لباس ان کا منگاؤ شتاب
تاکہ میں خوش بو یہ کروں جاں نثار — پیرہنِ صبر کروں تار تار
پیرہن اس گل کا جو پاؤں گا میں — جامے میں پھولا نہ سماؤں گا میں
بولے یہ سلمان سے علی جلد جا — خاص لباس نبوی لے کے آ
روتے ہوئے حضرت سلمان چلے — گل کی طرح چاک گریبان چلے
فاطمہ کے در پہ گئے تیز گام — بولے کہ اے دخترِ خیر الانام
دیجے لباس تنِ پاک رسول — آیا ہے اک عاشق شیدا ملول
روتا ہے اور سب کو رلاتا ہے وہ — پیرہنِ پاک منگاتا ہے وہ
گل کی طرح رکھتا ہے وہ دل پہ داغ — بوئے محمدؐ سے ہو تازہ دماغ
فاطمہ نے یہ جو سنا رو دیا — پیرہنِ پاک حوالے کیا
روتے ہوئے حضرت سلمان جو آئے — پیرہن اس شاہ کا مسجد میں لائے
پیشِ یہودی جو رکھا پیرہن — مست ہوا اور بھی وہ خستہ تن
بوئے نبی آتی تھی مشتاق کو — صبر کی طاقت نہ تھی عشاق کو
مست ہوئی جاتی تھی ہر شئے وہاں — سر میں ہوا دل میں ہوس تن میں جاں
وجد میں تھے جس قدر اصحاب تھے — پیرہنِ پاک سے بے تاب تھے
اور یہودی کا عجب حال تھا — نقشِ قدم کی طرح پامال تھا
سونگھتا تھا گاہ لباسِ نبی — روتا تھا اور شوق میں کہتا کبھی
لوح جہاں بستہ گیسوئے تو — جامہ خبر میدہد از بوئے تو
شوق میں پھر اس نے کہا یا علی — مجھ کو ہے اس وقت بہت بے کلی
قبرِ محمد پہ مجھے لے چلو — تاکہ زیارت مجھے رضے کی ہو

روضۂ پر نور تلک جاؤں میں   کاش وہاں جاتے ہی مر جاؤں میں

سن کے علی حالِ یہودی تمام   مسجدِ عالی سے اٹھے دل کو تھام

ہجرِ پیمبر سے جو تھے دردناک   ساتھ علی کے ہوئے اصحابِ پاک

بیچ میں تھا عاشقِ شوریدہ سر   اشک فشاں نالہ بلب چشم تر

سارے مدینہ کے پیر و جوان   ساتھ ہوئے اس کے بآہ و فغان

دھوم سے تھا عاشقِ شیدا رواں   خلق جو پیچھے تھی وہ گریہ کناں

جب کہ گیا روضۂ پرُ نور پر   رنج گراں تھا دلِ رنجور پر

خاک پہ غش کھا کے گرا ناتواں   رو کے لگا کہنے بآہ و فغاں

اے مدنی برقع و مکی نقاب   سایہ نشین چند بود آفتاب

خیز و شب منتظران روز کن   طبع غریباں طرب افروز کن

خلوتیِ پردۂ اسرار شو   ہمہ خفتیم تو بیدار شو

از تو یکے پردہ برانداختن   در دو جہاں خرقہ برانداختن

تازہ ترین صبح بخاتے مرا   خاک تو ام کاب حیاتے مرا

خاکِ تو خود روضۂ جان منست   روضۂ تو جانِ جہاں منست

روضے کے قربان ہوا بے قرار   شمع پہ پروانہ ہو جیسے نثار

پھر یہ کہا سب سے رہو تم گواہ   کہتا ہوں میں اشہد ان لا الٰہ

کلمہ پڑھا نامِ محمد ﷺ لیا   آئینۂ دل کو مصفا کیا

نام کے لیتے ہی وہاں مر گیا   عاشقِ بے تاب سفر کر گیا

روضۂ اقدس پہ جو کی جاں نثار   روتے تھے اصحابِ نبی بے شمار

تن تو رہا روضۂ جانان کے پاس   جان گئی روضۂ رضوان کے پاس

جذبۂ معشوق نے کھینچا اسے   خوب ملا رتبۂ اعلا اسے

عشق و محبت کا اثر دیکھئے — ذرّے کا خورشید میں گھر دیکھئے

بلبل شیدا کو گلِ تر ملا — تشنۂ زباں کو لبِ کوثر ملا

عشق و محبت میں فنا ہوگیا — دردِ جدائی سے جدا ہوگیا

کاش ہمیں بھی یوں ہی کھینچے حبیب — روضے کی ہو جائے زیارت نصیب

گر نہ پھریں روضۂ پر نور کے — دور ہوں ارماں دلِ رنجور کے

یا شہِ دیں صوفیٔ بیکس حزیں — سخت ہے اب ہند میں اندوہ گیں

اس کو مدینے میں بلا لیجیئے — روضۂ پر نور دکھا دیجئے

خیل معاصی پہ نہ کیجیے خیال — تنگ ہے اب بندۂ مسکیں کا حال

ایک نظر بہرِ خدا کیجیئے — فکرِ دو عالم سے جدا کیجیئے

کوئی کسی کا نہیں ہوتا یہاں — آپ کا ہے نام کسِ بے کساں

صوفیٔ بے کس کی خبر لیجیئے — بندہ نوازی سے نظر کیجیئے

جس پہ نظر آپ کی پڑ جائے گی — خلق اسے آنکھوں پہ بٹھلائے گی

گر نظر از راہِ عنایت کنی — جملۂ مہمات کفایت کنی

قصہ یہودی کا ہوا اب تمام

صلّ علیٰ سیدنا والسلام

تو گھٹانے سے نہ گھٹے : حافظ سلفی رحمہ اللہ نے فرمایا :

"بلادِ ہند میں ایک درخت تھا جس کے پتے سبز تھے اس کے ہر پتے پر لکھا تھا" لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" وہاں کے لوگ بت پرست تھے انہیں یہ ناگوار ہوا انہوں نے اس درخت کو کاٹا اس خیال پر کہ یہ نام ختم ہو جائے گا لیکن

وہ جیسے تھا ویسے اگ آتا پھر انہوں نے سیسہ پگھلا کر اس کی جڑوں میں ڈال دیا۔ لیکن پگھلانے کے بعد سیسہ کے گرد چار ٹہنیاں پیدا ہو گئیں جس کی ہر ٹہنی پر لکھا تھا، لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ' یہ معجزہ دیکھ کر سب مسلمان ہو گئے پھر اس درخت کو ہر مرض سے شفا کا وسیلہ بناتے اور اس کو متبرک سمجھتے۔ انہوں نے اس کی ٹہنیوں کو زعفران اور خوش بو سے معطر کر دیا۔ [۱]

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام انور نہ مٹا ہے نہ مٹ سکے گا۔ مٹانے والے مٹ گئے مگر اس نام اقدس کو وہی قرار اور اس کی شان ہے جو پہلے تھی۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

دعوتِ غور و فکر

آج کل ہمارے دور کے معتزلہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کو مساجد سے مٹانے کی مہم چلا رکھی ہے لیکن اللہ تعالیٰ بے نیاز نے محبوب کے نام کو اتنا بڑھایا کہ جب سے یہ مہم چلی ہے تو مکانوں میں، دکانوں میں، بسوں، سڑکوں اور کیلنڈروں وغیرہ پر زیادہ سے زیادہ یہ اسم گرامی لکھا جانے لگا۔ یہاں تک کہ بعض علاقوں میں (اسی دور میں) ایسے بکرے پیدا ہوئے ہیں جن پر یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھا ہوا پایا گیا اور ہم نے درختوں کے ایسے پتے دیکھے جن پر صاف لفظوں میں حضور سرور عالم صلی اللہ

---

[۱] سیرۃ حلبی ص ۳۸۵ ج ۱

علیہ وسلم کا اسم گرامی منقش ملا۔ اس کی تفصیل آتی ہے۔

ازلی بدبخت باوجود این ہمہ جیسے زمانۂ اقدس کے لوگوں نے کھلم کھلا اور واضح معجزات اپنی آنکھوں سے دیکھے لیکن نہ مانے بلکہ الٹا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر کہہ دیا۔ آج بھی وہی کیفیت ہے باوجودیکہ اپنی آنکھوں سے ایسے عجیب و غریب کرشمے دیکھ رہے ہیں اور انہیں مشاہدہ کرایا جا رہا ہے۔

انگریزوں اور یہودیوں کا اعتراف: اب تو بحمدہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ معترف ہیں کہ جس قدر چرچا و شہرہ نام "محمد" نے پایا ہے وہ کسی دوسرے نام نے نہیں پایا اور یہ حقیقت یوں بھی سامنے آجاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والی یورپین اقوام کو دیکھئے کہ کوئی شخص اپنا نام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام پر نہیں رکھتا، مثلاً: کسی انگریز کا نام آج تک "مسٹر عیسیٰ" یا "مسٹر مسیح" نہیں سنا گیا مگر مسلمانوں میں دیکھئے کسی کا نام "محمد احمد" ہے اور کسی کا "محمد دین" کوئی "محمد بشیر" ہے اور کوئی "نذیر احمد"۔ اپنے نام میں اسم "محمد" یا "احمد" کو شامل کرنا ہر مسلمان کے لئے محبوب ہے۔ اسی واسطے دنیا بھر کے مسلمانوں کے ناموں میں بالعموم اسی نام پاک کا جلوہ نظر آتا ہے اور یہ واضح دلیل ہے اس بات کی کہ جتنا ورد و ذکر اس نام پاک کا کیا جاتا ہے اور جس قدر چرچا و شہرہ اس نام پاک کو حاصل ہے اتنا ورد و ذکر نہ کسی اور نام کا کیا جاتا ہے اور نہ ہی اس قدر چرچا و شہرہ کسی اور نام کو حاصل ہے۔

جہاں ہیں وہاں تم: اس نام پاک کے ڈنکے فرش پر بھی اور عرش پر بھی بج رہے ہیں اور حدیث قدسی کلما ذکرت ذکرت معی کے مطابق جہاں ذکرِ خدا ہے وہیں ذکرِ مصطفےٰ بھی ہے اور یہ ذکرِ پاک وہ ذکرِ پاک ہے جو نہ مٹنے

والا اور ابد تک رہنے والا ہے اس لئے کہ خود خدائے تعالیٰ بھی اپنے محبوب کا ذکر فرمانے والا ہے اور خدا تعالیٰ کی وہ ذات لازوال ہے جو "واجب الوجود" ہے اور جسے فنا نہیں تو جس محبوب پاک کا ذکر واجب الوجود ہو اس کا ذکر کیسے مٹ سکتا ہے ؟ گویا نہ ذاکر کے لئے فنا ممکن اور نہ ذکر کے لئے فنا ممکن نہ وہ مٹنے والی ذات اور نہ یہ مٹنے والی ذات۔

نرینہ اولاد پیدا ہونے کا مجرب نسخہ : حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے :

قال من کان لہ حمل فنوی ان یسمیہ محمدا حولہ اللہ ذکرا وانکان انثی [انسان العیون ج ۱ ص ۳۶]	یعنی جس کی عورت حاملہ ہو اور وہ نیت کر لے کہ بچہ پیدا ہو گا تو اس کا نام محمد رکھوں گا انشاءاللہ تعالیٰ بچہ پیدا ہو گا، اگرچہ حمل میں لڑکی بھی ہو گی تو اسم مبارک کی برکت سے وہ لڑکا ہو جائے گا۔

محدثِ وقت نے فرمایا کہ میں نے اپنے بچوں لئے اس روایت کو آزمایا ہے کہ بارِ حمل کے وقت میں یہی نیت کر لیتا تو لڑکا ہی پیدا ہوتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سات لڑکے عطا فرمائے۔

۲۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :
" جو چاہے کہ اس کی عورت کے حمل میں لڑکا ہو تو اسے چاہیئے کہ حاملہ کے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر کہے :

ان کان ذکرا فقد — یعنی اگر لڑکا ہے تو میں اس

سمیتہٗ محمدًا   کا نام محمد رکھوں گا

بفضلہٖ تعالیٰ لڑکا ہوگا۔ ؎۱

طریقۂ عمل : حمل کے ماہِ اول سے لے کر تا وضع حمل، ورنہ چالیس روز کامل متواتر ناف کے اوپر یہ کلمہ لکھا جائے ان کان ھذا ولداً فاسمیہ محمدًا ایسا کرنے سے انشاء اللہ لڑکا پیدا ہوگا مگر اعتقادِ صحیح شرط ہے اور جب لڑکا ہو تو اس کا نام محمد رکھنا ضروری ہے اگرچہ اول یا آخر میں کوئی اور لفظ بڑھایا جائے مثلاً : محمد بخش، محمد حسن، محمد طاہر وغیرہ وغیرہ اور حسبِ توفیق میلاد شریف کی خیرات کی جائے۔

حق ہے بلاشک : حضرت امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمودہ بلاشک حق ہے جیسا کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر آج تک ہر مسلمان نے اسے آزمایا اور یہ نسخہ سو فی صد مجرب ثابت ہوا۔

؎۱ کذا فی فتاویٰ شمس الدین سخاوی

یہ تجربہ حق ہے فقیر راقم آثم کو کئی بار تجربہ ہوا اس وقت تک مولیٰ عزوجل نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عطیات سے جتنے بچے عطا فرمائے محض اس اسم مبارک کے طفیل۔

؎ فقیر اویسی غفرلہٗ کے آٹھ لڑکے پیدا ہوئے ان میں سے چار فوت ہو چکے اور چار زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے اور علم و عمل کے برکات سے بہرہ ور فرمائے اور دینِ متین کی خدمت کی توفیق بخشے۔ آمین، جن احباب کو یہ طریقہ بتایا سو فی صد احباب اس مجرب وظیفہ سے فیض یاب ہوئے۔

ابن ابی ملیکہ ابن جریج سے نقل کرتے ہیں

حکایت و روایت : کہ :

"جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کی بیوی حاملہ ہو اور وہ اس بات کی نیت کرے کہ میں اس بچہ کا نام محمد رکھوں گا خدا تعالیٰ اسے نرینہ فرزند عطا کرتا ہے اور جس گھر میں محمد نام کا کوئی شخص ہوتا ہے تو خود خدا تعالیٰ اس گھر میں برکت نازل فرماتا ہے۔ عبد الجلیل کی بیٹی جلیلہ نے خدمت مبارک میں عرض کی کہ اے رسولِ خدا میں ایک ایسی بدنصیب عورت ہوں جس کے ہاں بچہ زندہ نہیں رہتا۔ فرمایا تو اپنے ذمہ یہ بات لازم کر لے اور منت مان کہ اس دفعہ جو بچہ پیدا ہوگا تو میں اس کا نام محمد رکھوں گی۔ مجھے امید ہے کہ وہ لڑکا طویل عمر پائے گا۔

جلیلہ کہتی ہے مجھے اللہ تعالیٰ نے صالح فرزند عنایت کیا اور وہ زندہ بھی رہا۔ یہاں تک کہ بحرین (ایک جگہ کا نام ہے) میں ان کی اولاد سے زیادہ کسی قبیلہ کے افراد نہیں۔" [1]

---

[1] نزہۃ المجالس / جن روایات کو ہم نے بیان کیا ہے ان کے ہر زمانہ کے راوی اپنا تجربہ لکھتے چلے آئے ہیں کہ اولادِ نرینہ کے لئے یہ نسخہ اکسیر سے بڑھ کر ہے اور یہ فقیر پر تقصیر اویسی غفرلہ رب القدیر نہ صرف اپنے لئے آزمایا بلکہ ہزاروں تلامذہ اور متعلقین احباب دوستوں کو بتایا جو سو فی صد صحیح ثابت ہوا جو عزیز برسوں اولادِ نرینہ کے لئے ترستے تھے فقیر کے بتائے ہوئے (بقیہ صہ پر)

ازالہ وہم نہ ہم نے یہ دعویٰ کیا ہے نہ کرتے ہیں کہ رب قدیر کی تقدیر مبرم کو ہم ٹالتے ہیں اور نہ ہی ہمارا یہ منصب ہے لیکن وہ مالک کریم ہے اسے اپنے محبوب کریم رؤف ورحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کی تعظیم وتکریم مطلوب ہے ان کے صدقے دیتا ہے اسے کون روک سکتا ہے۔

یھبُ لمن یشاءُ اناثا ویھب لمن یشاء الذکورا او یزوجھم ذکرانا واناثا"

اور یہ بھی اس کی شان ہے؛

"یمحُوا اللّٰہ مایشاءُ ویُثبتُ وعندہ ام الکتٰب"

بہرحال اس قادر مطلق کے فضل وکرم سے یہ نسخہ مجرب ہے لیکن بدقسمت ہمیشہ محروم رہتے ہیں۔ بیدہ ازمۃ التوفیق

اعجوبہ بہاول پور؛ فقیر جب ہجرت کر کے بہاول پور میں آیا تو چونکہ دیوبندیت اور وہابیت گھر گھر میں سرایت کئے ہوئی تھی اسی لئے فقیر کے بتائے ہوئے مسئلہ پر اولاً تو بڑا شور برپا ہوا پھر فقیر جب حوالہ جات بھرے مجمع میں دکھاتا اور پھر اسے قرآن وحدیث کے دلائل سے ثابت کرتا تو نہ صرف وہابیت، دیوبندیت مرجھا جاتی بلکہ عوام اہل سنت کی نظروں میں بھی گرتی چلی گئی۔ کچھ یہی صورت مذکورہ بالا مسئلہ میں بھی پیش آئی۔ وہ اس لئے کہ شروع شروع میں جب ہم بہاول پور میں

نسخے کو آزمایا اور دعائیں دیں۔ ایک نہیں سینکڑوں نوجوان زندہ موجود ہیں جن کے آباء نے آکر فقیر کے مجرب نسخے بتائے ہوئے کی مبارک پیش کی

ہ جسے چاہے بچیاں دے جسے چاہے بیٹے دے یا ہر دونوں؛ مٹاتا ہے جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے اسی کے پاس اُمُّ الکتاب ہے۔

پہنچے تو ماہ ربیع الثانی میں مولوی محمد حسین آزاد نے نکھیاں والی گلی میں اپنے لڑکے
کی ولادت پر جلسۂ میلاد منعقد کر کے باہر سے علماء اہل سنت بلوائے۔ اسی
تقریب میں فقیر نے مذکورہ بالا تجربہ بیان کیا تو شہر میں دیوبندیوں وہابیوں
نے پھبتیاں اڑائیں اور اسے دور از قیاس سمجھ کر عوام کو ہمارے خلاف اکسایا
اور تاثر دیا کہ اویسی نے جہالت سے ایسا کہا ہے بلکہ سنی عوام کو مزاحاً کہتے
کہ تمہارا مولوی بے اولادوں کو اولاد دیتا ہے فقیر نے ان کے مولویوں کو للکارا
اور اس مسئلہ کے متعلق مستند کتابوں کے حوالوں سے نہ صرف ان کو خاموش کرایا
بلکہ خود وہی فقیر کے مداح بن گئے۔

ایک اور اعجوبہ: اسی طرح فقیر نے مسجد کوثر کے خطبات جمعہ میں کہا کہ
بی بی ام ایمن رضی اللہ عنہا نے حضور سرور کونین کا بول (پیشاب)
پیا تو آپ نے اسے فرمایا زندگی بھر پیٹ کی کوئی تکلیف نہ ہوگی اور بہشت
بھی تیرے لئے واجب ہو گئی۔ اسے سن کر دیوبندیوں اور وہابیوں نے
شور مچایا تو فقیر نے کہا کہ پہلے تم اپنے مولویوں کو سناؤ۔ اگر وہ اس واقعہ کا انکار
کریں تو پھر فقیر جانے اور وہ۔ چناں چہ دیوبندیوں کا ایک بڑا مولوی
عبید اللہ زندہ تھا اس کے پاس فریاد لے کر گئے۔ اس نے کہا یہ واقعہ
کتب سیر میں موجود ہے۔ دیوبندیوں نے کہا کہ آپ نے عرصہ دراز
جامع مسجد الصادق میں درس دیا آپ نے کبھی ایسا واقعہ نہیں سنایا۔ اس نے
کہا موقع نہیں ملا۔ اس کے بعد دیوبندیوں کی ایسی زبان بند ہوئی کہ گویا ان کے
منہ میں زبان نہیں بلکہ یوں معلوم ہوتا کہ ان کے جسم میں جان نہیں۔

وہابی دیوبندی کیا ہوئی: دراصل بات یہ ہے کہ لوگ سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کے کمالات و معجزات اور مناقب عمداً

بیان نہیں کرتے اس وہم پر کہ کہیں ان کی جماعت کے لوگ سنی نہ بن جائیں اور ان کے حلوے مانڈے بند ہو جائیں گے۔

یہی طریقہ یہود کے علماء کا تھا کہ وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب و مراتب چھپاتے تھے کہ کہیں لوگ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی نہ اختیار کریں۔ اسی وجہ سے انہیں خصوصاً اور آنے والی نسل کو عموماً بار بار متنبہ فرمایا گیا۔

"ان الذین یشترون بآیات ثمنا قلیلا"

جیسے وہ نجی مجلسوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات کا اعتراف کر جاتے تھے، کما قال:

"اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم" الآیۃ

ایسے ہی ان کے مولویوں کا حال ہے۔[1]

یہی وجہ ہے کہ ان کے جہال کے سامنے

صحیح روایات کا انکار: جب انبیاء و اولیاء علیٰ نبینا و علیہم السلام کے فضائل و کمالات کی روایات پیش کی جاتی ہیں تو وہ بلا دھڑک کہہ دیتے ہیں کہ یہ روایات ہیں ہی نہیں چناں چہ بارہا فقیر اور اس کے متعلقین کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا۔

حکایت: فقیر سے ایک مولانا نے دورۂ تفسیر پڑھ کر اپنے قصبہ میں بیان کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تھپڑ مار کر عزرائیل علیہ السلام کی آنکھ پھوڑ دی تو وہاں کے خطیب نیم ملا ایمان کا خطرہ کا مصداق

---

[1] تفصیل فقیر کے رسالہ "ابلیس تا دیوبند" کا مطالعہ کیجئے۔

تھا، کہہ بیٹھا یہ روایت نہیں بلکہ بریلویوں کا ڈھکوسلا ہے۔ چوں کہ فقیر نے اپنے شاگرد کو بخاری شریف اور مشکوٰۃ شریف سے حوالہ دکھایا ہوا تھا، فقیر کا شاگرد وا ڈٹ گیا اور کہا کہ اگر یہ روایت صحاحِ ستہ کی کتابوں سے مل جائے تو خطیب صاحب کو مسجد چھوڑنی پڑے گی۔ خطیب چوں کہ اپنی ہٹ دھرمی کا پکا تھا اس نے کہہ دیا کہ اگر حوالہ مل گیا تو مسجد چھوڑ دوں گا۔ چناں چہ فقیر کے شاگرد نے فوراً بخاری شریف کھول کر باب مناقب الانبیار سے حدیث دکھا دی۔ اس پر قصبہ والوں نے دیوبندی ملا کو مسجد سے نکال دیا۔[۱]

۲۔ ایسے ہی بہاول پور شہر میں الحاج محمد لطیف صاحب کے ساتھ واقعہ ہوا۔

دیگر مستند روایات کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں جن میں لکھا ہے کہ اسمِ گرامی کی برکت سے بے اولادوں کو اولادِ نرینہ نصیب ہوئی ہے۔

۳۔ امام حسین سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم اور سید انس وجان سے روایت کرتے ہیں کہ:

من کان له ذو بطن	جس کے ہاں حمل ٹھہرے اور
فاجمع ان یسمیه	ہر بار یہی ارادہ کرے کہ بچے
محمداً رزقه الله	کا نام محمد رکھوں گا تو اسے
تعالیٰ غلاماً[۲]	اللہ تعالیٰ لڑکا ہی عطا فرمائے گا۔

۴۔ علماء کرام اور محدثین عظام نے فرمایا کہ:

من اراد ان یکون	جس کا ارادہ ہو کہ اس کے

---

[۱] بہر حال یہ غریب صحاح کی روایت کو بھی جھٹلانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اس لئے اہلِ سنت کو اپنے مسلک پر مضبوط رہنا لازمی ہے۔

[۲] انسان العیون ص ۱۲۶ ج ۱

حمل زوجته ذکرا	ہاں لڑکا پیدا ہوا سے چاہیئے
فلیضع یده علی	کہ اپنی حاملہ کے پیٹ پر ہاتھ
بطنها ولیقل	رکھ کر کہے یا لکھے، اگر یہ لڑکا
ان کان هذا	ہو تو میں اس کا نام محمد رکھوں
الحمل ذکراً۔ [1]	گا انشاء اللہ وہ لڑکا پیدا ہوگا۔

تابعی کا تجربہ حضرت عطاؔ (تابعی) رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

ماسمی مولود فی بطن امه	جس بچے کا نام محمد حمل میں رکھا
محمد الا کان ذکرا [2]	جائے وہ یقیناً لڑکا پیدا ہوگا۔

فضائل و برکاتِ اسمِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

۱۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گھر والوں میں اگر محمد نام کا بچہ ہوتا ہے تو اس گھر میں زیادہ سے زیادہ برکت ہوتی ہے بلکہ چالیس گھر ہمسائیگان کے اس نام پاک کی برکت سے روزی دیے جاتے ہیں۔ [3]

ف: امام خفاجی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس برکت سے ہر طرح کی برکت اولاد، رزق، کاروبار، معاملات وغیرہ وغیرہ مراد ہے۔ [4]

۲۔ حضرت ابن یونس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

---

[1] سیرۃ حلبی صفحہ ۱۳۵ ج ۱ [2] انسان العیون صفحہ ۱۳۵ ج ۱

[3] شفا و نسیم الریاض [4] نسیم الریاض صفحہ ۲۲۹ ج ۲

"اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے زمین پر چلتے پھرتے ہیں ان کا کام یہ ہے کہ ان لوگوں کے گھروں کی زیارت کریں جن کے گھروں میں احمد اور محمد نام والے ہیں۔" [۱]

۳۔ مدینہ پاک کے لوگ اپنا تجربہ بیان کرتے ہیں کہ:

"جس گھر میں محمد نام والا ہو اللہ تعالیٰ اس نام پاک کے سبب سے اس کے گھر والوں پر رزق فراخ کر دیتا ہے۔" [۲]

۴۔ شفا شریف میں ہے کہ:

"اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے زمین کا چکر لگاتے ہیں ان کی عبادت یہ ہے کہ وہ ان گھروں کی نگرانی کریں جن میں محمد نام والے ہیں۔" [۳]

ف: ان جملہ روایات سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا تقاضا اور اس کے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے تحت ہمیں ذرہ بھر شک نہیں کہ وہ قادرِ مطلق اپنے بندوں کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اسمِ مبارک کے صدقے بخش دے۔ اس پر بے شمار واقعات شاہد ہیں ہم صرف ایک واقعہ پیش کرتے ہیں۔

حکایت: سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ خواب میں حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ میں اُن کے سامنے کھڑا ہوں۔ حاضرینِ مجلس نے عرض کیا کہ

---

[۱] شفا للقاضی عیاض [۲] نسیم الریاض

[۳] سیرتِ حلبی ص ۱۳۶ ج ۱

محمد عبد الحق محدثِ دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) اسلام عرض کر رہے ہیں۔ حضور غوثِ پاک کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ تم پر آتشِ دوزخ حرام ہے۔ خود شاہ صاحب مدارج میں لکھتے ہیں کہ بظاہر یہ بشارت اسی نام کے رکھنے کے نتیجہ میں ہے۔

خواجہ اللہ بخش تونسوی کے مرید کا حال: ایک قاتل شخص کسی جج کے ہاں حاضر ہوا اور اس کو پھانسی پر لٹکانا مطلوب تھا۔ جب جج نے قاتل سے نام پوچھا تو اس نے کہا میرا نام اللہ بخش ہے۔ جج نے اسے چھوڑ دیا لوگوں نے کہا یہ تو قاتل تھا اور پھانسی پر چڑھنے کے لائق تھا آپ اسے معاف کر رہے ہیں اس سے آپ کی ملازمت کو بھی خطرہ ہے۔ اس نے کہا وہ شخص میرے شیخ کا ہم نام ہے اس لئے مجھے شرم آتی ہے کہ میں اسے پھانسی پر لٹکاؤں اگر ملازمت جاتی ہے تو جانے دو۔

ف: جب ایک عام بندہ اپنے پیر و مرشد کی عزت و احترام اور ان کی محبت و عقیدت میں اس طرح کر سکتا ہے تو وہ سب کا مالک و مولیٰ اس سے اور بہت قدرت رکھتا ہے اور ایسے عام الطاف کریمانہ اس کی شان کو سمجھتے ہیں اور ہم بھی امید رکھتے ہیں اس لئے کہ فقیر اور فقیر کے بچوں کے اسماء اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ہم نام ہیں۔ ان پر اضافات صرف عرفاً ہیں [1]

---

[1] فقیر قادری محمد عرف فیض احمد ۲۔ محمد عرف صالح ۳۔ محمد عرف عطا الرسول ۴۔ محمد عرف فیاض ۵۔ محمد عرف ریاض۔ تا دمِ تحریر یہی اسماء ہیں۔ البقیہ صفحہ آئندہ پر

۵۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"قیامت کے دن دو شخصوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں کھڑا کیا جائے گا۔ حکم ہوگا انہیں جنت میں لے جاؤ۔ عرض کریں گے الٰہی ہم کس وجہ سے جنت کے حق دار ہوئے ہیں۔ ہم نے تو کوئی کام جنت کا نہیں کیا۔ رب عزوجل فرمائے گا جنت میں جاؤ کہ میں نے حلف فرمایا ہے کہ جس کا نام محمد یا احمد ہوگا وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔"[۱]

انتباہ: اسم گرامی اس کے لئے مفید، نافع اور نجات دلانے والا ہے جو مومن صحیح العقیدہ ہو۔ بد مذہبوں اور بے دینوں کہ جن کا ارتداد شرعاً ہو چکا ان کے لئے کوئی فائدہ نہیں۔

نجدی محمد بن عبدالوہاب بھی اس نام سے موسوم تھا مگر اس کے ارتداد پر صاحبِ شامی تحریر کر چکے ہیں فلہٰذا ایسے لوگ ان فضائل و مدائح سے محروم ہیں۔

۶۔ حضرت نبیط بن شریط سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

"اللہ عزوجل نے مجھے فرمایا کہ اے محبوب مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! جس کا نام تمہارے نام پر ہوگا اسے دوزخ کا عذاب

(بقیہ حاشیہ از صفحہ گذشتہ) انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ فقیر سے منسلکین اپنے اسماء محمد رکھیں گے

[۱] حافظ ابو طاہر سلفی و حافظ ابن کثیر نسیم الریاض و مدارج

نہ دوں گا۔[1] یعنی جس کا نام محمد و احمد ہوگا وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔[2]

۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

"جن کے تین بیٹے ہوں اور وہ ان میں سے کسی کا نام محمد نہ رکھے وہ ضرور جاہل ہے"۔[3]

۸۔ عثمان عمری سے مرسلاً مروی ہے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

"تم میں سے کسی کا کیا نقصان ہے اگر اس کے گھر میں ایک یا دو یا تین محمد ہوں"۔[4]

۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

"قیامت میں ایک منادی ندا دے گا کہ جس کا نام محمد ہو وہ کھڑا ہو تا کہ اسے بہشت میں داخل کیا جائے۔ آپ نے فرمایا یہ محض میری عزت کی وجہ سے ہے"۔[5]

۱۰۔ ایک روایت میں ہے :

"اللہ تعالیٰ اس کو بلا کر کہے گا کہ دنیا میں تجھے میری نافرمانی کرتے وقت شرم بھی نہ آئی جب کہ تیرا نام محمد تھا۔ اب مجھے حیا آتی ہے کہ تجھے عذاب دوں۔ کیوں کہ تیرا نام میرے محبوب

---

[1] ابونعیم فی حلیۃ [2] سیرۃ حلبی ص ۱۳۵ ج ۱ [3] طبرانی
[4]۔ طبقات ابن سعد

کریم کے نام کے مطابق ہے۔ فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اسے بہشت
میں لے جاؤ۔" (شفا وغیرہ)

اسی حدیث کے مطابق علامہ بوصیری قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

فان لی ذمۃ منہ بتسمیتی
محمداً وھو اوفی الخلق بالذمم

ترجمہ: "کیوں کہ میرا نام بھی محمد ہے سو اس ہم نامی کی وجہ سے آپ کا عہد و پیمان میری شفاعت کے لئے لازم الایفا ہوگیا کیوں کہ آپ تمام دنیا سے ایفاء عہد میں بڑھے ہوئے ہیں۔"

۱۱۔ قیامت میں اعلان ہوگا:

یا محمد قم فادخل الجنۃ — اے محمد بہشت میں داخل ہو۔

عالم دنیا کے تمام محمد نام والے بہشت میں بلاحساب چلے جائیں گے انہیں کوئی نہیں روکے گا۔ وہ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے۔[1]

۱۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ سید دو جہاں علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"جب کوئی قوم کسی مشورہ کے لئے جمع ہو اور ان میں کوئی شخص محمد نام والا ہو اور وہ اسے اپنے مشورہ میں شریک نہ کریں۔ ان کے لئے اس مشورہ میں برکت نہ ہوگی۔"

ف: طرائفی و ابن جوزی اس کی وجہ بتاتے ہیں کہ اس نام پاک والے پر نام کے برکات نازل ہوتے ہیں اور وہ اسی برکت سے راہ حق کرتا ہے تو فائدہ

---

[1] سیرت حلبی ص ۱۳۶ ج ۱

ہوتا ہے۔

۱۳۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

"ایک روز جبرئیل نے آ کر عرض کی یا رسول اللہ! حق تعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے۔ اپنی عزت و جلال کی قسم یاد فرما کر فرمایا ہے کہ آپ کی امت میں جو آپ کا ہم نام ہوگا اسے دوزخ کی آتش سے نجات دوں گا"

۱۴۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس گھر میں نام محمد یا احمد ہوگا اس گھر میں فقر و فاقہ داخل نہ ہوگا"

۱۵۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"جس دسترخوان پر کوئی محمد نام کا ہوگا وہ لوگ دوبار مقدس کیے جائیں گے"[1]

یعنی جس گھر میں اس نام کا کوئی شخص ہو تو دوبار اس مکان میں رحمتِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔

تلاش اہلِ اسمِ محمد: مروی ہے کہ حق تعالیٰ نے ایسے ملائکہ پیدا فرمائے ہیں جو روئے زمین پر اس گھر کی زیارت کے لیے پھرا کریں جس کے اندر محمد یا احمد نام والا ہو اور قیامت میں منادی پکارے گا کہ جس کا نام محمد یا احمد ہے وہ بہشت میں

---

[1] ابن عدی

داخل ہو۔ اسے دوزخ میں ہرگز نہیں داخل ہونے دیا جائے گا۔
اور جس نے کسی کتاب میں حضور علیہ السلام کا اسمِ گرامی دیکھ کر اس
نام کو چوما ہوگا اس سے عذاب اٹھا لیا جائے گا۔ ؎

عرش تا فرش ان کے نام

ذیل میں چند ایسی روایات لکھتے ہیں جن سے معلوم ہو کہ ہمیں تمہیں
کوئی جانتا نہیں تھا لیکن کل کائنات اور جملہ موجودات پر ہمارے آقا و
مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا راج تھا۔

آدم علیہ السلام کا بیان

۱۔ مروی ہے کہ جب روحِ آدم علیہ السلام
کے جسم میں داخل فرمائی گئی تو انھوں نے سر اٹھایا
تو ساقِ عرش پر نام نامی و اسمِ گرامی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منقوش پایا۔
جنابِ باری تعالیٰ میں عرض کی "خداوندا! یہ کس عالی جاہ کا نام ہے کہ تیرے نام
کے ساتھ سطور ہے"۔ ارشاد ہوا "اے آدم! یہ نام تیرے ایک فرزند کا ہے۔
اس کا میم اول سے کنایہ از ملک اور حاء سے حکم اور میم ثانی سے مجد اور د سے
دین مراد ہے۔ قسم ہے مجھے اپنے ملک و حلم اور دینِ اسلام کی کہ جو کوئی اس کی پیروی
کرے گا بہشت میں داخل ہوگا۔ اس روایت کی تائید صحیح روایت مرویہ
عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوتی ہے جسے ہم تھوڑا سا آگے چل کر نقل کریں گے۔
۲۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ نے

؎ تسنفاء الاسقام از حاشیہ دلائل الخیرات ص ۵۹۔

پوچھا کہ آپ کب سے نبی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا اور آسمانوں کو بنایا اور عرش پیدا کیا تو عرش کے کنارے پر لکھا تھا "محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء"۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بہشت پیدا فرما کر اس میں آدم و حوا کو ٹھہرایا تو اس میں میرا نام لکھا۔[۱]

صاحب زادگانِ آدم کا جھگڑا

سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اولادِ آدم علیہ السلام کا آپس میں جھگڑا ہوا کہ خلقِ خدا میں اللہ تعالیٰ کے ہاں کون مکرم ترین ہے۔ کسی نے کہا ابا آدم علیہ السلام ہیں۔ اس لئے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے ہاتھ سے بنایا اور ملائکہ کا مسجود بنایا۔ ان میں بعض نے کہا کہ بلکہ ملائکہ مکرم ترین ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے۔ آپس میں فیصلہ کیا کہ ابا آدم علیہ السلام سے عرض کرتے ہیں جو کچھ وہ فرمائیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھے پیدا فرما کر میرے اندر روح پھونکی اور وہ ابھی میرے قدموں تک پہنچی ہی تھی کہ میں نے آنکھ اٹھائی تو سب سے پہلے مجھے عرشِ الٰہی نظر آیا تو اس میں لکھا تھا "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ"۔ اس سے خود سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کا مکرم ترین بندہ کون ہے؟[۲]

دیگر روایات

۱۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

---

[۱] وفاء الوفا سمہودی [۲] سیرۃ حلبی ص ۳۵۵ ج ۱

علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے شبِ معراج ساقِ عرش پر دیکھا تو اُس پر لکھا ہوا تھا۔

"لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" [۱]

۲۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں شبِ معراج جب عرش پر پہنچا تو اس پر لکھا ہوا تھا:

"لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان ذی النورین" [۲]

۳۔ حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب معراج میں ہمارا آسمانوں سے گزر ہوا تو کوئی آسمان خالی نہ تھا جس پر نہ لکھا ہو:

"لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ وابوبکر الصدیق خلفی" [۳]

۴۔ حضرت ابوالدرداء سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب شبِ معراج ہم سرِ عرش پہنچے تو ایک سرخ کپڑے میں سفید نوری عبارت لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر الصدیق عمر الفاروق لکھی ہوئی دیکھی۔ [۴]

۵۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بہشت کے دروازہ پر لکھا ہوا ہے:

"لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ"۔ [۵]

۶۔ بہشت میں کوئی ایسا پتہ نہیں جس پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا نہ ہو۔ [۶]

---

۱ ابن عساکر وابن عدی ۲ ابنِ عساکر ۳ ابو العلی۔ طبرانی، ابنِ عساکر
۴ دارقطنی، خطیب، ابنِ عساکر ۵ ابنِ عساکر ۶ رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ عن ابن عباسؓ

۷۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لما خلق اللہ العرش کتب علیہ بقلم نور طول القلم ما بین المشرق والمغرب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بہ اٰخذ واعطی وامتہ افضل الامم وافضلھا ابوبکر الصدیق (رضی اللہ عنہ) ۱؎

جب اللہ تعالیٰ نے عرش بنایا اس پر نورِ قلم سے (جس کا طول مشرق سے مغرب تک تھا) لکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اللہ کے رسول ہیں، میں انھیں کے واسطہ سے لوں گا اور انہیں کے وسیلے دونگا۔ آپ کی امت تمام امتوں سے افضل اور جملہ امت سے ابوبکر صدیق افضل ہیں۔ رضی اللہ عنہ

۸۔ حدیثِ ہذا کے مضمون سے پہلے اس کی سند کی تحقیق پڑھیے حضرت علامہ یوسف بنھانی امام ابنِ حجر مکی رحمہما اللہ سے نقل کر کے لکھتے ہیں:

"صح عن ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وقال الحاکم ھذا حدیث حسن صحیح الاسناد و قال الامام السبکی بعد ما ذکر واما ما ورد من توسل الخ واکتفینا عنہ بھذا الحدیث

۱؎ حاشیہ دلائل الخیرات از مولانا عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکی خلیفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہما اللہ تعالیٰ

بجودتہ وتصحیحہ الحاکم؂ یہ اہل علم کے لئے ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ سے حکم ہوا :

" میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور اپنی امت کو حکم سنادو کہ جو بھی ان کے زمانہ اقدس کو پائے اس پر فرض ہے کہ ان پر ایمان لائے کیوں کہ اگر وہ نہ ہوتے تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا نہ بہشت کو اور جب میں نے عرش کو پیدا فرمایا تو وہ اس وقت پانی پر تھا۔ اس سے وہ لرزتا تھا مگر جب میں نے اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا تو وہ قرار میں آگیا " ؂

۹۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کعب الاحبار سے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت سے پہلے سے متعلق ہوں ۔ کعب الاحبار نے کہا اے امیر المؤمنین میں نے پڑھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک پتھر دیکھا جس پر چار سطریں لکھی تھیں ۔ پہلی سطر پر لکھا تھا لا الہ الا انا فاعبدنی دوسری سطر پر لکھا تھا انا اللہ لا الہ الا انا محمد رسولی طوبیٰ لمن آمن بہ واتبعہ تیسری سطر پر لکھا تھا انا اللہ لا الہ الا انا الحرم لی ۔ والکعبۃ بیتی من دخل بیتی امن من عذابی چوتھی پر واللہ اعلم

تفسیر کبیر شریف میں بسم اللہ کے ماتحت

معجزۂ نبی و کرامت صدیق : ایک روایت بیان فرمائی کہ :

" ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

؂ شواہد الحق ص ۱۱۱ ؂ حاکم ۔ خصائص کبریٰ ص

کو اپنی انگوٹھی عطا فرمائی اور فرمایا کہ اس پر کسی نقاش سے لا الٰہ الا اللہ لکھوا دو۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نقاش کے پاس لے گئے۔ فرمایا کہ اس پر لکھ دے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ نقاش نے یہی لکھ دیا۔ جب وہ انگوٹھی بارگاہِ رسالت میں پیش ہوئی تو اس پر لکھا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر صدیق۔ ارشاد فرمایا یہ زیادتی کیسی۔ عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے نام کو تو میں نے بڑھایا تھا۔ میں نے چاہا کہ رب کے اور آپ کے نام میں جدائی نہ ہو جائے یعنی رب کا ذکر ہو اور آپ کا ذکر نہ ہو لیکن اپنا نام میں نے نہیں بڑھایا۔ یہ عرض معروض ہو رہی تھی کہ جبریل امین حاضرِ خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صدیق کا نام میں نے لکھا کیوں کہ صدیق اس سے راضی نہ ہوئے کہ آپ کا نام خدا کے نام سے علیحدہ ہو تو خدا تعالیٰ اس سے راضی نہ ہوا کہ صدیق کا نام آپ سے علیحدہ ہو۔

خدائے پاک توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس کا ذکر اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر کے ساتھ کیا کریں۔

(ف) اس روایت میں جیسے حضور نبیٔ پاک کی فضیلت اور آپ کا معجزہ ظاہر ہوا ایسے ہی آپ کے پیارے اور محبوب خلیفہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت وکرامت کا بھی اظہار ہوا۔

معجزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حکایت ابوجہل[1]

ابوجہل نے ایک دن حضور سرورِ عالم

---

[1] ابوجہل کے متعلق بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ سرکارِ دوعالم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا یہ بالکل غلط ہے۔ ابوجہل آپ کا قطعاً چچا نہ تھا (بقیہ حاشیہ صـ پر)

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا کہ اگر آپ اس پتھر میں سے جو میرے
گھر میں لگا ہوا ہے ایک خوب صورت مور نکال دیں تو میں آپ پر ایمان لاؤں
حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے دعا مانگی ابھی آپ دست بہ دعا ہی
تھے کہ اس پتھر سے کراہنے کی آواز آئی جیسے حاملہ عورت سے نکلتی ہے جب کہ
بچہ جنتی ہے - پھر اس پتھر سے ایک مور نکلا جس کا سینہ سونے اور زمرد کا تھا اس
کے دونوں بازو یاقوت اور پاؤں جواہر کے تھے - مگر ابو جہل نے جب آپ کا یہ
معجزہ دیکھا تو جھٹ پلٹ گیا اور ایمان سے منہ موڑا - ایک دن اس مردود نے
آپ کے سامنے کھڑے ہوکر کہا کہ محمد ! آسمان زیادہ قوی ہے یا زمین - آپ
نے فرمایا آسمان - پھر لعین بولا کہ آپ کا رب زیادہ قوت رکھتا ہے یا پتھر فرمایا
میرے رب تعالیٰ کی قدرت بہت بڑی ہے - کہا تو اپنے رب سے کہیئے کہ اس
پتھر سے ایک ایسا پرندہ نکالے جس کے منہ میں کاغذ ہو اور اس میں آپ کی شہادت
صاف لکھی ہوئی ہو - اگر ایسا ہوگا تو میں آپ کی تصدیق کروں گا - اتنے میں
جبرئیل علیہ السلام اترے اور حضور علیہ السلام سے کہا کہ آپ اس پتھر کی طرف اشارہ
کیجیے - آپ نے ایسا ہی کیا - پتھر پھٹا اور اس میں سے ایک خوب صورت پرندہ
نکلا جس کے منہ میں ایک کاغذ کا ٹکڑا تھا اس پر لکھا ہوا تھا :

لا الٰہ الا اللہ محمد	کوئی معبود پرستش کے قابل
رسول اللہ امتہ	نہیں سوائے اللہ کے اور محمد خدا
مذنبۃ و رب	کے سچے رسول ہیں - امت گنہگار

(بقیہ حاشیہ از ۸۶) بلکہ وہ سرے سے ہاشمی خاندان سے ہی نہیں بلکہ ہاشمی خاندان
سے حسد میں جلا کرتا تھا ۔

غفور اور پروردگار بخشنے والا ہے۔

اس پر مردود ابوجہل نے کہا محمد! تو فرعون کے جادوگروں سے بھی بڑھ کر ہے (معاذ اللہ!) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو فرعون کے مار ڈالے جانے سے بدتر حالت میں مارا جائے گا۔ چنانچہ جب بدر کا واقعہ پیش آیا تو جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا بدر کا میدان فرعون کے دریا جیسا ہے کیوں کہ فرعون اور اس کی بدنصیب قوم پانی میں ڈوب گئی تھی۔ [۱]

ابو محمد آدم علیہ السلام: مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی کنیت ابو محمد رکھی تو انہوں نے سوال کیا کہ یہ کنیت کیسی، حکم ہوا اے آدم! اپنا سر اٹھا۔ آدم علیہ السلام نے سر اٹھایا تو سراپردہ عرش میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور نظر آیا۔ عرض کی الٰہی یہ نور کیسا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ نور ایک نبی علیہ السلام کا ہے جو تیری اولاد سے ہیں ان کا نام آسمان پر احمد اور زمین پر محمد ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو تجھے نہ بناتا اور نہ آسمان و زمین پیدا کرتا۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

آدم علیہ السلام کا مہرِ نکاح نامِ مصطفےٰ: جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں داخل فرمایا گیا تو انھوں نے اپنے جنسی رفیق کی خواہش کی جس سے محبت کریں اور ذکرِ حق میں باطنی سکون و قرار حاصل کریں۔ حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو نیند میں مبتلا کر دیا اور اس حالتِ خوابیدگی میں ان کی بائیں پسلی نکال کر ستیدہ حوا کو پیدا

---

[۱] نزہۃ المجالس ص ۔ ج ۲

فرمایا۔ ان کا نام حوا اسی بنا پر رکھا گیا کہ وہ حی یعنی زندہ سے پیدا کی گئی ہیں۔ جب حضرت آدم علیہ السلام نے حوا علیہا السلام کو دیکھا تو اپنے دونوں ہاتھ ان کی طرف بڑھائے۔ اس پر فرشتوں نے کہا کہ ٹھہریے تاکہ نکاح ہو جائے اور ان کا مہر ادا کریں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا۔ مہر کیا ہے؟ فرشتوں نے کہا تین مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج دو مہر ادا ہو جائے گا۔ ایک روایت میں بیس مرتبہ آیا ہے۔ چناں چہ حق تعالیٰ عز اسمہٗ نے حضرت آدم علیہ السلام کا نکاح حضرت حوا سے فرمایا اور اپنے کلام اقدس میں سے خطبہ پڑھا۔ اس خدائی اعزاز پر ابلیس حضرت آدم علیہ السلام سے حسد کرنے لگا۔ مختصراً یہ کہ ابلیس نے حضرت آدم کو وسوسہ میں مبتلا کر کے ان کو جنت سے نکلوا دیا۔ [1]

واقعہ جبرئیل امین علیہ السلام :

تاج المذکرین اور ثمار الفرادیس میں یہ واقعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی زبانی درج ہے کہ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام نے کہا :

"یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس دن اللہ تعالیٰ نے مجھے خلعتِ وجود عطا فرمایا تو مجھے اٹھارہ ہزار سال عرش مجید کے نیچے ساکن ہونے کا حکم دیا۔ پھر مجھے پوچھا من خلقک (جبرئیل تمہیں کس نے پیدا کیا ہے؟) میں نے کہا اے پروردگار من انت الواحد القہار العزیز الجبار المعبود فی اللیل والنہار وانا العبد الذلیل الخاضع المنقاد

---

[1] مدارج النبوۃ

بعد ازاں پھر مجھے اٹھارہ ہزار سال کوئی خطاب نہ کیا گیا۔ پھر دریافت کیا گیا۔ فرمایا، من خلقك ومن انا، جبرئیل تمھیں کس نے پیدا کیا اور میں کون ہوں؟ میں نے کہا اے پروردگار! انت خالقی ورزاقی ومحیی وممیتی وباعثی ووارثی وان العبد الضعیف المساکین المستکین۔ پھر اٹھارہ ہزار سال مجھے خطاب سے نہ نوازا گیا۔ پھر مجھے خطاب ہوا اور مجھے پوچھا گیا میں کون ہوں اور تم کون ہو میں نے عرض کی انت اللہ الخالق الباری وانا العبد العاند الخاضع الخاشع پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم نے صحیح کہا۔ میں نے جرأت کرتے ہوئے عرض کی اے اللہ! مجھے پیدا کرنے سے پہلے تو نے کوئی اور مخلوق بھی پیدا فرمائی ہے۔ حکم ہوا سامنے دیکھو میں نے اس نور کے دائیں بائیں جنوب وشمال میں نور کے اردگرد چار ہالے دیکھے۔ میں نے دریافت کیا یا اللہ یہ نور کون ہے اس کی ضیاؤں سے میری آنکھیں چندھیائی جارہی ہیں۔ فرمایا! یہ نور اس شخص کا ہے جس کی خاطر میں نے تجھے پیدا کیا ہے۔ تمام فرشتوں اور دوسری مخلوقات کو صرف اسی کی برکت سے پیدا کروں گا۔ اور اس کے وجود گرامی کو ان سب پر مشرف ومکرم بنا دیا ہے عرش، کرسی، لوح، قلم، بہشت دوزخ اسی ہستی کے طفیل عالم وجود میں آئیں گے۔ حبیبی وصیفی ونبی وسیرتی وخلقی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میں نے دریافت کیا۔ یا اللہ! یہ چار نور کے ہالے کون ہیں؟ فرمایا آپ کے دائیں طرف آپ کے وزیر ابوبکر صدیق اکبر ہیں، بائیں طرف آپ کے مشیر عمر بن خطاب ہیں، آپ کے آگے آپ کے حبیب عثمان

ابن عفان اور آپ کے پیچھے آپ کے چچا زاد بھائی حضرت علی المرتضیٰ ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔ ثمار الفراوسین ہیں پیچھے کی طرف حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کو بیان کیا گیا ہے اور سامنے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں۔ میں نے دریافت کیا۔ اے اللہ! یہ چار افراد کتنے برگزیدہ ہیں فرمایا یہ میرے دوست ہوں گے۔ جو ان کو دوست رکھے گا میں اسے دوست رکھوں گا۔ جو ان سے دشمنی رکھے گا میں اس سے دشمنی رکھوں گا۔ ان کے دشمنوں کا دشمن، ان کے دوستوں کو بہشت میں اپنی رضا دوں گا اور ان کے دشمن کو دوزخ کی آگ میں اپنے قہر میں مبتلا کر دوں گا۔"[1]

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تمنا:

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ بنی اسرائیل کو خبر دے دیں کہ جو احمد کو نہ مانے گا اسے دوزخ میں ڈالوں گا۔ عرض کی اے میرے پروردگار! احمد کون ہیں؟ فرمایا: میں نے کوئی مخلوق اس سے عزت والی نہیں بنائی۔ میں نے آسمان و زمین کی تخلیق سے پہلے ان کا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا اور جب تک ان کی امت بہشت میں داخل نہ ہو لے میں نے تمام مخلوق پر جنت حرام کی۔ عرض کی الٰہی ان کی امت کون ہے؟ فرمایا وہ بڑی حمد کرنے والی ہے اور بھی ان کے صفاتِ جلیلہ ہیں۔ عرض کی الٰہی مجھے اس امت کا نبی کر۔ فرمایا آپ ان سے مقدم ہیں اس لیے ان کے نبی نہیں بن سکتے۔ پھر عرض کی مجھے اس نبی کا امتی بنا۔ اللہ نے فرمایا یہ بھی نہیں

---

[1] مدارج النبوۃ

ہوگا۔ ہاں دار الخلاء میں انھیں اور آپ کو جمع کروں گا۔

کرد نقش خدا بخلق عظیم
گفت بر مومنان رؤف و رحیم

حضرت داؤد علیہ السّلام کا وجد:

حضرت داؤد علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی:

"اے اللہ! میں جب زبور کی تلاوت کرتا ہوں تو مجھے ایک نور نظر آتا ہے۔ میرا محراب خوشی سے جھومنے لگتا ہے اور میرا قلب و جگر انتہائی راحت محسوس کرتا ہے۔ میرا حجرہ منور ہو جاتا ہے۔ اللہ! وہ نور کیسا ہے؟ فرمایا یہ نورِ محمدی ہے۔ میں نے اس نور کے طفیل دنیا، آخرت، آدم، حوا، جنت اور دوزخ کو پیدا فرمایا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے بلند آواز سے نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہا تو پرندے، جنگلی وحشیوں کی، کوہ، دشت، بیابان، صحرا سے ایک گونج آئی کہ صَدَقْتَ یا داؤد، اے داؤد آپ نے صحیح کہا اسی مضمون کو کلامِ الٰہی سے بیان کیا۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا یَا جِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ وَالطَّیْرَ اس دن کے بعد جب کبھی زبور کی تلاوت فرمانے لگتے تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ لیتے۔"

حضرت سلیمان علیہ السّلام کا رشک:

ایک دفعہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لاؤ لشکر سمیت اصطخر سے یمن جا رہے تھے۔ یہ لشکر ہوا میں اڑتا جا رہا تھا کہ مدینہ پاک کی سرزمین کے نزدیک ہو کر گزرا تو فرمانے لگے:

اِنّ ھذا دارھجرۃ نبی آخرالزمان طوبیٰ لمن آمن بہٖ وتبعہ	یہ مقام نبی آخرالزماں کا دارالہجرت ہے۔ وہ بڑا خوش نصیب ہوگا جو آپ کی اتباع کرے اور آپ پر ایمان لائے گا۔

وادیٔ مدینہ سے گذر کر جب آپ سرزمین مکہ میں پہنچے تو نیچے دیکھا کہ مشرکینِ مکہ ہزاروں بت خانے آباد کر رہے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اس مقام سے خاموشی سے آگے بڑھ گئے تو کعبۃ اللہ بارگاہِ رب العزت میں رویا اور عرض کیا کہ اے اللہ! یہ تیرے پیغمبر جس کے پاس اولیاء اللہ کا ایک لشکر ہے اور تیرے نیک بندوں کا مجمع ہے۔ وادیٔ مکہ سے گذر گئے اور قدم رنجہ نہیں فرمایا۔ نہ نماز ادا کی نہ تسبیح و ذکر کیا حالانکہ مشرکین اپنے بتوں کو پوج رہے ہیں۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا:

"اے کعبہ! عن قریب وہ وقت آنے والا ہے کہ تیری سرزمین کو سجدہ کرنے والوں سے بھر دیا جائے گا اور اپنا آخری کلام قرآن مجید اسی سرزمین پر نازل کروں گا اور عظیم اور پیارا نبی اسی شہر میں مبعوث کروں گا۔ وہ نبی مجھے سب سے زیادہ عزیز ہوگا۔ میں ایک ایسی جماعت بھیجوں گا جو تعمیرِ کعبہ میں لگ جائے گی اور پھر لوگ کعبۃ اللہ کا طواف کریں گے اور زیارت کو آیا کریں گے حتیٰ کہ اس خطۂ پاک کو پر امن بنا دوں گا اور سرزمین سے بتوں کی آلائش اور نجاست کو صاف کر دیا جائے گا اور شیاطین یہاں سے بھاگ جائیں گے اور مشرکین کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔"

اس واقعہ کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام اس وادی میں تشریف

لائے اور کعبۃ اللہ میں نماز و قیام فرمایا اور کعبہ کے پاس ہی پانچ ہزار اونٹ، پانچ ہزار گائے اور بیس ہزار دُنبے قربان کئے اور اپنی قوم کے معززین کو خطاب کرتے ہوئے بتایا:

"یہ وہ مقام ہے جہاں نبی عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیدا ہوں گے۔ اللہ کی نصرت اور تائید انہیں حاصل ہوگی۔ آپ کا حکم اور تازیانہ مخالفین پر نافذ ہوگا۔ آپ کی ہیبت اور شوکت سے مخالف ایک ماہ کی راہ تک دور رہیں گے۔ دور و نزدیک کے لوگ اپنے بیگانے سب حکمِ حق پر ایمان لائیں گے۔ انکار کرنے والوں کے تخفے اور پیغامِ رسالت کی راہ میں کھڑے ہوتے والی رکاوٹیں ان کے مقاصد کے سامنے نہ ٹھہر سکیں گی۔ وہ کتنے خوش نصیب ہوں گے جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت موجود ہوں گے اور دولتِ ایمان سے مالامال ہوں گے"۔

حاضرین نے دریافت کیا یا نبی اللہ! آپ کے اور نبی آخرالزمان کے درمیان کتنا عرصہ ہوگا؟ آپ نے بتایا تقریباً ایک ہزار سال۔ یہ بشارت دینے کے بعد آپ وہاں سے روانہ ہوئے اور وادی نخل سے گزرتے ہوئے آگے بڑھے۔[1]

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو امتی بننے کا شوق:

حضرت ابوامامہ باہلی رضؓ نے حضور علیہ السلام کی حدیث بیان کی ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بہشت کو خواب میں دیکھا۔ کہ بہشت کی وسعت زمین و آسمان دونوں کے برابر ہے۔ آپ نے پوچھا

---

[1] عرائس

یہ مبارک جگہ اور پرامن مقام کس کی ملکیت ہے۔ آواز آئی:

اعدت لمحمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وامتہٖ — اے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان کی امت کے لئے تیار کیا گیا ہے

جنت کے باغوں کی جڑوں کی تلاشی کی گئی تو وہ شہادت لا الہ الا اللہ سے بنائی گئی تھیں۔ کونپلیں دیکھی گئیں تو محمد رسول اللہ سے بنی تھیں۔ پھلوں کو دیکھا گیا تو وہ سبحان اللہ والحمد للہ سے بنائے گئے تھے۔ خواب سے بیدار ہوئے تو اپنی قوم کو بلا کر سارا واقعہ بیان کیا۔ قوم نے پوچھا کہ یا خلیل اللہ ہمیں محمد رسول اللہ اور ان کی امت کا پورا پورا تعارف کروائیں تاکہ ان کی جلالت اور قدر و منزلت کا ہمیں بھی علم ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سن جانب اور حضور علیہ السلام اور آپ کی امت کے فضائل بتائے گئے تو ابراہیم علیہ السلام نے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا:

من امتہٖ صلی اللہ علیہ وسلم — اے اللہ! مجھے امت رسول صلی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں بنا۔

ہر گل میں ہر شجر میں ہر حجر میں محمد نام : حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ذرہ ذرہ میں ہے پنہاں چند شواہد مندرج ہیں :-

۴۵۴ھ میں پتھر پر : ایک بزرگ نے فرمایا کہ ۴۵۴ھ میں خراسان میں بادل کی طرح سخت آندھی چلی۔ یہاں تک کہ پہاڑ الٹ پڑے اور پرندے منتشر ہو گئے لوگ سمجھے کہ قیامت قائم ہو گئی۔ اللہ کی طرف زاریاں کرنے لگے۔ اس آندھی میں ایک بہت بڑا نور چمکا جو آسمان سے ایک پہاڑ پر اترا۔ اس روشنی سے نظر آرہا تھا کہ پرندے اس پہاڑ کی طرف لوٹ رہے تھے۔ اسی پہاڑ پر اسی نور کے اندر سے ایک پتھر ملا جو ایک ہاتھ لمبا اور تین انگل چوڑا تھا۔ اس میں تین سطریں لکھی تھیں

ایک پر لا الٰہ الا انا فاعبدونی دوسری سطر پر محمد رسول اللہ القرشی تیسری سطر پر احذرو وقعۃ المغرب فانما تکون من سبعۃ او تسعۃ والقیامۃ قد دنت ای قربت۔ مغرب سے سورج نکلنے کے حادثہ سے ڈرو وہ ساتویں یا نویں سال (کسی صدی کے بعد) واقع ہوگا۔ بے شک قیامت قریب ہوگی۔

بہشت کے ہر ہر پتے پر : حضرت آدم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میں بہشت میں تھا تو مجھے آسمانوں کے جملہ مقامات کی سیر کرائی گئی۔ میں نے آسمانوں کا کوئی ایسا مقام نہیں دیکھا جس پر اسم محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) مکتوب نہ ہو۔ بلکہ میں نے جملہ حوروں کے سینوں پر، بہشت کے درختوں کے پتوں، طوبیٰ، سدرۃ المنتہیٰ کے پتا پتا پر، دربانوں کی پیشانیوں اور تمام فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان میں اسم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) لکھا ہوا تھا۔

لوح پر : قلم نے لوح محفوظ پر سب سے پہلے یہ عبارت لکھی :-

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ انی انا اللہ لا الٰہ الا انا محمد رسولی" جو میری قضا و قدر کے سامنے سر تسلیم خم کرے گا اور میری آزمائش وصبر اور میری نعمت پر شکر کرے گا اور میرے حکم پہ راضی ہوگا تو میں اسے صدیقوں میں سے لکھوں گا اور قیامت میں صدیقین کے ساتھ اٹھاؤں گا۔

لوحِ محفوظ کے صدر دروازہ پر : ایک روایت میں ہے کہ لوحِ محفوظ کے صدر دروازے پر لکھا ہے :-

"لا الٰہ الا اللہ دینہ الاسلام محمد عبدہٗ ورسولہ جو ان پر ایمان لائے گا اللہ تعالیٰ اسے بہشت میں داخل کرے گا۔

عرش کے سراپردون پر: ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قلم کو فرمایا کہ وہ ما کان وما یکون (گذشتہ اور آئندہ کے کلمات) کو عرش کے سراپردون پر لکھے تو سب سے پہلے لکھا

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علیہ وسلم

ف: اس کے دو وجوہ ہو سکتے ہیں:

۱۔ قلم نے بسم اللہ سے شروع کر کے جملہ واقعات لکھنے کے ساتھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا۔

۲۔ یہ جملہ امور معہ کلمہ شریف لوحِ محفوظ پر بھی لکھا اور عرشِ معلیٰ کے سراپردون پر بھی۔

عرش وسدرہ پر: حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے شجرۂ طوبیٰ اور سدرۃ المنتہیٰ اور بہشت کے باغات کے جملہ درختوں کے پتوں پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک لکھا دیکھا۔ حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ نے خصائص کبریٰ میں لکھا کہ

ومن خصائصہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتابۃ اسمہ الشریف مع اسم اللہ تعالیٰ اعلی العرش	حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات سے ہے کہ آپ کا اسم گرامی اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ عرش الٰہی پر لکھا ہوا ہے۔

عرش کو سکون ملا: اسی خصائص میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے عرش کو پانی پر پیدا فرمایا تو پانی مضطرب

ہوا۔ جس پر میں نے لکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اسی نام کی برکت سے پانی کو سکون ملا۔ یاد رہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی ملکوت یعنی آسمانوں، بہشتوں اور ان کی ہر شے پر لکھا گیا ہے۔

ملک و ملکوت میں: خصائص صغریٰ میں ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصیات سے ہے کہ آپ کا اسم گرامی عرش اور ہر آسمان اور جنان بلکہ ملکوت کی ہر شے میں مکتوب ہے۔

آدم علیہ السلام کو سکون ملا: جب آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو محزون و مغموم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو فرمایا انہیں اذان سناؤ۔ جب آدم علیہ السلام نے اذان سنی تو سکون ملا۔ عرض کی یا اللہ! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ اللہ نے فرمایا وہ تیری اولاد سے ہیں۔ ان کی شان یہ ہے کہ وہ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔

درخت پر سرخ جلی قلم سے: بعض علماء اپنا مشاہدہ بیان فرماتے ہیں کہ کسی جزیرہ میں ایک بہت بڑا درخت دیکھا جو نہایت خوشبودار تھا۔ اس کے پتوں پر سرخ جلی قلم سے مکتوب تین سطروں پر مشتمل تھا۔ سطر اول پر لا الٰہ الا اللہ، سطر دوم پر محمد رسول اللہ سطر سوم پر ان الدین عند اللہ الاسلام اور یہ قدرت کے قلم نے خود لکھا تھا۔

۸۰۹ھ میں انگور پر: حضرت نورالدین حلبی رحمۃ اللہ نے لکھا کہ ۸۰۹ھ یا ۸۰۶ھ میں انگور کا خوشہ ملا جس پر نہایت صاف اور جلی کالی سیاہی سے لکھا تھا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

بلادِ ہند کے درختوں پر: ایک بزرگ نے فرمایا کہ میں نے بلادِ ہند

میں ایک گاؤں میں درخت دیکھا جس کے سیاہ پتے تھے۔ جب وہ کھلتا تو نہایت خوشبودار ہوتا اور اس پر سفید الفاظ منقش ہوتے۔ جس کی عبارت تھی۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، ابوبکر الصدیق عمر فاروق میں نے شک کیا کہ شاید کسی نے خود لکھا ہو۔ اس لئے میں نے ایک بڑے پتے کو توڑا جو ابھی کھلا نہیں تھا اسے کھولا تو اس پر بھی وہی عبارت تھی۔ اور اس شہر میں اس قسم کے درخت بہ کثرت تھے اور وہاں کے لوگ پتھروں کو پوجتے تھے۔

سفید مچھلی پر: بعض بزرگوں نے فرمایا کہ ہم نے سفید رنگ کی ایک مچھلی دیکھی جس پر کالی سیاہی سے لکھا تھا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

سبز کیڑے پر: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک اڑتا ہوا پرندہ آیا جس کی چونچ میں سبز اخروٹ تھے۔ اس نے اخروٹ نیچے پھینکا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھا لیا۔ اس میں سبز رنگ کا ایک کیڑا تھا جس پر زرد رنگ سے لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

بادل پر: بعض مشائخ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ طبرستان میں ایک قوم تھی جو لا الہ الا اللہ کے قائل تو تھے لیکن محمد رسول اللہ نہیں مانتے تھے۔ وہ کسی بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ ایک دن سخت گرمی میں نہایت سفید رنگ کا بادل اٹھا اور پھیلتا گیا۔ یہاں تک کہ چاروں کناروں کو گھیر لیا۔ جب زوال کا وقت قریب ہوا تو اس سفید بادل سے واضح الفاظ سے لکھا ہوا نظر آیا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور یہ منظر دوپہر سے عصر تک رہا۔ اسے دیکھ کر وہ تمام لوگ مسلمان ہو گئے اور یہود و نصاریٰ کے

بعض افراد نے بھی یہ دیکھ کر اسلام قبول کر لیا۔

درخت پر پتہ پتہ پر: بعض مشائخ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ ہم نے بلادِ ہند میں ایسا درخت دیکھا تھا جس کے پتے اخروٹ کے مشابہ تھے۔ جب اسے توڑا جاتا تو اس سے سبز رنگ کا پتہ نمودار ہوتا جس پر سُرخ جلی قلم سے لکھا ہوتا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لوگ اس درخت کو متبرک سمجھتے اور اس کو وسیلہ بنا کر بارش طلب کرتے۔[1]

خزانہ کی حفاظت: سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے "وکان کنز لھما" کی تفسیر یوں بتائی گئی کہ وہ سونے کی تختی تھی۔ بعض روایت میں آیا ہے کہ سنگِ مرمر کی تھی۔ اس پر یہ عبارت مرقوم تھی:۔

---

[1] سیرۃ حلبی ص۳۵۸ [2] سیرۃ حلبی ص۳۵۵ ج۱

عجباً لمن ایقن بالموت	اس پر تعجب ہے کہ موت کا یقین
کیف یفرح عجباً لمن	کرتا ہے۔ پھر دنیوی امور سے
ایقن بالحساب کیف	خوش ہوتا ہے اور تعجب ہے کہ
یغفل عجبا لمن ایقن	حساب کا یقین کرتا ہے پھر بھی
بالقضاء کیف یحزن	غافل ہے۔ تعجب ہے تقدیر پر
عجبا لمن یری الدنیا	ایمان ہے پھر غمگین کیوں ہوتا ہے
وتقلبھا کیف یطمئن	تعجب ہے کہ جانتا ہے کہ دنیا
الیھا لا الہ الا اللہ محمد	بے وفا ہے پھر بھی اس پر فریفتہ
رسول اللہ	ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ایک اور روایت: سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

الا انا محمد عبدی ورسولی

بیضاوی شریف کی روایت: تفسیر بیضاوی میں بھی اسی طرح بالفاظ مختلفہ ہے اس کے آخر میں ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

امام بزاز: بزاز میں بھی اسی طرح بالفاظ مختلفہ آخر میں ہے:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

تطبیق اقوال: صاحب سیرۃ حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ اختلاف الفاظ کی دو وجہیں ہو سکتی ہیں۔

۱۔ پہلے بعض الفاظ کے ساتھ لکھا گیا ہو اور بعد میں رد و بدل ہوا ہو۔

۲۔ راویوں نے روایت بامعنی کے اعتبار سے الفاظ گھٹا بڑھا دیے ہوں۔

ف: اس خزانہ کی حفاظت محض ان بچوں کے دادا کی نیکی (ولایت) کی برکت سے

کی گئی اور ان کا وہ دادا نویں پشت میں تھا۔

ولی کی ولایت:

حضرت محمد بن المنکدر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ولی کی برکت سے اس کی اولاد کی کئی نسل تک اور اس جگہ کی بھی جہاں وہ رہتا ہے اس کے اردگرد کے مواضعات کی بھی حفاظت فرماتا ہے۔

آدم علیہ السلام کی مُہر:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ ان کے کاندھے کے درمیان لکھا تھا۔

"لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، خاتم النبیین"

لڑکے کے ماتھے پر:

ایک بزرگ نے فرمایا کہ خراسان میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کے ماتھے کے ایک کنارے پر لا الٰہ الا اللہ اور دوسرے کنارے پر محمد رسول اللہ لکھا تھا۔

۱۲۷۴ھ میں بکرے کے ماتھے پر:

ایک بزرگ نے فرمایا کہ میرے ہاں ایک بکرا پیدا ہوا۔ جس کے ماتھے پر گول دائرہ تھا اس میں صاف اور جلی قلم سے لکھا تھا۔ "محمد" یہ ۱۲۷۴ھ کا واقعہ ہے۔

انسان کی آنکھ میں:

بعض حضرات نے بیان کیا ہے کہ ہم نے افریقہ میں ایک شخص کو دیکھا جس کی آنکھ کی سفیدی میں نیچے کی جانب محمد رسول اللہ لکھا تھا۔

بلقاء میں پتھر پر:

امام المحدثین زبیری فرماتے ہیں کہ میں ہشام بن مالک کے پاس جانے کے لئے گھر سے نکلا۔ بلقاء پہنچا تو ایک پتھر دیکھا جس پر عبرانی زبان میں کچھ لکھا ہوا ملا۔ ایک عبرانی جاننے والے بزرگ کو دکھا کر پوچھا کہ کیا تحریر ہے؟ وہ مسکرانے لگے اور فرمایا لکھا ہے کہ: یا اللہ تیرے نام سے شروع کرتا ہوں حق آپ کے رب کی طرف سے عربی زبان میں آگیا ہے۔

یھدی بہ من یشاء
تکرار ہدایت رفعتِ شان کی وجہ سے ہے، اسی لیئے یہ تکرار بلاغت کے خلاف نہیں ہے[1]

ازالۂ وہم:
حضرت علامہ یوسف نبہانی قدس سرہ

علامہ یوسف نبہانی قدس سرہ: نے کتاب حجۃ اللہ علی العالمین میں ہمارے بیان کردہ واقعات بیان فرمائے ہیں ان میں چند جو رہ گیے۔ ہم انھیں بیان کرتے ہیں۔

حضرت علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

مچھلی پر: ایک مچھلی ایسی شکار کی گئی جس کے ایک پہلو پر لا الٰہ الا اللہ اور دوسرے پہلو پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

۹۶۰ھ میں بکری پر: ۱۔ راوی فرماتے ہیں کہ ۹۶۰ھ میں میرے پاس ایک بکری تھی جس نے ایک بچہ جنا جس کا رنگ سیاہ تھا مگر اس پر کچھ سفید دائرہ میں بڑی خوب صورتی کے ساتھ لکھا ہوا تھا۔

"محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

۲۔ حضرت ابو عبداللہ محمد بن الفضل مالکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تحفۃ الاخیار میں فرماتے ہیں۔ میں نے ایک سفر میں ایک محلہ میں ایک ہرنی دیکھی جس کے دونوں کانوں پر لکھا تھا "مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم"

حضرت مقری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے سنہ ۱۰۲۶ھ

سنہ ۱۰۲۶ھ میں پتھر پر: میں شہر فارس میں ایک سیاہ پتھر دیکھا جس پر

---

[1] مذکورہ بالا اکثر واقعات ہم نے امام حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب "سیرت حلبی" سے لئے ہیں۔

قلمِ قدرت نے ایک طرف لا الٰہ الا اللہ اور دوسری طرف محمد لکھا ہوا تھا۔ اس پتھر کی مالک ایک عورت تھی۔ میں نے پتھر سے دوگنا سونا دے کر اسے خریدنا چاہا مگر وہ راضی نہ ہوئی۔ مجھے معلوم ہوا کہ عورتیں اس پتھر سے بڑا فائدہ حاصل کرتی ہیں عسرِ ولادت کے وقت جو عورت اس پتھر کو ہاتھ میں پکڑ لیتی بچہ بڑی آسانی سے پیدا ہو جاتا۔ وغیرہ وغیرہ۔

۴۔ علم الحیوانات کے ماہر عالم اور اسلامی دنیا کے مایۂ ناز محقق حضرت علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب حیوٰۃ الحیوان میں لکھتے ہیں کہ:

"عبدالرحمٰن بن ہارون فرماتے ہیں کہ بحرِ مغرب میں سفر کر رہا تھا یکایک ایسے شہر میں پہنچا کہ جس کا نام برطون تھا۔ میرے ساتھ ایک غلام تھا جس کے پاس مچھلی پکڑنے کا جال تھا۔ اس نے جال دریا میں ڈالا تو ایک ایسی مچھلی جال میں آگئی جو بالشت بھر تھی۔ ہم نے اسے دیکھا تو اس کے داہنے کان کے نیچے لا الٰہ الا اللہ اور سر پر محمد اور بائیں طرف کے نیچے رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔" ؎

دہلی میں سنگِ مرمر پر: ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے کہ دہلی میں رآسینا کی تعمیر کے وقت ایک سنگِ مرمر ایسا دستیاب ہوا جس میں اسمِ محمد لکھا ہوا تھا۔ چناں چہ قلمِ قدرت سے لکھے ہوئے نام کا فوٹو بھی لیا گیا۔ اور شائع ہوا۔

؎ حیوٰۃ الحیوان ص۲۱۱ ج۲

دی گواہی شجر نے: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کچھ لوگوں نے دریافت کیا کہ اسلام لانے سے پہلے آپ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کی علامات کا مشاہدہ کیا تھا۔

آپ نے فرمایا: "ہاں" میں ایک درخت کے سائے میں بیٹھا تھا کہ اچانک ایک شاخ جھکی اور میرے سر سے مل گئی۔ میں حیران ہوا، پھر اچانک میرے کانوں میں یہ آواز آئی:

"نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم فلاں وقت میں ظاہر ہوں گے آپ پہلے سے ان کی تصدیق کی سعادت حاصل کریں"

آنکھوں کے درمیان: بعض مشائخ نے فرمایا کہ ہم نے افریقہ کے بعض بلاد میں ایک شخص کی دونوں آنکھوں کے درمیان دیکھا کہ ایک سرخ رنگ کی ابھری ہوئی رگ پر نہایت جلی قلم سے مکتوب تھا۔ "محمد رسول اللہ"

امام شعرانی کا مشاہدہ: شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الواقع الانوار" باب "قواعد الشادۃ الصوفیہ" میں تحریر فرمایا ہے کہ:

"میں نے علاماتِ نبوت سے ایک عجیب چیز کا مشاہدہ کیا کہ ایک آدمی میرے پاس ایک بکری کے بچے کا سر لایا جس کا گوشت وہ بھون کر کھا چکا تھا۔ اس کی پیشانی پر قلم قدرت کا نوشتہ موجود تھا۔ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ارسلہ بالھدی ودین الحق۔ یھدی بہ من یشاء

"جب قلم کو پیدا کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اُکْتُبْ قلم نے عرض کی کہ کیا لکھوں۔ فرمان ہوا لکھ لا الٰہ الا انا وحدی لاشریک لی وان محمدًا عبدی ورسولی جب قلم نے بارگاہِ حق میں سر رکھ کر عرض کی مولیٰ تیرا تو علم ہے اور یہ تو بتا کہ محمد کون بزرگ ہیں کہ جن کو تو اتنی عزت دے رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے قلم! ذرا ہوش سنبھالو، ادب سے کام لو مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم اگر وہ نہ ہوتے تو نہ میں عرش کو پیدا کرتا، نہ کرسی کو، نہ آسمان کو نہ زمین کو نہ دوزخ کو۔ اس کے بعد قلم کو حکم ہوا کہ میرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو صلوٰۃ وسلام پیش کرو۔ قلم نے عرض کی السلام علیک یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ عزوجل نے خود جواب فرمایا۔"[1]

پتھر پر لکھا: حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں ایک پتھر پرانے زمانے کا ملا جس پر لکھا تھا:

"محمّد تقی مصلح سیّد امین"[2]

بادام پر: حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دن ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک پرندہ آیا جس کی چونچ میں ایک بادام تھا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بادام پھینک کر چلا گیا۔ آپ نے اٹھایا اس پر سبز رنگ سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

گلاب کے پھول پر: بعض تاریخ داں کہتے ہیں کہ بلادِ ہند میں سرخ

---

[1] نقل الامام جوزی [2] شفاء للقاضی عیاض

گلاب تھا جس پر لکھا ہوا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

حضرت علی بن عبد اللہ ہاشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ہند کے شہروں کی سیر کرتا ہوا ایک گاؤں میں داخل ہوا جس کے درخت میں سبز رنگ کا بڑے گلاب کا پودا خوش بودار دیکھا جس پر یہ خط سفید لکھا ہوا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ وابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر الفاروق رضی اللہ عنہ لکھا تھا۔ میں نے خیال کیا کہ شاید کسی نے لکھا ہوگا۔ اس شک کو مٹانے کی طرح اس پھول کو پکڑا، کھول کر دیکھا تو اس میں بھی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا تھا۔ [۱]

اخروٹ پر: بعض بزرگوں کا قول ہے کہ ہند کے شہروں میں ایک شہر ہے۔ جس میں ایک درخت کا پھل اخروٹ کی طرح تھا۔ اسے توڑا تو اس کے اندر ایک پتہ تھا جو لپٹا ہوا تھا جس میں سرخ رنگ کے ساتھ لکھا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ وہ خاصا موٹا خط تھا میں نے یہ واقعہ ابو یعقوب جو کہ بڑے شکاری تھے کو سنایا۔ انھوں نے فرمایا یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ شہر ایلہ میں میں مچھلی کا شکار کرتا تھا۔ ایک مچھلی میرے جال میں پھنسی۔ اس کی سیدھی جانب پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ میں نے اس کی عزت و حرمت کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا اور [۲] وہ پانی میں چلی گئی۔ [۳]

ایسے بہت سے واقعات ہیں جو احادیث و آثار اور بزرگوں کے اقوال سے حاصل ہوئے ہیں۔ [۴]

---

[۱]۔ شرح شفا و خصائص کبریٰ

[۲] روض الریاحین میں اس طرح منقول ہے۔ لیکن اس میں یوں ہے کہ اس شکاری نے بوجہ تعظیم و احترام اس مچھلی کو زمین میں دفن کر دیا۔

[۳] شرح شفا للملا علی قاری [۴] کذا قال شہاب الدین خفاجی صاحب نسیم الریاض

پتھر پر عبرانی زبان میں مکتوب: بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ انھوں نے ایک پتھر پر مندرجہ ذیل عبارت عبرانی زبان میں لکھی ہوئی پائی۔

اللھمجاء الحق من	اے اللہ! تیرے رب سے
ربك بلسان عربي	عربی زبان میں حق آیا۔ اللہ کے
مبين لا اله الا الله	سوا اور کوئی معبود نہیں حضرت
محمد رسول الله (صلی اللہ	محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے
عليه وسلم) كتبه موسیٰ[1]	رسول ہیں۔ اسے موسیٰ بن عمران
بن عمران	علیہ السلام نے لکھا۔

بچے کے پہلو پر: بعض مورخین نے بلادِ خراسان کے اس بچے کا حوالہ نقل کیا ہے۔ جس کے ایک کندھے پر لا الٰہ الا اللہ اور دوسرے پر محمد رسول اللہ لکھا تھا۔[2]

درخت کے پھول پر: بعض حضرات نے بلادِ ہند میں ایک درخت پر اسی قسم کا کھلا ہوا پھول دیکھا جس پر خط سفید لکھا ہوا تھا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

---

[1] ذکرہ ابن ظفر فی البشر عن معمر عن الزہری وقال لی الی ہشام بن عبد الملک فلما کنت بالبلقاء (سیرۃ حلبی ص۳۶۱ ج۱ مطبوعہ مصر)

[2] شفاء للقاضی عیاض

خوش بودار پھول پر: عبداللہ بن مرزوق عبدبن صوحان سے نقل کرتے ہیں کہ وہ بحرِ ہند میں ایک کشتی پر سوار تھے۔ تند ہوا چلی انھوں نے ایک جزیرے پر کشتی کا لنگر گیا اور وہاں ایک پھول سرخ رنگ تیز خوشبودار دیکھا جس پر بخطِ سفید نامِ نامی ہمراہ نامِ الٰہی لکھا تھا اور دوسرا پھول سفید رنگ دیکھا جس پر بخطِ زرد لکھا تھا براۃ من الرحمٰن الرحیم۔ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مچھلی پر: شارح قصیدہ بردہ شریف نے ابن مرزوق سے نقل کیا ہے کہ ایک مچھلی لائی گئی تو اس کے ایک گلپھڑے پر لا الٰہ الا اللہ اور دوسرے پر محمد رسول اللہ منقوش تھا۔ اور ایک جماعت سے منقول ہے کہ انھوں نے ایک خربوزہ زرد رنگ سفید دھاری کا دیکھا جس کی ہر دھاری کے ایک پہلو میں اللہ اور دوسرے میں احمد بخط جلی عربی میں لکھا تھا۔

انگور پر: نیز شاہ حسین کے قصیدہ سے منقول ہے کہ ۱۸۹۰ء میں انگور کے دانہ پر نامِ مقدس بخط سیاہ جلی حروف میں دیکھا گیا؟

خربوزہ پر: بعض علماء سے منقول ہے کہ انھوں نے ایک خربزہ میں ایک عظیم الشان درخت بڑے بڑے پتوں کا دیکھا جس کے ہر پتے پر بخط واضح سرخی و سفیدی کا سے تین سطریں منقوش تھیں۔ سطر اول لاالٰہ الا اللہ سطر دوم محمد رسول اللہ سطر سوم ان الدین عند اللہ الاسلام

آدم علیہ السلام کے مزار کے پھولوں پر: مولانا معین الدین کاشفی کی کتاب معارج میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے روضہ منورہ پر ایک درخت ہے جو سال میں دو مرتبہ پھولتا پھلتا ہے۔ اور ہر پھول میں سات پتے ہوتے ہیں اور ہر پتے پر نامِ نامی آں حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نام الٰہی منقوش ہوتا ہے۔ والئ ملک ان پھولوں کی نہایت تعظیم کرتا ہے اور انہیں خزانہ شاہی میں باحتیاط تمام محفوظ رکھتا ہے۔ مریض ان کے استعمال سے شفا پاتے ہیں۔

ہمارے مشاہدے

اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسم گرامی کے معجزے دکھائے تاکہ کل قیامت میں کسی کو انکار کی گنجائش نہ ہو۔ چناں چہ فقیر اویسی غفرلہ نے اپنے دور میں ایسے مشاہدے دیکھے اور اخبارات میں شائع ہوئے اور قسمت والوں نے اخبارات کی اشاعت کے بعد موقع پر جا کر اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ لیکن قسمت کے ماروں نے زمانۂ نبوی (علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام) میں ایسے واقعات و معجزات دیکھ کر سحر (جادو) سے تعبیر کیا اور آج ہمارے دور میں واقعات دیکھنے کے باوجود کہتے ہیں یہ توہم پرستی اور خوش عقیدت کا اُبال ہے (انا للہ وانا الیہ راجعون) ہمارے دور ۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء تا حال ۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۴ء کے چند مشاہدات اور اخبارات و رسائل کے بیانات ملاحظہ ہوں:۔

فقیر اویسی غفرلہ کا مشاہدہ: سنہ ۱۹۶۶ء میں پاک پتن شریف کے علاقہ میں ایک بکرا پیدا ہوا جس کے پہلو پر محمد لکھا ہوا تھا۔ دور دراز سے لوگ اس کی زیارت کے لئے گئے۔ بہاول پور میں بکرے کا مالک اسے خود لے آیا۔ جس کی ہم نے بھی زیارت کی اور ان الفاظ مبارکہ کو بھی دیکھا۔ بکرا نہایت سنجیدہ تھا۔ چارپائی پر نہایت آرام سے بیٹھا رہتا تھا۔ پیشاب وغیرہ کے لئے چارپائی سے اتر کر کہیں دور چلا جاتا۔ اس کا مالک اس کی خدمت کے لئے ہر وقت مستعد رہتا۔ اس کی برکت سے بکرے کا مالک مالی لحاظ سے خوش حال ہوگیا۔

میٹھے کے پھل: شیخوپورہ۔ ۲۰ اگست (نامہ نگار) گذشتہ روز ایک مقامی شہری محمد عارف نے بازار سے ایک میٹھا خریدا جس پر اسم "محمد" قدرتی طور پر لکھا تھا، چنانچہ نماز جمعہ کے موقع پر وہ اس پھل کو مقامی مسجد غوثیہ لایا، جہاں سینکڑوں نمازیوں نے اس پھل کو بچشم خود دیکھا جس سے مسجد میں بڑے رقت آمیز مناظر دیکھنے میں آئے، اس موقع پر مذکورہ شہری نے بتایا کہ وہ نوائے وقت، جمعہ ایڈیشن میں "بادل پر لکھا ہوا کلمہ طیبہ" کے مضمون کا مطالعہ کر رہا تھا جس سے اس کی طبیعت پر روحانی کیفیت طاری ہو گئی۔ اسی دوران گھر میں مریض کے لئے "میٹھوں" کے لیے ضرورت محسوس ہوئی۔ وہ مین بازار میں ایک پھل فروش سے میٹھے خریدنے لگا تو اس کی پہلی نظر اس میٹھے پر پڑی جس پر قدرتی طور پر اسم محمد مرقوم تھا۔ خطیب جمعہ نے اس قدرتی امر کو اسلام کی نشاۃ ثانیہ سے تعبیر کیا۔

راولپنڈی: خبر پڑھنے کو ملی کہ عید الفطر کے موقع پر راولپنڈی کے ایک شہری نے صدر پاکستان کو ایک بکری تحفے کے طور پر دی جس پر عربی رسم الخط میں اسم "محمد" لکھا ہوا ہے۔

سندھ: (خیرپور ناتھن۔ سندھ) میں ایک بکری کے بچے پر اسم "محمد" لکھا ہوا پایا گیا تھا۔ تھوڑے دنوں کی بات ہے کہ مانسہرہ میں ایک شخص نے ایک بینگن کاٹا جس کے اوپر "اللہ" اور بیچ میں "محمد" لکھا ہوا تھا۔

ہڑپہ (پنجاب): ۱۸ اکتوبر۔ "میری گائے نے بچھڑے کو جنم دیا تو میں نے محسوس کیا کہ میرا ہر کام سنورنے لگا ہے۔ ہماری پریشانیاں اور بلائیں دور ہوتی جا رہی ہیں اور رزق میں کشادگی پیدا ہو گئی ہے۔ گائے وافر مقدار میں دودھ دینے لگی۔ مجھے اس اچانک تبدیلی کی کوئی وجہ سمجھ میں نہ آئی۔ وقت گزرتا رہا۔ آج سے چند روز قبل میں نے اپنے اس بچھڑے کو نہلاتے وقت غور کیا تو اس کے دائیں طرف

پیدائشی طور پر نہایت خوب صورت اور واضح انداز میں لفظ "محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھا ہوا تھا۔ میری خوشی کی انتہا نہ رہی، مجھے ایک نعمت مل گئی تھی۔ ساری بات میری سمجھ میں آگئی۔ یہ باتیں نواحی چک ۱۰۔ ۱۱۱ ایل کے ایک غریب کاشت کار (بچھڑے کے مالک) محمد باقر ڈوتو نے اس وقت بتائیں جب راقم اس چرچا پر مذکورہ گاؤں پہنچا کہ ایک خوب صورت بچھڑے پر حسین انداز میں لفظ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم قدرتی طور پر لکھا ہوا ہے۔ واقعی سفید رنگ کے اس بچھڑے کے دائیں جانب جلی طور پر لکھا ہوا اسم "محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) موجود ہے۔ اس کاشت کار کے گھر رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہے پورا گھر روشن لگتا ہے، لوگ دھڑا دھڑ اس بچھڑے کو دیکھنے آرہے ہیں۔ درود وسلام سے فضا گونج اٹھی ہے۔ [۱]

پشاور: یکم اکتوبر۔ شہر کی نواحی بستی اخون آباد ۲ پھندو روڈ کے باشندے مسٹر یمین جان کو ایک پتھر ملا ہے جس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک "محمد" لکھا ہوا ہے جو پہلی نظر میں صاف پڑھا جاتا ہے۔ مسٹر یمین جان نے بتایا کہ عشاء کی نماز کے لئے وضو کرتے ہوئے ان کی نظر اس پتھر پر اس وقت پڑی جب اس پر پانی پڑا اور مدھم سی لکھائی نظر آئی انھوں نے فوراً پتھر کو اٹھا کر غور سے دیکھا اور جب اسے اچھی طرح صاف کیا تو مقدس لفظ "محمد" پوری طرح واضح ہو گیا۔

شیخوپورہ: سے ایک بچے کی تصویر موصول ہوئی ہے اس بچے کا نام شہزاد فیصل مسعود ہے اس کے ہاتھ میں ایک ماٹا ہے۔ اس ماٹے پر نبی اکرم

---

[۱] روزنامہ جنگ۔ ۱۹ اکتوبر ۱۹۸۱ء از اے۔ ڈی اعجاز

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقدس نام "محمد" عربی رسم الخط میں قدرتی طور پر تحریر شدہ ہے[۱]

شیخوپورہ کے محمد عارف نے بازار سے میٹھا خریدا تو اس پر بھی قلمِ قدرت سے اسمِ محمد لکھا ہوا تھا (صلی اللہ علیہ وسلم)[۲]

لالہ موسیٰ: آج سے دو سال قبل جامع مسجد سیدہ گول لالہ موسیٰ کے صحن میں سنگِ مرمر کا سفید پتھر لگایا گیا تھا تین چار دن ہوئے اچانک ایک پتھر پر لفظ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قدرتی طور پر لکھا ہوا ظاہر ہوا۔ خصوصیت یہ ہے کہ اس میں قدرتی خوشبو ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نامِ نامی زیادہ نمایاں ہوتا جا رہا ہے لوگ زیارت کے لئے سینکڑوں کی تعداد میں آرہے ہیں۔ ہم نے وہ پتھر صحن سے نکال کر مسجد کے درمیانی دروازہ پر بلند جگہ نصب کر دیا ہے۔[۳]

تحصیل نوشہرہ پشاور: کے جہاں زیب نے گزشتہ روز قدرتِ خداوندی کا ایک محیر العقول کرشمہ دیکھا۔ انھیں اتفاق سے درخت کی ایک ٹہنی ملی ہے جس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام محمد کندہ ہے وہ علاقہ نظام پور گاؤں اندری روڈ پر جا رہے تھے کہ راستہ میں انھوں نے پھولوں کا ایک گل دستہ بنانا شروع کر دیا مختلف جگہوں سے پھول توڑے اور وہ سفیدے کے ایک درخت سے ٹہنی توڑ کر اس گل دستے میں شامل کرنے لگے تو ٹہنی کے ایک پتے پر "محمد" نام لکھا ہوا پایا جسے

۱۔ نوائے وقت ۲/۱۰/۸۱ ۲۔ نوائے وقت لاہور ۲۵/۹/۸۱

۳۔ مفتی غلام رسول خادم جامعہ عربیہ محمدیہ لالہ موسیٰ

رضائے مصطفےٰ ۱۴۰۳ھ

وہ مشرق" کے دفتر لائے اس ٹہنی پر صاف طور پر نام پڑھا جاتا ہے۔ مشرق میں اس کی تصویر بھی بنائی گئی۔ [۱]

فیصل آباد: محلہ نگہبان پورہ بلاک بی کے ایک پینٹر غلام مرتضیٰ کے ہاں ایک عجیب و غریب خارقِ عادت چیز دیکھنے میں آئی ہے۔ پکانے کے لئے گھر میں لائے گئے بینگنوں میں سے جب ایک بینگن کاٹا گیا تو اس کے اندر نہایت واضح صورت میں "یا اللہ"، "یا محمد" کے الفاظ لکھے ہوئے پائے گئے جسے علاقہ بھر کے لوگوں نے دیکھا۔ عوام میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ "قدرت اپنے اس قسم کے کرشمے لوگوں کو گاہے گاہے اس لئے دکھاتی رہتی ہے کہ وہ اس مادی دنیا کی رعنائیوں میں کھو جانے کی بجائے اپنی روحانی اور اخلاقی اصلاح کی طرف توجہ دے کر فلاحِ دارین کے مستحق ٹھہریں"۔ [۲]

اسمِ محمدؐ: نواب شاہ۔ ۹ مئی؛ گزشتہ بدھ کی رات کو نواب شاہ کے قریب آسمان پر حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ مبارک ضیاء بار نظر آیا۔ غروبِ آفتاب کے کافی دیر بعد مغرب کی طرف آسمان پر تیز روشنی کی شعاعیں نظر آئیں اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے حضور نبی کریم کے اسمِ مبارک "محمدؐ" میں تبدیل ہو گئیں۔ یہ ایمان افروز نظارہ کوئی بیس منٹ تک قائم رہا اور نواب شاہ، ٹنڈو محمد خاں، پڈعیدن دوڑ، بدین اور دوسرے کئی مقامات پر ہزاروں افراد نے قدرت کا یہ اعجاز دیکھا اور بہت سے لوگوں کی آنکھیں فرحتِ محبت سے نم ہو گئیں۔ [۳]

۱۔ روزنامہ مشرق پشاور اتوار ۱۷۔ اپریل ۱۹۸۳ء ۲۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور ۴ اگست

۳۔ مشرق (۱۰-۵-۸۷) لاہور

بکری پر یا محمدﷺ: مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۶۴ء کے روزنامہ امروز میں تحریر تھا کہ مسمی عبدالستار جو کہ چک ۱۵/۱۱ ایل امیاں چنوں میں رہتا ہے۔ حال ہی میں اس کی بکری نے ایک بچہ دیا ہے جس کے جسم پر سفید بالوں سے قدرتی طور پر "یا محمدﷺ" لکھا ہوا ہے۔ لوگ دُور دراز سے اس میمنہ کو دیکھنے کے لئے آ رہے ہیں۔

نامِ محمدﷺ: جناب خالد محمود نے ملک مالا سے ایک اخبار کا تراشا ارسال کیا ہے جس کے مطابق کوہاٹ کے علاقہ چکر کوٹ بہزادی میں واقع لوئر مڈل سکول کے ہیڈ ماسٹر نیاز محمد خٹک نے گذشتہ دنوں بازار سے ایک گرما خریدا جس کی چھال پر "محمدﷺ" درج ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ نیاز محمد خٹک گرما خرید کر جب گھر میں اسے کاٹ کر کھانے لگے تو ان کے حصہ میں گرما کا جو ٹکڑا ہاتھ آیا تو وہ یہ دیکھ کر سبحان اللہ کہتے ہوئے ششدر رہ گئے کہ گرما کی چھال پر قدرتی طور پر محمد کندہ تھا۔ گرما کے اس ٹکڑے کو متعدد افراد نے دیکھا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم[۱]

معجزہ کا اظہار منکروں کا انکار: یہ تو تمام مسلمان جانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اعلان نبوت فرمایا تو سعادت مند انسان صدائے لبیک دیتے ہوئے حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ مگر بدبختوں نے اللہ واحد کی پرستش سے انکار کر دیا۔ جہاں پر آپ نے اپنی امانت داری، سچائی جملہ اوصافِ حمیدہ کی مکمل تصویر بن کر خالقِ کائنات کی اطاعت کی طرف بلایا وہاں اپنے خداداد معجزات کے

---

[۱] رضائے مصطفےٰ ماہنامہ گوجرانوالہ ذیقعدہ ۱۴۰۰ ھ

ذریعے بھی مخلوق کی راہنمائی کا سامان کیا لیکن ازلی بد بختوں نے معجزات نبوت کو دیکھ کر بھی اپنی ہٹ دھرمی کو نہ چھوڑا اور اپنی ناپاک کوششوں سے اسلام اور بانیٔ اسلام (علیہ السلام) کو زک پہنچانے کی سعیٔ لاحاصل کرتے رہے ابولہبوں کی کُلی عداوتوں کے باوجود چراغِ مُصطفوی فروزاں رہا اور اللہ تعالیٰ واللّٰہ متم نورہٖ کی شعاعوں سے جہان منوّر فرماتا رہا۔ ؎

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

ورفعنا لک ذکرک کی شعاعوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کی رفعتیں اندر ہی اندر جلاتی رہیں۔ اس منظر کو دیکھ کر اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

رہے گا یوں ہی ان کا چرچا رہے گا   پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے

نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

ایسے ہی ہمارے دَور میں ہو رہا ہے

بکرے پر یا محمدؐ: ۲۱ اکتوبر ۱۹۶۴ء کوہستان اور نوائے وقت کی ایک خبر میں بتایا گیا ہے کہ منٹگمری (ساہی وال) سے چھ میل دُور پاک پتن روڈ پر واقع چک نمبر ۹۸۰ ب میں ایک شخص غلام محمد تارڑ کی بکری نے ایک بچہ دیا ہے جس کی کمر کے داہنیں طرف پیٹ پر یا محمد قدرتی طور پر لکھا ہوا ہے جو صاف نظر آتا ہے اس کرشمۂ قدرت کو ہزاروں آدمیوں نے دیکھا اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا ہے۔

مُنکرینِ دَورِ حاضرہ: جوں ہی یہ خبر اخبارات میں شائع ہوئی اور قدرت نے اس طرح سے مسلمانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے ذکر و شان کی طرف متوجہ کیا اور فرزندان کفر و شرک کو اشارہ کیا کہ وہ مسلمانوں کو یا رسول اللہ، یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہنے پر کفر و شرک کے فتوے لگانے سے باز آجائیں لیکن اس کے باوجود نوائے وقت میں کسی شخص کا انکار ہی نہیں بلکہ اس کو مسلمانوں کی توہم پرستی پر محمول کیا۔ واقعہ ایک عالم دین لکھتے ہیں کہ میں صوفی محمد یعقوب اور محمد یوسف کو ہمراہ لے کر اس چک میں پہنچا۔ جہاں ایک بلند بخت گھر میں رسول اکرم محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا یہ معجزہ مبارک ظہور پذیر ہوا۔ منٹگمری (ساہی وال) سے لے کر چک نمبر ۹۸/۹ ایل تک مشتاقِ رسول اور شیدائیوں کا ایک تانتا بندھا ہوا تھا۔ جس میں ہر طبقے کے مرد و زن کاروں، تانگوں اور سائیکل سوار اور اس کے علاوہ پیدل بھی بے حساب تھے۔ جو کسی کے پاس سواری کے لئے تھا سوار ہو کر ایمان تازہ کرنے کے لئے شوق میں کھچے چلے جا رہے تھے۔ عقیدت مند لوگ اس میمنی پر قدرتی لکھے ہوئے اسم یا محمّد کے ساتھ اظہارِ حقیقت۔ فقیر نے اس سیاہ میمنی پر سفید بالوں سے قدرتی طور پر منقوش اسم مبارک یا محمد کو بار بار دیکھا۔ خالی الذہن ہو کر ایمانی نگاہوں سے اسم محمد پر نگاہ کی جس طرح آفتاب نصف النہار سے ہٹ دھرم کے لئے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی اس طرح اس میمنی کے پہلو پر یا محمد اسم مبارک نقش ہونے سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں دیکھی نہایت ہی خوب صورت الفاظ میں اسم مبارک یا محمد مرقوم ہے۔ اسے بوسہ دیا۔ سینے سے لگایا۔ دوسرے لوگوں نے بھی قدرت کے اس کرشمے کو اپنی آنکھوں سے مع رفقاء مشاہدہ کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا لاریب ارشاد و رفعنا لک ذکرک زبان سے نکلا

غلام محمد کی بکری کے بچے کے پہلو پہ اِدھر قدرت یا محمد نقش کرتی ہے اُدھر اس کا مالک اتباع مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائن پر آجاتا ہے یہ معجزہ سے کم نہیں۔ الحمدللہ یہ ان ہاتھوں کا لکھا ہوا نہیں تھا جس کو گستاخیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھنے سے روکا جائے یا افسروں کے ذریعے سے قانون کی کسی دفعہ کی زد میں لاکر اُن کو کچلا جاسکے بلکہ یہ ان ہاتھوں نے لکھا ہے جن کے قبضے میں جن و انس، مَلک و مُلک، حکام و رعایا، شریر و شریف، عشاق رسول اور منافقین سب ہیں۔ جو ہاتھ بیدہٖ کلّ شیٔ کی شان رکھتے ہیں۔ جس شخص کا دل مُردہ نہیں ہوا اور جس شخص کا بخت ہمیشہ کی نیند سو نہیں گیا جس شخص کے دل پر مہرِ جباریت ابھی نہیں لگی اس کے لئے یا محمد یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خدائی چرچے کو ماننے کا کافی سامان ہے۔ اب بھی وہ حق کو سینے سے لگالے اور دل میں جگہ دے کر اس گروہ میں شامل ہو جائے۔ اعلیٰ حضرت مجددِ دین و ملت مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

آج لے اُن کی پناہ آج مدد مانگ اُن سے

پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْمُفْلِحُوْن ۔ وَاِنَّ جُنْدَ اللّٰہِ فَالْھُمُ الْغَالِبُوْن۔

نکتہ: حضرت مولانا حشمت علی بریلوی مرحوم نے لکھا ہے کہ اشیائے علوی و سفلی پر نام نامی و اسمِ گرامی کا منقوش ہونا دلیل اس امر کی ہے کہ یہ سب چیزیں مِلک جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ اُن کے رب

لہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ

جل وعلا نے اپنے پیارے محبوب کو ان سب کا مالک و مختار بنایا جسے چاہیں دیں جسے جو چاہے نہ دیں۔ اللہ معطی وانا القاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) (البقرۃ)

ف: حضرت مولانا حشمت علی مرحوم کی تائید مندرجہ ذیل احادیث سے بھی ہوتی ہے۔

۱۔ حدیث میں ہے:

ان لی وزیرین من اھل السماء ووزیرین من اھل الارض فوزیرائی من اھل السماء جبرئیل ومیکائیل ووزیرائی من اھل الارض ابوبکر وعمر رواہ الحاکم عن ابی سعید والحکیم عن ابن عباس رضی اللہ عنہ	بے شک آسمان میں میرے دو وزیر ہیں۔ اور زمین میں بھی۔ آسمانی وزیر جبریل و میکائیل ہیں اور زمین کے ابوبکر و عمر؛
۲۔ ان لکل نبی وزیرین ووزیرائی وصاحبائی ابو بکر و عمر رواہ ابن عساکر عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	ہر نبی علیہ السلام کے دو وزیر ہوتے ہیں میرے دو وزیر اور ساتھی ابو بکر و عمر ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ف: ظاہر ہے کہ وزیر بادشاہ کے ہوتے ہیں۔ ہم تم اگر کہہ دیں کہ ہمارے وزیر ہیں تو ہمیں کون پوچھتا ہے اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً کل کائنات کے شہنشاہ ہیں۔ کیوں نہ ہوں جب کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں کل کائنات کا علی الاطلاق رسول بنایا ہے۔ کما قال علیہ السلام ارسلت الی الخلق کافۃ[1]

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی جامع تقریر: فرماتے ہیں کہ واقعات مذکورہ پر گمان ہرگز نہ کیجیئے کہ

---

[1] اس موضوع کو سمجھنے کے لئے سیدنا اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کی تصنیف لطیف "فقہ شہنشاہ اور سلطنت مصطفیٰ" کا مطالعہ کیجیئے۔

کہ یہ جزئیات ہیں نہیں کیوں کہ ہمارے حضور شافع یوم النشور علیہ السلام کا نام ذرہ ذرہ میں اپنے رب کے اسم پاک کے ساتھ لکھا ہوا ہے جس کو کشف حاصل ہے وہ دیکھ لیتا ہے۔ آنکھوں سے اس کا ہر وقت مشاہدہ کرتا ہے مگر چوں کہ یہ بے چارے اس کے اہل نہیں اسی لیے ان سے یہ راز مخفی ہے، اس کی دلیل قرآن حکیم کی آیت ہے۔ مولی عزوجل اپنے حبیب علیہ السلام کو فرماتا ہے۔

ورفعنا لک ذکرک	اے حبیب کریم ہم نے آپ کے ذکر پاک کو بلند کیا

یعنی ہم نے ہر شئے میں ملک و فلک زمین و آسمان، عرش و فرش، حجر و شجر کی ہر شئے کے اندر آپ کے ذکر کو رکھا ہاں اکثر لوگ اس کے مشاہدہ سے بے خبر ہیں کما قال اللہ تعالیٰ

وان من شیء الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقہون تسبیحہم۔ (شرح شفاء ملا علی قاری صفحہ ۲۳۸ ج ۲)	یعنی کوئی شئے ایسی نہیں جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح اس کی حمد کے ساتھ بجانہ لائے۔ لیکن تم لوگ ان کی تسبیح سے بے خبر ہو۔

اصل عبارت پڑھیے:

والذی یخطر بالبال الفاتر واللہ اعلم بالظواہر والسرائر ان ہذا کلہا کشوفات مکشوفات لاہلہا لا یراہا من لم یستاہلہا وربما یقال ان اسمہ سبحانہ وتعالیٰ ورفعنا لک ذکرک ای جعلنا ذکرنا معک فی کل شیٔ ملک وفلک ربناء وسماء فرش وعرش وحجر و

مدر و شجر و ثمر و نحو ذلك ولكن اكثر الخلق
لا يبصرون تصويرهم و نظير قوله تعالىٰ
وان من شئ الا يسبح بحمده ولكن لا يفقهون
تسبيحهم ۔[1]

کسی نے کیا خوب لکھا ہے

مرغوب ہے کیا صلِ علیٰ نامِ محمد — آنکھوں کی ضیاء، دل کی جلا نامِ محمد
اللہ ری رفعت کہ سرِ عرش خدا نے — اپنے یدِ قدرت سے لکھا نامِ محمد
ہر حور کے سینہ پہ ہر اک شے پہ جناں کی — ہے قدرتِ خالق سے کھدا نامِ محمد
اوراق پہ طوبیٰ کے فرشتوں کی نگہ میں — کس شان سے منقوش ہوا نامِ محمد
تکبیر میں کلموں میں نمازوں میں اذاں میں — ہے نامِ الٰہی سے ملا نامِ محمد

دن حشر کے جنت میں وہ جائے گا بلا ریب
تعظیم سے یاں جس نے لیا نامِ محمد

ہر درد کی دوا ہے نامِ محمد

ذیل میں چند شواہد پیش کرتے ہیں کہ نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر درد کی دوا ہے۔

آدم علیہ السلام کی مشکل حل ہوئی

مواہب لدنیہ میں ہے :-

عن عمر بن الخطاب
قال قال رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

---

[1] (شرح شفاء للملا علی ص ۲۲۸ ج ۲) ترجمہ ص ۱۲۰/۱۲۱ پر لکھا گیا ہے۔

وسلم لما اقترف آدم
الخطیئۃ قال یا رب
اسئلك بحق محمد
لما غفرت لی فقال
الله: یا آدم وکیف
عرفت محمدا ولم
اخلقه؟ قال: یا رب!
لما خلقتنی بیدك
ونفخت فیّ من
روحك رفعت رأسی
فرأیت علیٰ قوائم العرش
مکتوبا لا اله الا الله
محمد رسول الله فعلمت
انك لم تضف الی اسمك
الا احب الخلق الیك
فقال الله تعالیٰ صدقت
یا آدم انه لاحب
الخلق الی واذا
سألتنی بحقه
فقد غفرت لك
ولولا محمد ما

فرمایا کہ جب حضرت آدم
علیہ السلام سے لغزش سرزد
ہوئی تو عرض کی کہ اے
رب! میں محمد (صلی اللہ علیہ
وسلم) کے وسیلے سے سوال
کرتا ہوں کہ مجھے معاف
فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا: اے آدم (علیہ السلام)
تم نے محمد (صلی اللہ علیہ
وسلم) کو کس طرح پہچانا
جب کہ میں نے دنیا میں
ابھی انہیں نہیں بھیجا؟
آدم (علیہ السلام) نے عرض
کی کہ اے رب! تُو نے مجھے
اپنی قدرت سے پیدا کیا اور
مجھ میں رُوح پھونکی تو میں نے
سر اٹھایا کیا دیکھتا ہوں کہ عرش
مجید کے ہر پائے پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
لکھا ہوا ہے۔ اِس سے میں نے
جان لیا کہ تُو نے مخلوق میں محبوب
ترین شخصیت کا نام اپنے

خلقتک۔ (رواہ الحاکم فی المستدرک ص ۶۱۵، ج ۲۔ والبیہقی وقال صحیح الاسناد واقر علیہ امیر الحاج فی الحلیہ والسبکی فی شفاء السقام وابن عساکر۔ ؎

نام کے ساتھ لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! تُو نے سچ کہا ہے بے شک وہ مخلوق میں مجھے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ جب تم نے ان کے وسیلے سے سوال کیا ہے تو میں نے تمھیں معاف کر دیا۔ اگر وہ نہ ہوتے تو تمھیں پیدا نہ کرتا۔

ف: حدیث مذکور سے ثابت ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ کی تشریف آوری سے بھی پہلے وسیلہ بنایا۔

حدیث تحقیق وسیلہ: بعض لوگ اس روایت کو بھی حسبِ عادت ضعیف کہہ کر ٹھکرا دیتے ہیں۔ یہ ان کی بدقسمتی ہے۔ ورنہ جملہ محدثین کو اس روایت کی صحت پر اتفاق ہے جیسا کہ ہم نے سند میں محدثین کے اسماء گنائے ہیں۔

کشتیٔ نوح: معارج میں ہے کہ جب نوح علیہ السلام کشتی تیار کرنے پر مامور ہوئے تو فرمانِ الٰہی پہنچا کہ ایک ہزار ایک سو بیس تختے ترتیب دیجیے اور ہر تختے پر ایک ایک نبی کا نام لکھ دیجیے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے بموجب حکمِ الٰہی تمام تختوں پر انبیاء علیہم السلام کے

؎ وقال سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ والذی تجرد عندی انہ لا ینزل عن درجۃ الحسن۔

نام لکھے۔ صبح اُٹھ کر سب کو محو پایا۔ نہایت حیران و پریشان ہوئے اور پھر دوسرے روز سب کے نام لکھے پھر محو پایا۔ بہت مضطر ہوئے کہ ہر روز محنت رائگاں ہوتی ہے۔ وحی الٰہی آئی حکم ہوا کہ اے نوح (علیہ السلام) ان اسماء کو ہمارے نام سے ابتداء کرو اور ہمارے حبیب علیہ السلام پر ختم کرو۔ یہی نام محو ہونے سے محفوظ رہیں گے۔ اس کے بعد آپ روزانہ کی پریشانی سے بچیں گے۔ چناں چہ حضرت نوح علیہ السلام نے ایسا ہی کیا کہ سب سے پہلے نامِ الٰہی لکھا اور بعد ازاں حضور سید دوجہاں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام منقوش کیا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ نامی منقوش فرما چکے۔ تو ملاء اعلیٰ نے ندا دی

یا نوح الآن قد	یعنی اے نوح (علیہ السلام) اب
تمت سفینتک	آپ کی کشتی تمام اور کامل ہوئی۔

حضرت مولانا جامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں ؎

زجودش گر نگشتے راہ مفتوح
بجودی کے رسیدے کشتیٔ نوح

کشتیٔ نوح کے تمام تختے جوڑ دیئے گئے تو آخر میں صرف چار تختوں کی جگہ باقی رہ گئی تو حضرت جبریل علیہ السلام سے مشورہ کیا کہ ان چار تختوں پر کن اسماء کو لکھا جائے۔ حضرت جبریل نے فرمایا اے شیخ الانبیاء سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چار دوست ہوں گے۔ ان تختوں پر ان کے نام لکھ دیئے جائیں۔ یہ چار نام اسلام کے درخشاں ستارے ہیں۔ ان اسماء کی برکت سے آفاتِ سماوی سے محفوظ رہا جا سکتا ہے چناں چہ حضرت نوح علیہ السلام کی یہ عظیم الشان کشتی انبیاءِ کرام کے اسماءِ گرامی اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

کے ناموں سے معمور ہو گئی۔ ان پاکیزہ ناموں کی برکت سے اس تاریکی طوفان سے نجات پائی۔

ف : اس طرح اگر انسان اللہ تعالیٰ کی محبت اور انبیاء علیہم السلام کی تصدیق سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور چہار صحابہ رسول کی الفت سے آراستہ نہ ہوگا اور اس کے دل پر یہ اسماء نقش نہ ہوں گے تو طوفانِ برزخ سے اپنے آپ کو سلامت نہیں لے جاسکے گا۔

۱: چہ غم خوردیم کہ در دل غم خدا داریم — درون سینہ ہم مہر مصطفےٰ داریم

۲: براہ صدق و صفا میروم تا مقصود — کہ رہنمائے چو یارانِ مصطفےٰ داریم

۳: بذیل رحمتش از مہر این خجستہ فریق — بروز حشر ہمہ دست التجا داریم[1]

حضرت عارف جامی قدس سرہ نے خوب فرمایا ہے

اگر نام محمد را نیاوردے شفیع آدم

نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا!

حضرت یوسف علیہ السلام کو نجات ملی :

حضرت یوسف علیہ السلام کو چاہ کنعان میں بعض غیبی احوال واضح ہوئے چناں چہ درجاتِ جنت حور و قصور دیکھے عرش مجید کو ملائکہ کی نوری جماعتوں کے ساتھ دیکھا۔ عرش کے اردگرد کے ماحول کو ملاحظہ کیا۔ بہت سے ملائکہ کو مشغولِ استغفار پایا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے بارے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے بتایا حضور نبی الرحمۃ و شفیع الامۃ ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے حضور

---

[1] مدارج النبوۃ صـــ ج ۱)

صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے اس مصیبت سے نجات چاہی۔ اللہ تعالیٰ نے
اس نام کی برکت سے کنوئیں میں ایک ایسا درخت پیدا کیا جس کی شاخیں
کناروں کو چھو رہی تھیں۔ میوے پکّے اور یوسف علیہ السلام کی صبر وقناعت
کا ثمرہ بن کر خوراک بنے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ السلام کی برکت سے اس چاہِ
کنعان سے نجات پائی اور حضرت کی دولت اور عزت و منزلت کے مقامات
پر پہنچے۔ [۱]

خلاصۂ بحث: چند ایک مشاہیر انبیاء علیہم السلام اور نمونہ کے
طور پر چند حکایات عرض کی گئی ہیں۔ ورنہ ہر پیغمبر علیہ
السلام اور اُن کی اُمتوں کے اہلِ ایمان نے اپنے درد اور دکھ میں ہمارے حضور
پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو وسیلہ بنایا اور یہی عقیدہ اہلِ حق کا ہے۔ ایسے
ہی صحابۂ کرام سے منقول ہے۔ چناں چہ صحابۂ کرام کے اشعار سنیئے۔

۱۔ حضرت ابنِ جابر رضی اللہ عنہما نے کہا:

اَجَابَ اللّٰہُ آدَمَ اِذَا دَعَاءٗ
وَنَجَا فِیْ بَطْنِ السَّفِیْنَۃِ نُوح

"جب آدم علیہ السلام نے دُعا کی تو اللہ تعالیٰ نے قبول کی اور
نوح علیہ السلام نے کشتی میں نجات پائی۔"

وَمَا ضَرَّتِ النَّارُ الْخَلِیْل لِنُوْرِہٖ
وَمِنْ اَجْلِہٖ فَالَ الْفِدَاءَ ذَبِیْحٌ

"آپ کے نُور کے سبب سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو

---

[۱] معارج النبوۃ ص۱۰ ج۱

کو آگ نے نہ جلایا اور آپ ہی کی برکت سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو فدیہ ملا۔ ؎[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قصیدہ سنیئے۔

وَ مِنْ قَبْلِهَا طِبْتَ فِي الظِّلَالِ وَفِي
مُسْتَوْدَعٍ حَيْثُ يُخْصَفُ الْوَرَقُ

"اس سے پہلے آپ پاک تھے۔ جب کہ آدم علیہ السلام درختوں کے سایہ میں اور امانت گاہ میں پتے لپیٹ رہے تھے!"

ثُمَّ هَبَطْتَ الْبِلَادَ وَلَا بَشَرٌ
أَنْتَ وَلَا مُضْغَةٌ وَلَا عَلَقٌ

"پھر آپ شہروں میں اُترے اور آپ بشر نہ تھے، اور آپ گوشت نہ تھے اور نہ آپ خون بستہ تھے۔"

بَلْ نُطْفَةٌ تَرْكَبُ السَّفِينَ وَقَدْ
أَلْجَمَ نَسْرًا وَأَهْلَهُ الْغَرَقُ

"بلکہ آپ بشری اوصاف میں نہیں آئے تھے جب کہ کشتی میں سوار ہوئے اور نسر نامی بت کو لگام دی گئی اور اُس کے پجاری غرق ہو گئے۔"

مُنْتَقَلٌ مِنْ صَالِبٍ إِلَى رَحِمٍ
إِذَا مَضَى عَالَمٌ بَدَا طَبَقٌ

"اور آپ پشتِ پدر سے شکمِ مادر میں تشریف لاتے تھے۔

---

[1] مواہب لدنیہ جلد ۲ صہ ۳۹۲

جب کہ ایک زمانہ گزرتا تو دوسرا دور شروع ہوتا۔"

وانت لمّا ولدتَ اشرقت
الأرض وضاءت بنورك الافق،

"اور جب آپ پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوئی۔ اور آپ کے نور کی ضیاء سے یہ جہان جگمگا یا۔"!

حتیّٰ احتوی بیتك المهیمن من
خندف علیاء تحتها النطق،

"حتیٰ کہ آپ کی خاندانی شرافت سب کو حاوی ہوگئی عمدہ نسب خندف اور ادنیٰ نسب نطق کو آپ سے شرف ملا۔"

فنحن فی ذلك الضیاء فی النور
وسبیل الرّشاد نخترق،

"پھر ہم اس روشنی میں ہیں اور نور میں ہیں۔ اور ہدایت کے راستہ پر ہم بجلی کی طرح ترقی کر رہے ہیں۔"!

وردتّ نار الخلیل مکتمًا
فی صلبه انت کیف نخترق

"آپ آگ میں اُترے جب کہ ابراہیم علیہ السلام آپ کو اپنے میں امانت دار تھے تو وہ کیوں کر جل سکتے تھے۔" لے

ف: یہ قصیدۂ عباس رضی اللہ عنہ تو ہر محدث اور کتب سیر کے ہر مصنف نے نقل فرمایا ہے۔ یہاں تک کہ ہمار گروہ کے حکیم الامت نے

لے مواہب لدینہ ج ۱ ص ۱۰۵

بھی نشر الطیب میں اور حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی خصائص کبریٰ میں بھی اس کا حوالہ درج کیا ہے۔

مہرِ سلیمان پر نامِ نبی آخر الزماں :

۱۔ اخرج الطبرانی عن عبادة بن الصامت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فص خاتم سلیمان بن داؤد (علیہما السلام) القیٰ الیہ فوضعہ فی خاتمہ وکان نقشہ انا اللہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلیمان علیہ السلام کی انگشتری کے نگینہ پر منقوش تھا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

اور فرمایا

ان فص خاتم سلیمان بن داؤد کان سماویا القیٰ الیہ فوضعہ فی خاتمہ (وکان نقشہ انا اللہ لا الہ الا انا محمد عبدی ورسولی	بے شک سلیمان علیہ السلام کی مہر آسمان سے اُتری جسے انھوں نے اپنی انگشتری میں ڈال رکھا تھا۔ اس پر لا الٰہ انا محمد عبدی و رسولی منقوش تھا۔

سلیمانی سلطنت اور اسم محمدؐ:

اس کی شرح میں علامہ نورالدین حلبی لکھتے ہیں:

"آپ کی سلطنت اور ملکی انتظام کا دارومدار اسی مُہر پر تھا جس کا نتیجہ نکلا کہ وہ سلطنت درحقیقت ہمارے نبیٔ پاک شہِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کی تھی۔"

حضرت سلیمان علیہ السلام کا ادب:

موصوف الصدر تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی اس مہر کو قضائے حاجت اور جماع کے وقت اُتار لیتے تھے۔"

غور کیجئے کہ سلیمان علیہ السلام کو ہمارے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کتنا ادب تھا۔ لیکن افسوس ایک معمولی انسان بدبختی سے ادب کی بجائے خود بھی بے ادب اور اوروں کو بھی بے ادبی کا سبق دیتا ہے۔

برکات کا کیا کہنا:

حضرت موصوف لکھتے ہیں کہ جب سلیمان علیہ السلام کی انگشتری انگلی میں رہتی تو اس وقت وہی کیفیت ہوتی جو سب کو معلوم ہے یعنے کل کائنات زیرِ قبضہ ہے لیکن جب انگشتری اُتار لیتے تو پھر شاہی امور میں تغیّر وتبدل اور معاملات دگرگوں ہوجاتے۔ چناں چہ ہم اس کی تفصیل ابھی لکھتے ہیں۔

۱۔ انس الجلیل میں ہے:۔

"سلیمان علیہ السلام کی مہر پر مکتوب تھا لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریك لہ محمّد عبدہ ورسولہ"[1]

---

[1] سیرۃ حلبی ص ۳۵۴ ج ۱

اور یہ سب کو معلوم ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی تمام روئے زمین پر شاہی تھی اور جن و انس اور چرند و پرند اور پریاں تمام آپ کے زیرِ نگین تھے اور ان سے انگشتری چند روز گم ہوگئی تو وہ شاہی بھی نہ رہی جب انگشتری واپس ہوئی تو پھر وہی راج قائم ہوا جس کا نتیجہ نکلا کہ حقیقۃً شاہی اسمِ گرامی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔

نار بجھ گئی تیرا نام سُن کر :

حضرت الشیخ الامام محمد المہدی الفاسی مطالع المسرات میں لکھتے ہیں کہ :

روی ان قوما من	کہ حفاظ قرآن کی جماعت دوزخ
حملة القرآن	میں داخل ہوگی ان کے دل سے
یدخلون ها فینسهم	اسم گرامی بھلا دیا جائے گا لیکن
الله تعالی اسم محمد	بعد کو حضرت جبرائیل علیہ السلام
صلی الله علیه وسلم	انہیں یاد دلائیں گے تو پھر
حتی ذکرهم	جب وہ حضور علیہ السلام کا
جبرئیل علیه السلام	اسم گرامی زبان پر لائیں گے
فیذ کرونه فتخمد	تو ان پر آگ بجھ جائے گی۔
النار و تیزوی	اس کے بعد انہیں دوزخ
عنهم (ص ۲۹)	سے نکال لیا جائے گا۔

ف : اور یہ حق ہے اس لئے کہ جب ایک کامل مؤمن کے گذر سے آگ کہے گی "جُز یا مومن فان نار عشقك تطفی ناری"۔ نارِ جہنم بجھ سکتی ہے تو اس کے آقا کے نام سے کیوں نہ بجھے۔

ظالم کو محمدؐ کے نام نے مار مٹایا :

ایک پاک نفس کہتا ہے کہ میں

ایک جابر وظالم بادشاہ سے بھاگ کر ایک جنگل میں نکل گیا اور ایک زمین میں چند قدم چل کر ٹھہر گیا اور وہاں ایک خاک کے تودے کو جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مزار فرض کر کے آپ پر ہزار دفعہ درود پڑھ کر کہا الٰہی میں مزار والے کو اپنا سفارشی بنا کر تیری جناب میں پیش کرتا ہوں اور اس کے وسیلے سے التجا کر کے کہتا ہوں کہ تو مجھے بحرمت صلی اللہ علیہ وسلم اس ظالم بادشاہ سے بے خوف اور مطمئن کر دے۔ اسی وقت ایک ہاتف نے زور سے مجھے آواز دی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اچھے سفارشی ہیں اور اگرچہ وہ مسافت کے اعتبار سے بہت دور ہیں مگر منزلت و کرامت سے بہت ہی قریب ہیں جا ہم نے تیرے دشمن کو برباد کر ڈالا میں جو شہر میں واپس گیا تو معلوم ہوا کہ وہ ظالم بادشاہ مر گیا" ۔ [لہ]

ف : اس حکایت سے ثابت ہوا کہ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے اللہ تعالیٰ کو اتنا پیار ہے کہ معمولی سے تعلق کے وسیلہ سے بڑی سے بڑی مشکلیں حل فرماتا ہے لیکن عقیدہ کی پختگی اور خلوص عقیدت لازمی ہے۔

اسم محمدؐ سے ہبل کا سر جھک گیا : [لہ]

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ جب میں نے ان حالات کا مشاہدہ کیا تو میں نے آپ کو مکہ واپس لے جانے کا عزم کیا تاکہ میں امانت سے عہدہ برآ ہو سکوں۔ جب میں عازم مکہ ہوئی تو منادی کو یہ کہتے ہوئے سُنا اے سرزمینِ بطحا تجھے مبارک ہو کہ آج نور و یقین حسن و جمال دین کمال بلندی و اقبال اور عزت و جلال تیری طرف لوٹ رہا ہے اور ابدالآباد تک تمام آلام و مصائب اور کفر و ظلمت مٹ جائیں گے۔ میں اپنی گدھی پر سوار ہوئی اور

لہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے مشاہدات کی فہرست۔

آپ کو مکہ لے گئی۔ راستے میں میں نے ایک جماعت دیکھی جس کے پاس حضور علیہ السلام کو بٹھا دیا اور کسی کام کے لئے ایک طرف چلی گئی۔ اچانک ایک خوف ناک آواز سنائی دی اور میں جلدی سے حضور علیہ السلام کی طرف لوٹی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نظر نہ آئے۔ میں نے پوچھا لوگو! یہاں میرا بچہ تھا کہاں گیا؟ انھوں نے پوچھا کون سا بچہ؟ میں نے کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ابن عبداللہ جسے میں اُن کے دادا کے سپرد کرنے کے لئے لائی تھی۔ کسی نے آپ کا پتا نہ دیا۔ میں اُن کو چھوڑ کر نالہ و فریاد کرتی اور ہائے۔ ہائے محمد کہتی ہوئی اِدھر اُدھر پھر رہی تھی کہ مجھ سے ایک ضعیف و ناتواں آدمی نے کہا اے سعدیہ! میں تمھیں ایک ایسی ہستی بتاؤں جو تجھے تیرے بچے کا پتا بتائے اور واپس بھی کرا دے۔ میں نے کہا: تیرے قربان جاؤں وہ کون سی ہستی ہے؟ وہ کہنے لگا، وہ ہستی ہبل ہے۔ میں نے اُس بوڑھے کے لئے دُعا کی اور کہا شاید تجھے پتا نہیں کہ حضور کی ولادت کی شب تمام بتوں اور خاص کر ہُبل پر کیا گزری۔ وہ کہنے لگا اے سعدیہ! تُو پاگل ہوگئی ہے۔ میں ابھی ہُبل کے پاس جاتا ہوں اور اُس سے درخواست کرتا ہوں کہ تیرا بچہ تجھے دلا دے۔ وہ گیا اور سات بار ہبل کے گرد گھوما اور اُس کے سر پر بوسہ دیا اور کہا اے میرے آقا! قریش تیرے لطف و کرم سے ہمیشہ فیض یاب ہوتے رہے ہیں اس کمزور و ناتواں سعدیہ کا بچہ گم ہوگیا ہے۔ جب وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر مقدور ہو چکی ہے۔ وہ بوڑھا لرزہ بر اندام واپس آگیا اور کہا کہ اے سعدیہ تیرے بیٹے کا پروردگار اسے ضائع نہیں ہونے دے گا حیران نہ ہو اور اُسے خاموشی سے تلاش کر۔

حلیمہ بیان کرتی ہے کہ میں بہت ڈر گئی عبدالمطلب کے پاس جانے سے پہلے حضور کے گم ہونے کی خبر انھیں مل چکی تھی۔ میں نے انھیں تمام قصہ سنایا۔ اُن کو یہ گمان ہوا کہ شاید قریش نے فریب کاری کی ہے۔ آپ نے تلوار سونت لی اور باآواز بلند لے آلِ غالب کہا: تمام لوگ ان کے سامنے جمع ہو گئے اور پھر اُن سے مل کر آپ کو ڈھونڈھنے لگ گئے لیکن کسی جگہ آپ کا نشان نہ ملا۔ حضرت عبدالمطلب نے ان تمام کو رخصت کر دیا اور اکیلے حرمِ مکہ میں آئے۔ سات بار طواف کر کے بارگاہِ ایزدی میں دُعا کی کہ بارِ الٰہا محمدؐ کو لوٹا دے۔ اُسی وقت زمین و آسمان سے ہاتف نے ندا دی کہ اب محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پروردگار اُسے ضائع نہیں ہونے دے گا۔ عبدالمطلب نے پوچھا اے ہاتف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہیں؟ آواز آئی وادیٔ تہامہ میں فلاں درخت کے پاس ہیں۔ عبدالمطلب جلدی سے اُدھر ہو لئے۔ راستہ میں ورقہ بن نوفل مل گئے اور دونوں اس جگہ پہنچ گئے۔ انھوں نے آپ کو ایک درخت کے نیچے ٹہنی سے کھیلتا ہوا پایا۔ عبدالمطلب بولے میرے بیٹے میں تیرا دادا ہوں۔ انھوں نے آپ کو گھوڑے پر بٹھایا اور مکہ لے آئے اور اس کے بعد حلیمہ کو بہت سے انعام و اکرام دے کر روانہ کر کے حضور علیہ السلام کو اپنے گھر لے آئے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض مدحتوں اور منقبتوں میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

من قبلہا طبت فی ظلال وفی

مستودع حیث یخصف الورق

ترجمہ: زمین پر آنے سے پہلے آپؐ جنت کے سایہ میں خوشحال تھے اور نیز ودیعت گاہ میں جہاں جنت کے پتے جوڑے جاتے تھے یعنی آپ اس وقت صلبِ آدم علیہ السلام میں تھے

کشتی کنارے لگی جب تیرا نام لیا:

حاشیہ دلائل الخیرات میں ہے کہ ایک شخص کی کشتی بھنور میں پھنسی تو اس نے درود شریف ذیل بار بار پڑھا اور لفظ "حاء الرحمة" کا تکرار کیا یہاں تک کہ لسے اور اس کی کشتی کو اللہ تعالیٰ نے نجات دی لے

وہ درود شریف یہ ہے۔

اللّٰھم صل علیٰ سیدنا محمدٍ حاءِ الرّحمة ومیمی الملک ودال الدّوام السیّد الکامل الفاتح الخاتم عدد ما فی علمک کائن اوقد کان دائمة بدوام ملک باقیة ببقائک لا منتھیٰ لھا دون علمک۔ انک علیٰ کلّ شیءٍ قدیر

اے اللہ صلوٰۃ بھیج ہمارے سردار حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کی حا ورحمت پر اور دونوں میم ملک کے اور دال دوام کی ہے اس تعداد پر جتنا تیرا علم ہے ہوگا یا ہوا۔ تیرے دوام مطابق ہمیشہ اور تیری بقا تک باقی جس کا کوئی انتہا نہیں تو ہر شئے پر قادر ہے۔

آداب اسم محمدؐ

حضور نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسم گرامی جس سے خود آپ کی ذات مراد ہو اس کے چند آداب ہیں جن کی تفصیل فقیر نے اپنی کتاب " باادب بانصیب " میں لکھے ہیں۔ یہاں پر مختصراً چند ایک کا بیان ضروری ہے۔

آداب ہم نام محمدؐ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جس کا نام محمد ہو:

۱. اُسے نہ مارو۔

۲. اُسے کسی جائز امر سے محروم نہ کرو۔

لے: حاشیہ مولانا عبدالحق الٰہ آبادی۔ مہاجر مکی ص ۱۴۹

ایک اور روایت میں ہے :

۱۔ اُسے گالی نہ دو

۲۔ اُس سے نفرت نہ کرو

۳۔ اُس کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھو

۴۔ اُس کی تعظیم و تکریم کرو

۵۔ کسی بات پہ قسم کھائے تو اس کی قسم کو پورا کرو۔

۶۔ کسی مجلس میں آجائے تو اُسے جگہ دو

۷۔ غصہ کے وقت اس کے منہ پر طمانچہ نہ مارو اس لئے کہ محمد نام کی برکت رکھی گئی ہے جس گھر میں ہو وہ بھی بابرکت ہوتا ہے اور جس مجلس میں آجائے وہ بھی مبارک ہو جاتی ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ :

"تمہیں شرم آنی چاہیئے کہ ادھر اسے یا محمد پکارتے ہو پھر اسے مارتے ہو"

"بے وضو نام محمدؐ نہ لیا" حکایت سلطان محمود غزنوی : حضرت محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہے

کہ ایک وقت غسل خانہ میں کھڑے تھے کسی ضرورت کے تحت ایاز کے بیٹے کو ابن ایاز کے الفاظ سے پکارا۔ بعد از فراغت ایاز حاضر ہوئے عرض کی یا حضرت آج کوئی ناراضگی ہے کہ غلام زادہ کو نام لے کر نہیں بلایا۔ آپ نے فرمایا وجہ یہ تھی کہ مجھے غسل کی ضرورت تھی اور بغیر طہارت کے اس نام کو زبان پر لانا بے ادبی ہے۔ وہ اس لئے کہ ایاز کے بیٹے کا نام محمدؐ تھا۔[1]

---

[1] روح البیان پارہ ۲۲

حضرت سلطان عالم گیرؒ: عالم گیر بادشاہ کا ایک دوست کہتا ہے کہ بادشاہ عالم گیر کا ایک خاص خادم تھا۔ جن کا نام محمد قلی تھا۔ عالم گیر نے ایک بار فقط قلی سے پکارا وہ فوراً دربار میں پانی لے کر حاضر ہوا۔ بادشاہ نے وضو کیا اس وقت نماز کا وقت نہ تھا مصاحب حیران ہوا کہ بادشاہ نے پانی نہیں طلب کیا تھا اور نہ ہی وضوء کا وقت ہے تو یہ کہاں سے سمجھ گیا کہ بادشاہ کو وضوء کے لئے پانی کی ضرورت ہے اُس نے محمد قلی سے دریافت کیا کہ تو کیسے سمجھا۔ اُس نے کہا میرا نام محمد قلی ہے اور غایتِ ادب سے مجھ کو کبھی آدھے نام سے نہیں پکارا ہمیشہ پورا نام لیا کرتے ہیں آج اُنھوں نے محمد کا لفظ چھوڑ دیا۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ بادشاہ اس وقت بے وضوء ہے۔ اس لئے لفظ محمد کو ادب کی وجہ سے زبان پر نہ لایا۔

ف: عالم گیر کا ادب اور ملازم کا فہم دونوں بے نظیر ہیں۔ سلطان محمود کی حکایت سے یہاں زیادہ ادب ملحوظ رکھا گیا ہے۔ سبحان اللہ کیسے وہ بادشاہ تھے اور کیسے وہ ملازم تھے اور کیا شان و شوکت تھی اور کیا ہی ادب کے مشغلے تھے۔ آج ہم بھی ہیں اور ہمارے اُمراء حکام افسوس کہ آج بڑے علامہ اور امام وقت کہلانے والے خدا کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب سے خالی ہیں۔ جب وہ ان کا نام لیں گے تو ایسے معلوم ہوگا کہ گویا وہ کسی اپنے رشتہ دار کی بات کر رہے ہیں۔ حال آنکہ اسلاف کا عقیدہ تو یوں ہے۔ ؎

ہزار بار بشویم دہن از مشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن بے ادبی است [1]

---

[1] ہزار بار میں … اپنے مُنہ کو کستوری اور گلاب سے دھوؤں تب بھی آپ کا نام زبان پر لانا بہت بڑی بے ادبی ہے

علامہ اقبال مرحوم :

مولوی عطاء اللہ شاہ بخاری احراری نے کہا کہ علامہ اقبال مرحوم جب حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ذکر ہوتا یا ان سے متعلق کلام پڑھا جاتا تو چہرہ اشک بار ہو جاتا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ذکر ہمیشہ باوضو شخص سے سنتے اور خود ان کا نام بھی باوضو ہو کر لیتے تھے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذکر پر اس طرح روتے جس طرح ایک معصوم بچہ ماں کے بغیر روتا ہے۔ [۱]

بے ادب گستاخ :

یہ تھے باادب رعایا و بادشاہ لیکن آج ایسے بے ادب، علماء کہلوانے والے پیدا ہو گئے کہ فتویٰ صادر فرما دیا کہ بحالتِ جنابت بھی درود شریف پڑھنا جائز ہے۔ [۲] کاش تعزیراتِ اسلام کا اجراء ہوتا اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جیسے غیور۔ اسلام نافذ کرنے والے زندہ ہوتے تب میں ان مفتیوں کو دیکھتا کہ ایسے فتاویٰ صادر کرتے۔ آزادی کا دور ہے جسے جو جی میں آئے کہہ دے۔ ورنہ وہ خداوندِ قدوس جو اپنے محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسے مقامات پر بھی نام لینے کو گوارا نہیں کرتا جہاں قہر و غضب یا کسرِ شان یا مقامِ نجاست ہو مثلاً ذبح کے وقت، چھینک اور انگڑائی کے وقت، اور حمام و پاخانہ وغیرہ وغیرہ۔

لیکن یہ ہیں کہ آج کل کے مفتی از مفت کہ فتویٰ جڑ دیا کہ جنابت کے وقت درود پڑھنا جائز ہے۔ اتنا شرم بھی نہیں کہ درود شریف فی الفور بارگاہِ رسالت میں پہنچ کر فوراً ایجاب از رسول اور خدا ہوتا ہے۔ لیکن مجبور ہیں ایسے

---

[۱] ہفت روزہ "لولاک" فیصل آباد ص۱۹ [۲] فتاویٰ ثنائیہ ص۳۵۶-۳۵۷ ج۱

بد بخت مفتی کیوں کہ عشقِ رسول سے محروم ہیں۔ کسی نے فرمایا ہے

بے عشقِ محمّد جو پڑھتے ہیں بخاری
بُخار آتا ہے اُن کو بخاری نہیں آتی

قرآن مجید نے ادب سکھایا :

جیسا کہ ہم نے کہا کہ حضور نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سادے لفظوں میں لینا ممنوع ہے ایسے اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھایا ہے کما قال اللہ تعالیٰ :

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا [۱]

رسول کا پکارنا آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

(جیسے کہتے ہو اے زید، اے عمرو بلکہ یوں ارشاد کرو۔ یا رسول اللہ یا نبی اللہ۔ یا سید المرسلین ، یا خاتم النبیین یا شفیع المذنبین۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

شانِ نزول :

سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

کانوا یقولون یا محمد یا ابو القاسم فنہاھم اللہ عن ذلک اعظاماً لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا یا نبی اللہ یا رسول اللہ

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یا محمد یا ابو القاسم کہہ کر پکارتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعظیم کو اس سے نہی فرمائی۔

---

[۱] پارہ ۱۸ سورۃ النور۔ آخری رکوع۔

دوسری روایت: امام بیہقی علقمہ سے روایت کرتے ہیں کہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے کہ یا محمد نہ کہو بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہو۔ اسی طرح امام قتادہ اپنے اُستاد انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں اور مفسرین کے آیت مذکورہ میں تین اقوال نقل کیے ہیں۔ پہلا یہی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف نام لینا ممنوع ہے بلکہ اسم گرامی کے ساتھ بہترین القابات ضروری نہیں۔ چناں چہ مفسرین اور محدثین کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ تفسیر جامع البیان صفحہ ۳۰ میں ہے:

"لاتدعوا باسمہ کما یدعوا بعضکم بعضاً فقولوا یا نبی اللہ یا رسول اللہ۔"

تفسیر قادری ترجمہ حسینی تحت آیت لکھتے ہیں:

"تم رسول کو اس طرح نہ پکارو جس طرح ایک دوسرے کو فقط نام لے کر پکارتے ہو بلکہ چاہیئے کہ تعظیم کے ساتھ پکارا کرو جیسے یا رسول اللہ یا نبی اللہ۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو قرآن میں نام لے کر پکارا اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے تعظیم و تکریم کے ساتھ خطاب کیا اور یہ قاعدہ آپ کی زندگی مبارکہ سے خاص نہ تھا بلکہ آپ کے وصال کے بعد بھی جاری ہے۔ چناں چہ شیخ رملی قدس سرہٗ نے فرمایا فتمل ندائہٗ بعد وفاتہٖ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لے کر نداء کرنے کی ممانعت کا حکم وفات کے بعد بھی باقی ہے۔"[۱]

---

[۱] جواہر البحار صفحہ ۲۷۶

اس کے بعد فرمایا:

اما لو قال یا محمد ن	یعنے ہاں اگر اسم گرامی کے
الشفاعة او الوسیلة	ساتھ ایسے صفات ہوں
اونحوھا مما یقتضی	جو کہ آپ کی تعظیم و توقیر
تعظیمہٗ فلا مجرم[1]	کے مقتضی ہوں تو پھر جائز و
	حلال ہے جیسے یا محمدؐ الوسیلۃ

جیسے اور بھی صفات ہوں جیسا کہ اس نداء کرنے کی تحریم کی علت اللہ عزاسمہ کا یہ ارشاد ہے۔

لا تجعلوا دعاء الرسول	رسول کے پکارنے کو آپس
بینکم کدعاء بعضکم	میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم
بعضا	میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نداء بالاسم کی حرمت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ مذکورہ طریقہ سے نداء کرتے ہیں ترک تعظیم ہے جب کہ ہمارے بیان کردہ مسئلہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرتِ تعظیم جیسا کہ امام نووی قدس سرہٗ نے اپنی تالیف میں فرمایا:

خلاصہ کلام یہ ہے: حضور تاجدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سادہ لفظوں میں لینا مکروہ ہے

خواہ حرفِ نداء کے ساتھ ہو جیسے کہا جائے (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا۔ یا حرفِ نداء کے ساتھ جیسے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی میں یا بعد از وصال۔

اس سے دو گروہ غلطی پر ہیں۔

---

[1] لباب النقول السیوطی وجواہر البحار للنبھانی۔

۱۔ جہال اور عوام جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی بلا القاب کہتے ہیں اور اگر حرفِ نداء کرتے ہیں تو یا محمد سے بلکہ ان پر لازم ہے کہ یا رسول اللہ کہیں۔

۲۔ دوسرے وہابی، نجدی، دیوبندی، کانگرسی، مودودی، نیچری اور اُن کے ہم نوا کہ نداء کو تو وہ سرے سے حرام سمجھتے ہیں اور ایسے بھی حضور علیہ السلام کا نام لیتے ہیں تو سادہ لفظوں میں۔

علماء محدثین نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد الوفات بھی نداء کرنا جائز ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری اور بعد الوفات دونوں زمانوں میں لفظ یا کے ساتھ حضور کو پکارنا خود حضور علیہ السلام کے اپنے ارشاد کے مطابق ہے۔ جو شخص اس کا منکر ہوگا، وہ ارشادِ رسول کا معاند اور منکرِ حدیث قرار پائے گا۔

وہابی چور حدیث خور: مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے ابن ماجہ شریف کی روایت منقولہ بالا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین فرمائی ہوئی دعا کے الفاظ میں سے "یا محمد انی قد توجھت بک الی ربی" کے الفاظ نکال دیئے۔ اور اپنی کتاب "مناجاتِ مقبول" صہ ۱۱ مطبوعہ اصح المطابع بقول شخصے "عذرِ گناہ بدتر از گناہ" یہ لکھ دیا کہ:

اختصرتہ لان	یعنی میں نے (صیغہ خطاب کی
النداء الوارد	تمام عبارت نکال کر) اس حدیث
فیہ لا دلیل	کو اس لئے مختصر کر دیا کہ اس
علیٰ بقائہ	حدیث میں (یا محمدؐ کے الفاظ) جو
بعد حیاتہ	نداء اور خطاب کے الفاظ وارد

علیہ السلام ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کے بعد ان کے باقی رہنے کی کوئی دلیل نہیں۔

جواب ۱: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بہ نفسِ نفیس یہ الفاظ تلقین فرمائے تو اب صیغۂ ندا و خطاب کا ہونا اصل قرار پاگیا اور قاعدہ ہے کہ اصل اپنی بقاء میں قابلِ دلیل نہیں ہوتی، بلکہ عدمِ بقا خلافِ اصل ہونے کے باعث محتاجِ دلیل ہوگا۔ تھانوی صاحب کا "اصل" کو محتاجِ دلیل قرار دینا علم و عقل کی روشنی میں انتہائی تعجب انگیز ہے۔

جواب ۲: عہدِ خلافتِ عثمانیہ میں حضرت عثمٰن بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک حاجت مند کو یہی دعاء بصیغۂ نداء و خطاب تلقین کرنا بروایت طبرانی ثابت ہے۔ اس سے بڑھ کر بقاء اور نداء پر کیا دلیل ہو سکتی ہے؟

سوال: اُس وقت کے مسلمان خوش عقیدہ تھے، اس زمانہ میں فسادِ عقیدہ امر مشاہد ہے لہٰذا حفاظتِ عوام کے لئے صیغۂ نداء کو خلاف کرنا ضروری ہے؟

جواب: اسے کہتے ہیں عذرِ گناہ بدتر از گناہ۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا، کہ تشہد سے بھی السلام علیک ایہا النبی کو حذف کر دینا ضروری ہے۔ تھانوی صاحب نہ معلوم کس موڈ میں لکھ گئے۔ اُنھوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ ابنِ ماجہ والی دُعا تو کبھی کوئی مسلمان پڑھتا ہوگا لیکن السلام علیک ایہا النبی تو ہر مسلمان شب و روز نماز میں پڑھتا ہے۔ حفاظتِ عوام کے لئے تو نماز سے صیغۂ نداء کا حذف کرنا سب سے زیادہ ضروری تھا جب نماز میں اس کا باقی رہنا محتاجِ دلیل نہیں تو دُعاءِ حاجت میں اس کی بقاء کیوں کر

محتاجِ دلیل ہو سکتی ہے؟

چھوٹے میاں سبحان اللہ!

جس گروہ کے حکیم الامت نے صحیح حدیث سے یارسول اللہ خارج کرنے کی جرأت کی ہے اب اس گروہ کے مجاہدین کٹ مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ جب کسی نیک چہرے سے یارسول اللہ کی آواز سنتے ہیں بلکہ اب مساجد تو اس لفظ سے پہچانی جاتی ہیں اسی لئے ہمارے اہلِ سنت نے ہر اذان سے پہلے اور بعد کو "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" کہلوانے کا شعار بنایا تاکہ امتیاز ہو کہ یہ مسجد اہل سنت کی ہے اگر نہیں پڑھا تو سمجھیئے یہ مسجد فضلائے دیوبند اور علمائے نجد کی ہے۔

بلکہ محمد بن عبدالوہاب نجدی نے تو ایک حافظ صاحب کو اسی لئے شہید کرا دیا کہ اس نے اذان کے بعد درود شریف کیوں پڑھا۔ ان کا بھی منصوبہ یہی ہے لیکن بے چارے مجبور ہیں۔ ان کا بس چلے تو یارسول اللہ کہنے والوں کو کچا کھا جائیں۔

---

[1] اس کے علاوہ اور جوابات و دیگر تفصیل فقیر کے رسالہ "ندائے یارسول اللہ" میں دیکھیے۔

آداب محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضور نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک کو پڑھنے سننے اور لکھنے کے متعلق بہت سے آداب ضرور یہ فقیر نے گذشتہ اوراق میں لکھ دیئے۔ چند مخصوص آداب کا لکھنا یہاں ضروری ہے تاکہ خوش بختوں کے عمل و ادب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اضافہ اور بے ادبوں کو عبرت ہو۔

سیّدنا: یاد رہے کہ بعض لوگ منکر ہیں کہ درود شریف یا ویسے بھی سیدنا کا اضافہ مکروہ ہے لیکن ہمارے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کے ساتھ شروع میں "سیّدنا" کا لفظ بڑھا دینا مستحب ہے۔ در مختار میں لکھا ہے کہ "سیدنا" کا بڑھا دینا مستحب ہے اس لئے کہ ایسی چیز کی زیادتی جو واقعہ میں ہو وہ عین ادب ہے جیسا کہ رملی شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ وغیرہ نے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سید ہونا ایک امر واقعی ہے لہذا اس کے بڑھانے میں کوئی اشکال نہیں بلکہ ادب یہی ہے۔

سوال: مخالفین کہتے ہیں ہمارا انکار حدیث سے ثابت ہے وہ یہ کہ ابو داؤد شریف میں ایک صحابی ابو مطرف رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ میں ایک وفد کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا

اَنْتَ سَیِّدُنَا آپ ہمارے سردار ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

السید اللہ — (حقیقی) سیّد تو اللہ ہی ہے۔

جواب ۱: بالکل صحیح ہے۔ یقیناً حقیقی سیادت اور کمالِ سیادت اللہ ہی کے لئے ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر سیدنا کا پڑھانا ناجائز ہے۔ بالخصوص جب کہ خود حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد جیسا کہ مشکوٰۃ میں بروایۃ شیخین (بخاری و مسلم) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ

انا سید الناس یوم القیمة (الحدیث) — بروزِ قیامت میں لوگوں کا سردار ہوں گا۔

مسلم کی روایت ہے۔

انا سید ولد ادم یوم القیمة — میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا۔

نیز بروایتِ ترمذی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے۔

انا سید وُلد ادم یوم القیمة ولا فخر — میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور کوئی فخر کی بات نہیں۔

جواب ۲: مخالف نے جس حدیثِ ابوداؤد کو پیش کیا اس سے کمالِ سیادت مراد ہے جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ مسکین وہ نہیں جس کو ایک ایک دو دو لقمے دربدر پھراتے ہوں بلکہ مسکین وہ ہے جس کے پاس

نہ وسعت ہو نہ وہ لوگوں سے سوال کرے۔

اسی طرح مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ تم پچھاڑنے والا کس کو سمجھتے ہو (یعنی وہ پہلوان جو دوسرے کو زیر کر دے) صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کو سمجھتے ہیں جس کو کوئی دوسرا پچھاڑ نہ سکے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پہلوان نہیں بلکہ پچھاڑنے والا (یعنی پہلوان) وہ ہے جو غصہ کے وقت میں اپنے نفس پر قابو پائے۔ اسی حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سوال بھی نقل کیا گیا کہ تم رقوب یعنی لاولد کس کو کہتے ہو؟ صحابہ نے عرض کیا کہ جس کی اولاد نہ ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لاولد نہیں بلکہ لاولد وہ ہے جس نے کسی چھوٹی اولاد کو ذخیرۂ آخرت نہ بنایا ہو (یعنی اس کے کسی معصوم بچہ کی موت نہ ہوئی ہو) اب ظاہر ہے کہ جو مسکین بھیک مانگتا ہے اس کو مسکین کہنا کون ناجائز کہہ دے گا۔ اسی طرح جو پہلوان لوگوں کو پچھاڑ دیتا ہو لیکن اپنے غصہ پر اس کو قابو نہ ہو وہ تو بہر حال پہلوان ہی کہلائے گا۔ اسی طرح سے ابوداؤد شریف میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا قصہ نقل کیا ہے کہ انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر مہرِ نبوت دیکھ کر یہ درخواست کی تھی کہ آپ کی پشتِ مبارک پر یہ جو ابھرا ہوا گوشت ہے مجھے دکھلائیے کہ میں اس کا علاج کر دوں کیوں کہ میں طبیب ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طبیب تو اللہ تعالیٰ شانہٗ ہی ہیں جس نے اس کو پیدا کیا الی آخر القصہ اب ظاہر ہے کہ اس حدیث پاک سے معالجوں کو طبیب کہنا کون حرام کہہ دے گا بلکہ صاحبِ مجمع نے تو یہ کہا ہے کہ اللہ کے ناموں میں سے طبیب نہیں ہے۔ بہت کثرت سے

یہ مضمون ملے گا کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مواقع میں کمال کے اعتبار سے نفی فرمائی ہے۔

جواب ۳ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ علامہ مجد الدین رحمۃ اللہ صاحب قاموس نے لکھا ہے کہ بہت سے لوگ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کہتے ہیں کہ نماز میں تو ظاہر ہے کہ نہ کہنا چاہیئے۔ نماز کے علاوہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر انکار کیا تھا جس نے آپ کو سیدنا سے خطاب کیا تھا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار احتمال رکھتا ہے کہ تواضع ہو یا منہ پر تعریف کرنے کو پسند نہ کیا ہو یا اس وجہ سے کہ یہ زمانۂ جاہلیت کا دستور تھا یا اس وجہ سے کہ انھوں نے مبالغہ بہت کیا۔ چناں چہ انھوں نے کہا تھا کہ آپ ہمارے سردار ہیں، آپ ہمارے باپ ہیں آپ ہم سے فضیلت میں بہت زیادہ بڑھے ہوئے ہیں، آپ ہم پر بخشش کرنے میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں اور آپ جفنۃ الغراء ہیں۔ یہ بھی زمانۂ جاہلیت کا ایک مشہور مقولہ ہے کہ وہ اپنے اس سردار کو جو بڑا کھلانے والا ہو اور بڑے بڑے پیالوں میں لوگوں کو دُنبوں کی چکتی اور گھی سے لب ریز پیالوں میں کھلاتا ہو اور آپ ایسے ہیں، تو ان سب باتوں کے مجموعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا تھا اور فرمایا تھا، کہ شیطان تم کو مبالغہ میں نہ ڈال دے۔ حال آنکہ صحیح حدیث میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ثابت ہے۔ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ کہ میں اولادِ آدم کا سردار ہوں۔ نیز حضور

ف یہ ان کا اپنا خیال ہے ورنہ فقہائے احناف استحباب کے قائل ہیں۔ اس کی تحقیق آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

کا قول ثابت ہے اپنے نواسہ حسن رضی اللہ عنہ کے لئے ابنی ھذا سید میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ اسی طرح سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کی قوم کو یہ کہنا قوموا الی سیدکم کہ کھڑے ہو جاؤ اپنے سردار کے لئے اور امام نسائی کی کتاب "عمل الیوم واللیلۃ" میں حضرت سہل بن حنیف رحمہ اللہ کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو یا سیدی کے ساتھ خطاب کرنا وارد ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے درود میں اللّٰھم صلّ علیٰ سید المرسلین کا لفظ وارد ہے ان سب امور میں دلالت واضحہ ہے اور روشن دلائل ہیں اس لفظ کے جواب میں اور جو اس کا انکار کرے وہ محتاج ہے اس بات کا کہ کوئی دلیل قائم کرے علاوہ اس کے۔

جواب ۴: حدیث مذکور سے دعویٰ صحیح نہیں اس لئے کہ اس میں احتمالات مذکورہ ہونے کی وجہ سے اس کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا اس لئے کہ علم مناظرہ کا مشہور قاعدہ ہے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال

جواب ۵: مانا کہ کمال سیادت اللہ ہی کے لئے ہے لیکن کوئی دلیل ایسی نہیں جس کی وجہ سے اس کا اطلاق غیر اللہ پر ناجائز معلوم ہوتا ہو۔ قرآن پاک میں حضرت یحییٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں سیداً وحصوراً کا لفظ وارد ہے۔ بخاری شریف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد منقول ہے وہ فرمایا کرتے تھے۔

ابوبکر سیدنا واعتق	ابوبکر ہمارے سردار ہیں اور
سیدنا یعنی بلالاً	ہمارے سردار یعنی بلال کو آزاد کیا

علامہ عینی شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

نے انصار کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں قوموا الیٰ سید کم یعنی اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ، کہا تو اس سے استدلال کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص سیدی اور مولائی کہے تو اس کو نہیں روکا جائے گا اس لئے کہ سیادت کا مرجع اور مآل اپنے ماتحتوں پر بڑائی ہے اور ان کے لئے حُسنِ تدبیر، اسی لئے خاوند کو سید کہا جاتا ہے۔ جب قرآن پاک میں اَلْفَیَا سَیِّدَهَا فرمایا، حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی شخص نے پوچھا تھا کہ کیا کوئی شخص مدینہ منورہ میں اس کو مکروہ سمجھتا ہے کہ اپنے سردار کو یا سیدی کہے انہوں نے فرمایا کوئی نہیں۔

جواب ۶ : مخالفین کو امام المحدثین حضرت امام بخاری رحمہ اللہ پر اعتماد ہے انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد من سَیِّدُکُمْ سے بھی استدلال کیا ہے جو ایک حدیث کا ٹکڑا ہے جس کو خود امام بخاری نے ادب المفرد میں ذکر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو سلمہ سے پوچھا:

مَنْ سَیِّدُکُمْ — کہ تمہارا سردار کون ہے؟

انھوں نے عرض کیا جد بن قیس۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بل سیدکم عمرو بن جُمُوح — بلکہ تمہارا سردار عمرو بن جموح ہے۔

نیز اذا نصح العبدُ سَیِّدَہٗ [۱] مشہور حدیث ہے جو صحابہ کرام سے حدیث کی اکثر کتابوں بخاری شریف وغیرہ میں مذکور ہے۔ نیز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بخاری شریف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ کوئی شخص اَطْعِمْ رَبَّکَ وَضِّئْ رَبَّکَ [۲]

---

[۱] جب غلام اپنے آقا کی خیر خواہی کرے۔ [۲] اپنے رب کو طعام کھلا اور اپنے رب کو وضو کرا۔

نہ کہے یعنی اپنے آقا کو رب کے لفظ سے تعبیر نہ کرے وَلْیَقُلْ سَیِّدِیْ وَمَوْلَایَ بلکہ یوں کہے کہ میرا سید اور میرا مولیٰ۔ یہ تو سید اور مولیٰ کہنے کا حکم صاف ہے۔

مولانا : ہم اہل سنت نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر عموماً درود شریف میں خصوصاً **مولانا** لکھتے پڑھتے ہیں مخالفین کو اس سے بھی انکار ہے کہتے ہیں کہ حدیث شریف میں ہے کہ غزوۂ احد میں ابوسفیان کو جواب دیتے ہوئے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اللّٰہُ مولانا ولا مولیٰ لکم وارد ہے اور قرآن پاک میں سورۂ محمد میں ذٰلک بانّ اللہ مولی الذین اٰمنوا وانّ الکٰفرین لا مولیٰ لھم ہے۔

جواب : اس سے غیر اللہ پر لفظ مولا کے اطلاق کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔ یہاں بھی کمالِ ولایت مراد ہے کہ حقیقی مولا وہی پاک ذات ہے جیسا کہ اللہ جل شانہٗ نے ارشاد فرمایا

مالکم من دون اللہ من ولیّ ولا نصیر

تمہارے لئے اللہ کے سوا نہ کوئی ولی ہے نہ کوئی مددگار

اور دوسری جگہ ارشاد ہے واللّٰہُ ولیُّ المؤمنین اور بخاری شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے من ترک کلّاً او ضیاعاً فانا ولیّہٗ۔ یہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آپ کو ولی بتایا ہے۔ ابھی بخاری شریف کی حدیث سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ولیقل سیّدِیْ وَمَوْلَایَ گذر چکا ہے کہ اپنے آقا کو سیدی و مولائی کہا کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد و مولیٰ

القوم من انفسہم مشہور ہے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے ولکل جعلنا موالی مما ترک الوالدان (الآیۃ) اور حدیث و فقہ کی کتاب النکاح تو کتاب الاولیاء سے پُر ہے اور مشکوٰۃ شریف میں بروایت شیخین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اَنتَ اخُونا و مولانا وارد ہے۔ نیز بروایت مسند احمد و ترمذی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے۔

من کنت مولاہ فعلیؓ مولاہٗ — یعنی جس کا میں مولیٰ ہوں علی اس کے مولیٰ ہیں۔

یہ حدیث مشہور ہے۔ متعدد صحابہ کرام سے نقل کی گئی ہے۔ ملا علی قاریؒ اس حدیث کی شرح میں نہایہ سے لکھتے ہیں کہ مولیٰ کا اطلاق بہت سے معنی پر آتا ہے جیسے رب اور مالک، سید اور منعم یعنی احسان کرنے والا، اور معتق یعنی غلام آزاد کرنے والا اور ناصر (مددگار)، محب اور تابع، پڑوسی اور چچازاد بھائی اور حلیف وغیرہ وغیرہ بہت سے معنی گنوائے ہیں۔ اس لئے سب کے مناسب معنی مراد ہوں گے۔ جہاں اللہُ مَولانا و لا مولا لکم وارد ہوا ہے وہاں رب کے معنی میں ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک پر آیا ہے جیسا کہ مَنْ کنت مولاہُ فعلیؓ مولاہُ وہاں ناصر اور مددگار کے معنی میں ہے۔ ملا علی قاریؒ نے اس حدیث کا شانِ ورود یہ لکھا کہ حضرت اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے یہ کہہ دیا تھا کہ تم میرے مولیٰ نہیں ہو، میرے مولیٰ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ میں جس کا مولیٰ ہوں علی اس کے مولیٰ ہیں۔

جوابؔ : علامہ رازیؒ سورۂ محمد کی آیتِ شریفہ **وَاَنَّ الکٰفِرِینَ لَا مَولٰی لَھُم** کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر یہ اشکال کیا جائے کہ آیتِ بالا اور دوسری آیتِ شریفہ **ثُمَّ رُدُّوا اِلَی اللہِ مَولٰھُمُ الحَقِّ** میں کس طرح جمع کیا جائے تو یہ کہا جائے گا کہ مولیٰ کے کئی معنی آتے ہیں۔ سردار، ربّ، مددگار۔ پس جس جگہ یہ کہا گیا ہے کہ کوئی مولیٰ نہیں ہے وہاں یہ مراد ہے کہ کوئی مددگار نہیں اور جس جگہ **مولٰھُمُ الحَقّ** کہا گیا ہے وہاں ان کا رب اور مالک مراد ہے۔

صاحبِ جلالین نے سورۂ انعام کی آیت **مولٰھُمُ الحَقّ** کی تفسیر مالک کے ساتھ کی ہے اس پر صاحبِ جمل لکھتے ہیں کہ مالک کے ساتھ تفسیر اس واسطے کی گئی ہے کہ آیتِ شریفہ مومن اور کافر دونوں کے بارے میں وارد ہوئی ہے اور دوسری آیت یعنی سورۂ محمد میں " **اَنَّ الکٰفِرِینَ لَا مَولٰی لَھُم** وارد ہوا ہے۔ ان دونوں میں جمع اس طرح پر ہے کہ مولیٰ سے مراد پہلی آیت میں مالک، خالق اور معبود ہے اور دوسری آیت میں مددگار، لہٰذا کوئی تعارض نہیں رہا۔ اس کے علاوہ بہت سی وجوہ اس بات پر دال ہیں کہ مولانا جب رب اور مالک کے معنی میں استعمال ہو تو وہ مخصوص ہے اللہ جل شانہٗ کے ساتھ لیکن جب سردار اور اس جیسے دوسرے معنی میں مستعمل ہو تو اس کا نہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بلکہ ہر بڑے پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد غلاموں کے بارے میں گذر چکا ہے کہ وہ اپنے آقا کو سیدی و مولائی کے لفظ سے پکارا کریں۔ ملا علی قاریؒ نے بروایتِ احمد حضرت رباح سے نقل کیا ہے کہ ایک جماعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کوفہ میں آئی۔ انھوں نے آکر عرض

کیا۔ السلام علیک یا مولانا! حضرت علی نے فرمایا میں تمہارا مولی کیسے ہوں تم عرب ہو۔ انھوں نے عرض کیا۔ ہم نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔

من کنت مولاہ فعلی مولاہ — میں جس کا مولیٰ ہوں علی اس کے مولیٰ ہیں۔

جب وہ جماعت جانے لگی تو میں ان کے پیچھے لگا اور میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ تو مجھے بتایا گیا کہ یہ انصار کی جماعت ہے۔ جس میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

مسئلہ: فتح الباری شرح بخاری میں امام ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مولیٰ کا اطلاق سید کے بہ نسبت **اقرب الی عدم الکراھۃ** ہے۔ اس لیے کہ سید کا لفظ تو اعلیٰ پر ہی بولا جاتا ہے لیکن مولیٰ تو اعلیٰ اور اسفل ہر دونوں پر مستعمل ہوتا ہے۔

لطیفہ: حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سینکڑوں سال پہلے ایسے "اغبیاء" (سفہاء الاحلام) کی غیبی خبر دی تھی۔ اس کا ظہور ان اغبیاء سے واضح طور ہوا ہے کہ یہ لوگ اعلیٰ القاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (بالخصوص سیدنا وغیرہ کے لئے روادار نہیں چناں چہ فتاویٰ ستاریہ (ص ۲۹ ج ۳) میں ہے کہ عوام میں جو الفاظ مروج ہیں مثلاً **اللھم صل علی سیدنا ومولانا وحامینا** وغیرہ یہ قطعاً ثابت نہیں الخ۔ اور پھر جوش میں آجائیں تو نہرو جیسے خبیث کو ....

انتباہ: اذان میں "سیدنا" "محمداً" سے پہلے اور "صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" "محمداً رسول اللہ" کے بعد بڑھانا مکروہ ہے۔ ہمارے بعض صاحبان

نے سیدنا کا اضافہ کیا تو ہم سب نے اسے بدعتِ سیئہ قرار دے کر ٹھکرا دیا۔

ایسے ہی : کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" میں سیدنا اول میں اور آخر میں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اضافہ ناجائز ہے اس لئے کہ ان مقامات میں اضافۂ کلمات کا جزبن جانے کا احتمال ہے۔

اذان واقامت کے علاوہ نام سن کر انگوٹھا چومنا : حضرت مولانا محمد عبد الغفار حنفی دہلوی نے رسالہ نور العینین مطبوعہ دہلی مجتبائی ص۱۷ میں لکھا :

"اگر کوئی مسلمان وقتِ غلبۂ حال وجاذبۂ ذوق وشوقِ قلبی خارج اذان کے نام مبارک حبیبِ کبریا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سن کر بوسہ دے تو وہ بھی مستوجب ملامت ومنع نہیں ہو سکتا کیوں کہ یہ عملِ بزرگ حضرت آدم (علیہ السلام) سے جنت میں واقع ہوا تھا وہ خارجِ اذان سے تھا"

فقیر اویسی غفرلہٗ کہتا ہے :

"کہ چوں کہ خارجِ صلوٰۃ انگوٹھے چومنے سے اظہارِ محبت و عقیدت اور تعظیم وتکریم سرکار کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطلوب ہے۔ اسی لئے بہ حکم "نیۃ المؤمن خیر من عملہ" اجر وثواب پائے گا۔"

بد مذاہب : بد مذاہب مثلاً وہابی، دیوبندی، شیعہ کی اذان سن کر انگوٹھے چومنے کے بجائے درود شریف

ف اس کی مزید بحث فقیر نے اپنے رسالہ "القول الاسلم" میں لکھ دی ہے۔

پڑھنا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ کے اسمار گرامی سن کر جل جلالہٗ کہنا ہوگا کیوں کہ انگوٹھے چومنے سے اذان کی اجابت مطلوب ہے اور جب بد مذاہب کی اذان ہی نہیں بلکہ وہ محض ایک آواز ہے فلہذا اجابت کیسی[1]

ہاں اگر انگوٹھے چومنے والے کی نیت محض تعظیم و تکریم اور اظہار عقیدت و محبت ہو تو کوئی حرج نہیں۔

سیّدنا و مولانا: بعض حضرات حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے سادہ الفاظ سے بولتے ہیں۔ گویا وہ اپنے کسی رشتہ دار کا نام لے رہے ہیں حالانکہ سادہ لفظوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسمِ گرامی لینا بے ادبی اور گستاخی ہے بلکہ اس سے پہلے سیدنا و مولانا کا اضافہ ضروری ہے۔

افسوس کہ وہ جب اپنے کسی بڑے مولوی لیڈر کا نام لیں گے تو ڈیڑھ گز القاب پہلے لگائیں گے مثلاً قطب العالم، قاسم العلوم والخیرات، شیخ الاسلام والمسلمین، حضرت مولانا وغیرہ وغیرہ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو امام الانبیاء والمرسلین ہیں ان کے لئے خود بھی نہیں کہتے اگر ہم غریب اظہارِ عقیدت کے طور کچھ جائز القاب بڑھاتے ہیں تو ہمیں بدعتی، مشرک نامعلوم کیا کیا کہتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعلیٰ القاب پر طعن و تشنیع کرتے ہیں اسی لئے "درود تاج شریف" انہیں ہر وقت چبھتا ہے۔ کیوں کہ اس میں نہایت اعلیٰ اور پیارے پیارے القاب مذکور ہیں[2]

---

[1] کذا قال امام اہلسنت فاضل بریلوی رحمہ اللہ [2] فقیر کی شرح ضوء السراج فی شرح درود تاج ملاحظہ ہو۔

محدثین کا ادب:

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسمِ گرامی کی تعظیم وتکریم محدثین کرام وفقہاء عظام کو اتنا مرغوب ہے وہ فرماتے ہیں جن درودوں میں لفظ " سیدنا " نہیں وہاں درود شریف پڑھنے والا خود بڑھا لے یہاں تک کہ دلائل الخیرات شریف پڑھنے والوں کو جب شیخ الدلائل اجازت بخشتے ہیں تو ساتھ تاکید فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسمِ گرامی سے پہلے سیدنا وغیرہ بڑھا کر نام لینا ایسے ہی ہر اسم پاک سے پہلے سیدنا اور بعد کو درود شریف پڑھنا چاہیئے۔

القاب بڑھانے کی دلیل:

اگر ہمارے ہاں تصریح نہ بھی ہوتی تب بھی ہمارے لئے روا تھا کہ ہم اپنے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن القاب کے لائق ہیں ان کے ساتھ ملقب کرنے میں حق بجانب تھے لیکن الحمد للہ ہمیں اس کی تشریح حدیث سے ملی ہے جسے صاحبِ نسیم الریاض مطبوعہ مصر ص ۴۸۳ ج ۲ میں ابنِ ماجہ وبیہقی ودیلمی ودارقطنی سے نقل فرماتے ہیں کہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ

اذا صلیتم علیہ ای صلی اللہ علیہ وسلم فاحسنوا الصلوٰۃ علیہ

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو تو بہت اچھے صیغوں سے بھیجو۔

سوال: جب حضور علیہ السلام نے درود میں سیدنا نہیں بڑھایا اور نہ بڑھانے کا حکم فرمایا تو پھر تم کون لگتے ہو اضافہ کرنے والے؟

جواب: حدیث مذکور کی شرح میں صاحب نسیم الریاض فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنے اسم شریف پر تواضع سے لفظ سیدنا ترک فرمایا ہے مگر دوسروں کے لئے مستحب ہے کہ لفظ مذکور بڑھائیں۔ کیوں کہ آپ کو ارشاد باری تعالیٰ کا کہ مومنوں کے لئے تواضع کریں۔ لقولہ تعالیٰ واخفض جناحک لمن اتبعک من المؤمنین اور تفسیر بیضاوی وغیرہا میں واخفض بمعنے تواضع ہے حال آنکہ آپ سید الرسل و جمیع اولاد آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اپنی ارفع و اعلیٰ شان کے باوجود آپ اپنے لئے جتنا ہی تواضع و انکساری آپ کو بجتا ہے اس سے کسی نالائق امتی کو لائق نہیں کہ وہ آپ کی تواضع و انکساری کے پیش نظر آپ کو اسی طرح سمجھے یا کہے۔ یہ ایسے ہے جیسے کوئی بہت بڑا آدمی یا استاد یا بزرگ اپنی تحریر و تقریر میں اپنا سادہ نام استعمال کرے اس کے بعد اس کے متعلق اس کی وہی تحریر و تقریر نقل کریں گے تو کیا وہ بھی وہی الفاظ اسی طرح دہرائیں گے یا ادب کریں گے۔ تو یہاں بھی اسی طرح سمجھیئے۔

سوال: صحابہ و تابعین و تبع تابعین وغیرہم کیوں اللھم صل علیٰ محمد الخ بغیر لفظ سیّد لکھتے رہے ؟

جواب: بعض روایات سے خود حضور علیہ السلام سے سیدنا کا اضافہ ثابت ہے چناں چہ

ا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو کوئی صلی اللہ علیٰ سیّدنا محمد کا ورد کرے تو اس کی برکت سے اس کے دشمن بھی دوست بن جاتے ہیں اور قسم ہے حق تعالیٰ کی کہ اس سے لوگ محبت اس لئے کریں گے کہ وہ حق تعالیٰ کا محبوب ہوگا۔ اسی طرح دوسری روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے مالک بن نویرہ کو صرف اسی لئے قتل کیا کہ وہ بات بات ہیں "رسول اللہ" صلی اللہ علیہ وسلم کو "صاحبکم" کے لقب سے یاد کرتا، حال آنکہ یہ قرآن مجید میں ہے "وما ضل صاحبکم وما غوٰی" وغیرہ وغیرہ[1] یا پھر کسی سخت سزا میں مبتلا فرماتے۔[2]

فقہاء کرام کے ادب و تعظیم کا کمال :

فقہاء کرام کا ادب و تعظیم قابلِ تحسین و صد آفرین ہے کہ انھوں نے نماز جیسی عبادت کی ادائیگی میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمِ گرامی کے ساتھ سیّدنا کا اضافہ مستحب قرار دیا ہے چناں چہ در کتاب در مختار ورد المختار مطبوعہ عثمانی ص ۰۷، ہم ج ا پر فرماتے ہیں۔

"الندب السیادة لان زیادة الاخبار بالواقع عین سلوک الادب فھو افضل من ترکه ذکره الرملی الشافعی وغیرہ ومالا تسودونی فی الصلوٰة فکذب درالمختار قوله ذکره الرملی الشافعی ای فی شرحه علی منھا جھا النووی و نصه وافضل الاتیان بلفظ السیادة کما قال ابن ظھیرة وصرح به

---

[1] روح البیان [2] تفصیلی بحث فقیر کی کتاب "با ادب بانصیب بے ادب بے نصیب" میں ملاحظہ ہو۔

جمع وبه افتی الشارح لان فیه بما امرنا ہ
وزیادۃ الاخبار بالواقع الذی ھو ادب فہو
افضل من ترکه وان تردد فی افضلیته
الاسنوی واما حدیث لاتسیدونی فی
الصلوٰۃ فباطل لا اصل له کما قال بعض متاخری
الحفاظ وقول الطوسی انها مبطلة غلطا ہ
واعتراض بان ھذا مخالف لمذھبنا کما مرقول
الامام من انه لوزاد فی التشھد لیست منه
نعم ینبغی علی ھذا یوم ذکرھا واشھد ان
محمدا عبدہ ورسوله انه یاتی بھا مع
ابراھیم علیه السلام۔

لفظ سیدنا افضل ہے۔ یعنی نماز کے درود شریف میں
اللّٰھم صل علی سیدنا محمد کہنا افضل ہے جیسا کہ ابن ظہیرہ نے کہا
اور فقہاء کی ایک جماعت نے اس کی تصریح نہیں کی، اور اسی کے مطابق
شارح صاحب درمختار نے بھی فتویٰ دیا۔ کیوں کہ اس میں اس چیز کا لانا ہے
جس کا ہمیں حکم دیا گیا ہے (یعنی حضور کی تعظیم و تکریم) اور زیادہ اخبار ہے۔ اُس
واقع کی، جو عین ادب ہے۔ لہذا اس کا کہنا افضل ہے اس کے ترک سے۔

ف: نماز بالاتفاق عبادت ہے اور اس عبادت میں لفظ سیدنا کی
زیادۃ فقہاء کے نزدیک افضل ہے۔ فقہاء کرام کی اس تصریح سے واضح ہوا
کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کے پیشِ نظر سادہ الفاظ میں
آپ کا اسمِ گرامی لینا بے ادبوں اور گستاخوں کا کام ہے۔

مودودی کی گستاخیاں شمار سے باہر ہیں

مودودی بھی مان گیا: لیکن کبھی وہ اپنے قلم سے دانستہ یانادانستہ ایسی باتیں لکھ جاتا ہے جس سے اس کی اپنی جماعت اسلامی بھی انگشت بدنداں رہ جاتی ہے اور پھر وہ اس کے ایسے بیانات کو ایسا چھپاتے ہیں کہ گویا انہیں خطرہ محسوس ہوتا ہے کہ کوئی یہ نہ کہہ دے کہ مودودی بریلوی ہوگیا۔

فقیر یہاں پر اس کے قلم سے ایک بیان نقل کرتا ہے جو اس نے اپنے رسالہ "ترجمان القرآن" کے مارچ ۱۹۷۵ء مطابق ۱۳۹۵ھ کے کالم رسائل ومسائل صہ ۳۸ تا صہ ۴۱ میں ایک سوال کے جواب میں لکھا۔

پہلا سوال تو اس کی اپنی تفسیر تفہیم القرآن کے متعلق تھا دوسرا ہمارے موضوع کے مطابق ہے۔ ہم اسے لفظ بہ لفظ بلا کم وکاست یہاں درج کرتے ہیں۔

نماز میں دُرود

سوال: آپ نے "خطبات" میں نماز کی تشریح کرتے ہوئے جو درود درج کیا ہے اس میں سیدنا ومولانا کے الفاظ مسنون وماثور درود سے زائد ہیں۔ احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو درود منقول ہوا ہے اس میں یہ الفاظ نہیں پائے جاتے۔ ایک عالم دین نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ مسنون درود سے زائد ان الفاظ کو نماز میں پڑھنا مکروہ ہے۔ آپ کے پاس اس کے لئے کیا وجہ جواز ہے؟

جواب: اس اضافے کو جو بزرگ مکروہ قرار دیتے ہیں وہ غالباً مسئلے کی نوعیت سے اچھی طرح واقف نہیں ہیں۔ اس کو سمجھنے کے لئے

ہے کہ تشہد کے پورے مسئلے کی تحقیق کی جائے۔

تشہد کے متعلق صحیح ترین روایت وہ ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہوئی ہے۔ اس کو بیس سے زیادہ سندوں کے ساتھ محدثین نے نقل کیا ہے، اور تمام راویوں نے التحیات سے لے کر عبدہ ورسولہ تک پوری عبارت یکساں نقل کی ہے، کسی روایت کے الفاظ دوسری روایت کے الفاظ سے مختلف نہیں ہیں۔ اس کے باوجود یہ فیصلہ نہیں کردیا گیا کہ نماز میں صرف یہی تشہد پڑھا جائے۔ امام شافعی رحمہ اللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کے تشہد کو، اور امام مالک رحمۃ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے تشہد کو افضل قرار دیتے ہیں، حالانکہ ان کے الفاظ باہم بھی مختلف ہیں اور ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی مختلف۔ ان کے علاوہ تشہد کی بہت سی مختلف عبارتیں حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت علی، حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت عائشہ، حضرت سمرہ بن جُندب، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت ابو حمید، حضرت ابوبکر، حضرت حسین بن علی، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت انس بن مالک، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابو سعید خدری اور دوسرے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے احادیث میں روایت ہوئی ہیں۔ ان میں سے جس تشہد کو بھی آدمی پڑھے اس کی نماز صحیح ہو جاتی ہے۔ ابنِ عبدالبر اور ابنِ تیمیہ کہتے ہیں کہ یہ مباح میں اختلاف ہے، یعنی ان مختلف تشہدات میں سے کوئی بھی غیر مباح نہیں ہے۔ ابنِ حجر کہتے ہیں کہ علماء کی ایک بڑی جماعت ہر اُس تشہد کے پڑھنے کو جائز قرار دیتی ہے جو احادیث سے ثابت ہو۔

لیکن بات صرف یہیں تک نہیں رہتی کہ جو تشہدات حدیث

سے ثابت ہیں اُن میں سے کسی ایک کو پڑھ لینا جائز ہے بلکہ اس سے آگے بڑھ کر ایک جلیل القدر صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تشہد کی ایک عبارت خود نقل کرتے ہیں اور پھر فرماتے ہیں کہ میں نے اس میں دو جگہ اضافہ کیا ہے یہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابو داؤد اور دارقطنی میں ان کا یہ ارشاد موجود ہے کہ السلام علیك ایها النبی ورحمة الله کے بعد میں نے وبرکاتہ کا، اور اشهد ان لا اله الا الله کے بعد وحدہٗ لا شریك له کا اضافہ کر دیا۔ مگر یہ بات میرے علم میں نہیں ہے کہ کسی نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اس فعل کو قابلِ اعتراض ٹھیرایا ہو۔

اب رہا تشہد کے بعد کا مضمون، تو اس کے متعلق سب سے پہلے یہ جان لینا چاہیئے کہ اس کا پڑھنا سرے سے لازم ہی نہیں ہے۔ ابو داؤد، مُسند احمد، ترمذی اور دارقطنی میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدہ ورسولہ تک تشہد کی تعلیم دینے کے بعد فرمایا

اذا قلت هذا (او قضیت هذا) فقد قضیت صلوتك، ان شئت ان تقوم فقم وان شئت ان تقعد فاقعد	جب تم نے یہ پڑھ لیا، یا اس کو پورا کر لیا، تو تم اپنی نماز سے فارغ ہو گئے۔ اس کے بعد اُٹھ جانا چاہو تو اُٹھ جاؤ، اور بیٹھنا چاہو تو بیٹھے رہو۔

یہ ارشاد اس باب میں بالکل صریح ہے کہ عبدہ ورسولہ پر نماز مکمل ہو جاتی ہے اس کے بعد آدمی کچھ نہ پڑھے تب بھی اس کی نماز میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا، اور دُرود و دعا تشہد میں داخل نہیں ہے بلکہ اس سے زائد ایک چیز ہے۔

اس زائد چیز کا پڑھنا یقیناً مستحب ہے، لیکن اس کے لئے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی عبارت مخصوص نہیں کی ہے جس کے الفاظ مقرر ہوں اور ان میں کوئی کمی بیشی جائز نہ ہو۔ بخاری و مسلم اور مُسندِ احمد میں حضرت عبداللہ بن مسعود کی جو روایت منقول ہوئی ہے اس میں تشہد کی عبارت بیان کرنے کے بعد وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ ثمّ یتخیّر من المسألۃ ماشاء "پھر آدمی جو دُعا چاہے مانگے"۔

مُسندِ احمد اور نسائی کی ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے الفاظ یہ ہیں کہ

ثم لیتخیر احدکم من الدعاء اعجبہ الیہ فلیدع بہ ربہ عزوجل	پھر تم میں سے ایک شخص کوئی دعاء انتخاب کرلے جو اُسے سب سے زیادہ پسند ہو، اور وہی اپنے رب عزیز و جلیل سے مانگ لے۔

اسی سے ملتے جلتے الفاظ بخاری اور ابو داؤد کی روایات میں آئے ہیں۔ ان ارشادات سے یہ بات صاف ظاہر ہو رہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو پسند فرماتے ہیں کہ تشہد کے بعد آدمی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے (جس میں درود شامل ہے کیوں کہ وہ بھی ایک دُعا ہے)، لیکن اس کے الفاظ کا انتخاب خود دُعا مانگنے والے پر چھوڑ دیتے ہیں۔

اب درود شریف کے مسئلے کو لیجئے۔ معترض کا کہنا یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس کے جو الفاظ ماثور ہیں ان میں کوئی کمی بیشی کرنا مکروہ ہے۔ لیکن کیا واقعی فقہاء کے درمیان یہ مسئلہ متفق علیہ ہے؟

امام ابوبکر بن مسعود کاشانی، جن کی کتاب بدائع الصنائع فقہ حنفی کی معتبر ترین کتابوں میں شمار رہتی ہے، اس مسئلے پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں

ولا یکرہ ان یقول	اور درود میں وارحم محمداً
فیہا وارحم محمداً	کہنا اکثر اکابر علماء کے
عند عامۃ المشائخ	نزدیک مکروہ نہیں ہے
وبعضہم کرھوا ذلک	اور بعض اسے مکروہ کہتے ہیں
....والصحیح انہ	....مگر صحیح یہ ہے کہ وہ
لایکرہ	مکروہ نہیں۔"

اور درود میں سیدنا کا لفظ بڑھانے کے متعلق مشہور شافعی فقیہ شمس الدین الرملی، جو چھوٹے شافعی کہلاتے تھے، اپنی کتاب نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج میں لکھتے ہیں۔

والافضل الایتان	اور افضل یہ ہے کہ (درود میں)
بلفظ السیادۃ ....لان	لفظ سیادت لایا جائے...
فیہ الایتان بما	کیوں کہ یہ ایسی چیز کا لانا ہے جس
اُمرنا بہ وزیادۃ الاخبار	کے لئے ہم مامور ہیں اور اس
بالواقع الذی ھو	میں اس امر واقعی کا مزید بیان
ادب، فھو افضل من	ہے جو ادب ہے، لہٰذا اس
ترکہ	کو چھوڑنے سے اس کا ادا کرنا افضل ہے۔

صرف درود ہی نہیں، تشہد تک میں شوافع نے لفظ "سیدنا" کے اضافے کو نہ صرف جائز رکھا ہے بلکہ اسی پر ان کا عمل بھی ہے۔ چناں چہ الفقہ علی المذاہب

الاربعہ میں شافعی مذہب کا جو تشہد درج کیا گیا ہے وہ ان الفاظ پر ختم ہوتا ہے
واشھد ان سیدنا محمدا رسول اللہ، حال آنکہ ابن عباس کے جس
تشہد کو امام شافعی نے اختیار کیا ہے اس میں لفظ سیدنا نہیں پایا جاتا۔

علامہ ابن عابدین شامی کی کتاب ردالمحتار فقہ حنفی کی مستند کتابوں
میں سے ہے۔ اس میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رحمت کی دعا
کے بارے میں لکھتے ہیں کہ بعض علماء نے اللھم ارحم محمدا کہنے کو ناجائز کہا
ہے اور بعض نے اسے جائز قرار دیا ہے، اور اسی دوسرے قول کو امام سرخسی نے
ترجیح دی ہے۔ پھر درود میں لفظ سیدنا کے استعمال پر گفتگو کرتے ہوئے
لکھتے ہیں کہ اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ ہمارے (یعنی حنفیہ کے) مسلک
کے خلاف ہے اور اس کی دلیل یہ دی جاتی ہے کہ امام ابوحنیفہ نے تشہد
میں کمی بیشی کو مکروہ قرار دیا ہے۔ لیکن یہ اعتراض کمزور ہے۔

کیوں کہ درود تشہد پر زائد ایک چیز ہے، اس میں شامل نہیں ہے
اگر کوئی شخص تشہد میں اشھد ان سیدنا محمدا عبدہ ورسولہ
کہے تو یہ ضرور مکروہ ہے، لیکن تشہد کے بعد جو درود پڑھا جاتا ہے اس میں
یہ لفظ بڑھایا جا سکتا ہے۔

اس بحث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نماز میں جو درود پڑھا
جاتا ہے اس کا درود کے ماثور الفاظ ہی میں پڑھا جانا لازم نہیں ہے، اور
ان ماثور الفاظ میں کمی بیشی کی جا سکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر درود میں اللھم
ارحم محمدا اور اللھم صل علی سیدنا محمد کہنا مکروہ نہیں ہے
تو سیدنا کے ساتھ مولانا کہہ دینے میں کراہت کی کیا معقول وجہ ہو سکتی
ہے؟

تبصرہ اُویسی : یہ مودودی وہی ہے کہ بے ادبی کرنے پر آجائے تو نبی علیہ السلام کو ان پڑھ، چرواہا اور موسیٰ علیہ السلام کو ملنگ کہہ دے اور موج میں آجائے تو نماز میں سیدنا کے اضافہ کو دلائل سے ثابت کر دے۔

؎ عجب رنگ ہیں زمانے کے

اسمِ محمّد پر دُرودِ شریف پڑھنا

ہمارے دَور میں عوام میں کم اہلِ علم میں زیادہ بالخصوص واعظین، مقررین اور بے ادب جماعتوں کی عادت بن گئی ہے کہ وہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ گرامی کے بعد دُرود شریف تو پڑھتے ہی نہیں اگر پڑھتے ہیں تو کبھی کبھی، حال آنکہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ گرامی کو پڑھنے، سننے اور لکھنے کے بعد دُرود شریف پڑھنا ضروری ہے۔ بلکہ نہ پڑھنے اور نہ لکھنے پر سخت وعیدیں وارد ہیں۔ ہم پہلے درود شریف کے فوائد بیان کرتے ہیں تاکہ اس مرض کے بیمار اپنی بیماری کا احساس کر کے اپنے علاج کا سوچیں۔

درود شریف کے بارے میں روایات کثرت سے ہیں۔ ان کا احصا بھی دشوار ہے۔ یہاں پر ہم صرف درود شریف کے متعلق چند فوائد و برکات پر اکتفا کرتے ہیں۔

فوائد و برکات درُود شریف

اگر ایک بھی فضیلت نہ ہوتی تب بھی حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہ واتباع وبارک وسلم کے اُمت پر اس قدر احسانات ہیں کہ ان کا شمار ہو سکتا ہے

اور نہ ان کی حق ادائیگی ہوسکتی ہے۔ اس بنا پر جتنا بھی زیادہ سے زیادہ درُود پاک میں رطب اللسان رہتا کم تھا۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف وکرم سے اس حق ادائیگی کے اوپر بھی سینکڑوں اجر و ثواب اور احسانات فرما دیئے۔

۲۔ درُود شریف کے ثواب میں اللہ جل شانہ بندے پر درود بھیجتا ہے۔

۳۔ درود شریف پڑھنے والے پر فرشتے درود بھیجتے ہیں۔

۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُس پر خود درود بھیجتے ہیں۔

۵۔ درود شریف پڑھنے والوں کی خطائیں معاف اور ان کے اعمال کو پاکیزہ بنا دیا جاتا ہے۔

۶۔ اُن کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

۷۔ اُن کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

۸۔ خود درود مغفرت طلب کرتا ہے۔

۹۔ درود پڑھنے والے کے نامۂ اعمال میں ایک قیراط کے برابر ثواب لکھا جاتا ہے اور قیراط بھی وہ جو اُحد پہاڑ کے برابر ہو۔

۱۰۔ اُس کے اعمال کو ایک بڑی ترازو میں تولا جاتا ہے۔

۱۱۔ جو شخص اپنی ساری دعاؤں کو درود بنا دے اُس کے دنیا و آخرت کے سارے کاموں کی کفایت ہوتی ہے۔

۱۲۔ اس کا ثواب غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ ہوتا ہے۔

۱۳۔ اس کے پڑھنے کی وجہ سے خطرات سے نجات حاصل ہوتی ہے۔

۱۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اس کے لئے شاہد و گواہ بنتے ہیں۔

۱۵۔ آپ کی شفاعت اُس کے لئے واجب ہوتی ہے۔

۱۶۔ اللہ کی رضا اور اس کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

۱۷۔ اس کی ناراضگی سے امن حاصل ہوتا ہے۔

۱۸۔ قیامت کے دن عرش کا سایہ نصیب ہوگا۔

۱۹۔ اعمال کے تلنے کے وقت نیک اعمال کا پلڑا بھاری ہوگا۔

۲۰۔ حوضِ کوثر پر حاضری نصیب ہوگی۔

۲۱۔ قیامت کے دن کی پیاس سے امن نصیب ہوگا۔

۲۲۔ جہنم کی آگ سے خلاصی نصیب ہوگی۔

۲۳۔ پل صراط پر سے سہولت سے گذر ہوگا۔

۲۴۔ مرنے سے پہلے اپنا مقرب ٹھکانا جنت میں دیکھ لے گا۔

۲۵۔ جنت میں بہت ساری بیبیاں ملیں گی۔

۲۶۔ اس کا ثواب بیس جہادوں سے زیادہ ہوگا۔

۲۷۔ نادار کے لئے صدقہ کے قائم مقام ہوگا۔

۲۸۔ درود شریف زکوٰۃ اور طہارت ہے اور اس کی وجہ سے مال میں برکت ہوتی ہے۔

۲۹۔ اس کی برکت سے ۱۰۰ حاجتیں بلکہ اس سے بھی زیادہ پوری ہوتی ہیں۔

۳۰۔ عبادت تو ہے ہی اور اعمال میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے۔

۳۱۔ مجالس کے لئے زینت ہے۔

۳۲۔ فقر اور تنگی معیشت کو دُور کرتا ہے۔

۳۳۔ اس کے ذریعہ سے اسبابِ خیر تلاش کئے جاتے ہیں۔

۳۴۔ درود پڑھنے والا قیامت کے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب ہوگا۔

۳۵۔ اس کی برکات سے خود درود شریف پڑھنے والا اور اس کے بیٹے اور پوتے متنفع ہوتے ہیں۔

۳۶۔ وہ بھی متنفع ہوتا ہے جس کو درود شریف کا ایصالِ ثواب کیا جائے۔

۳۷۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تقرب حاصل ہوتا ہے۔

۳۸۔ دشمنوں پر غلبہ حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

۳۹۔ دلوں کو نفاق اور زنگ سے پاک کرتا ہے۔

۴۰۔ لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا ہونے کا ذریعہ ہے۔

۴۱۔ خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا ذریعہ ہے۔

۴۲۔ اس کا پڑھنے والا اس سے محفوظ رہتا ہے کہ لوگ اس کی غیبت کریں۔

۴۳۔ دین و دنیا دونوں میں سب سے زیادہ نفع دینے والا عمل ہے۔ درود شریف بہت بابرکت اعمال میں سے ہے۔

۴۴۔ افضل ترین اعمال میں سے ہے۔

۴۵۔ دین و دنیا دونوں میں سب سے زیادہ نفع دینے والا عمل ہے۔

۴۶۔ درود شریف پڑھنے کا ایک عظیم اور کامل فائدہ یہ ہے کہ اس کا نام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوتا ہے۔

اعلیٰ فائدہ: ان فوائد و ثمرات میں سب سے بڑا فائدہ اور فضیلت یہ ہے کہ درود و سلام پیش کرنے والے کو نبی رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفسِ نفیس جواب سے مشرف فرماتے ہیں۔

نام محمد کہنا: نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب بھی زبان سے نکلے تو معاً درود شریف پڑھنا چاہیئے۔

نام محمد سننا: سننے والا جب بھی یہ اسم پاک سنے تو بھی درود شریف پڑھے۔ پڑھنے اور سننے پر درود شریف پڑھنے کے بے شمار فوائد اور فضائل ہیں۔ ان کی تفصیل کا یہاں موقعہ نہیں خلاصہ کے طور پر چند فوائد اوپر مذکور ہو چکے ہیں۔

مسئلہ: درود شریف پڑھنا خواہ آہستہ ہو یا جہر سے ہر طرح صحیح ہے۔

ازالۂ وہم: بعض جُہّال جہر سے درود شریف پڑھنے کو ناجائز کہہ دیتے ہیں یہ ان کی نبوت دشمنی کا ثبوت ہے ورنہ صاحب روح البیان نے لکھا ہے کہ

"احادیث میں وارد ہے کہ درود شریف پڑھتے ہوئے آواز بلند کرو اس لئے کہ بالجہر درود شریف پڑھنے سے قلب کی روحانی بیماریوں سے شفا نصیب ہوتی ہے۔"[1]

نام سن کر درود شریف پڑھنا ضروری ہے: ذیل میں چند روایات ان غافلوں کے لئے ہیں جو حضور علیہ السلام کے نام کو سُن کر درود شریف نہیں پڑھتے۔

عن کعب بن عجرۃ قال	حضرت کعب بن عجرۃ رضی اللہ
قال رسول اللہ صلی اللہ	عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ
علیہ وسلم احضروا	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] روح البیان صـ۲۳۳ ج ۷

المنبر فحضرنا فلما
ارتقی درجة قال
امین ثم ارتقی الثانیة
فقال امین ثم ارتقی
الثالثة فقال امین
فلما نزل قلنا
یا رسول الله قد سمعنا
منك الیوم شیئًا
ما كنا نسمعه فقال
ان جبرئیل عرض
لی فقال بعد من
ادرك رمضان فلم
یُغفرله قلت امین
فلما رقیت الثانیة
قال بعد من ذکرت
عنده فلم یصلّ
علیك فقلت امین
فلما رقیت
الثالثة قال
بعد من
ادرك ابویه

ارشاد فرمایا کہ منبر کے قریب
ہو جاؤ۔ ہم لوگ حاضر ہو گئے
جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے پہلے درجہ پر قدم مبارک
رکھا تو فرمایا آمین۔ جب
دوسرے پر قدم رکھا تو پھر
فرمایا آمین۔ جب تیسرے
پر قدم رکھا تو پھر فرمایا آمین
جب آپ خطبہ سے فارغ
ہو کر نیچے اُترے تو ہم نے
عرض کیا کہ ہم نے آج آپ سے
منبر پر چڑھتے ہوئے ایسی
بات سنی جو پہلے کبھی نہیں سُنی
آپ نے ارشاد فرمایا کہ اُس
وقت جبرئیل علیہ السلام میرے
سامنے آئے تھے جب پہلے
درجہ پر میں نے قدم رکھا تو
انھوں نے فرمایا ہلاک ہو
جائے وہ شخص جس نے رمضان
مبارک کا مہینہ پایا پھر بھی اُس
کی مغفرت نہ ہوئی۔ میں نے کہا

الكبر عنده احدهما فلم
ليد خلاه الجنة
قلت امين

آمین۔ پھر جب میں دوسرے
درجہ پر چڑھا تو انھوں نے کہا
ہلاک ہو جائے وہ شخص جس کے
سامنے آپ کا ذکر مبارک ہو
اور دُرود نہ بھیجے۔ میں نے کہا
آمین۔ جب میں تیسرے درجے
پر چڑھا تو انھوں نے کہا ہلاک
ہو وہ شخص جس کے سامنے اس
کے والدین یا اُن میں سے کوئی
بڑھاپے کو پاویں اور وہ اُس کو
جنت میں داخل نہ کرائیں میں نے
کہا آمین۔

عن علی رضی اللہ
عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال البخیل
من ذکرت عندہ
یصل علی (رواہ النسائی
والبخاری تاریخہ
والترمذی وغیرھم
بسط طرق السخاوی)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے
کہ بخیل ہے وہ شخص جس
کے سامنے میرا ذکر کیا
جاوے اور وہ مجھ پر درود
نہ بھیجے۔

ف: علامہ سخاوی رحؒ نے کیا ہی اچھا شعر نقل کیا ہے۔

من لم یصل علیه ان ذکر اسمه
فھو البخیل وزدہ وصف جبان

"جو شخص حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف نہ بھیجے جس وقت کہ حضورِ اقدس کا نامِ پاک ذکر کیا جارہا ہو۔ پس وہ پکا بخیل ہے اور اتنا اضافہ اُس پر کہ وہ بُزدل و نامرد ہے"

ان کے علاوہ اور بھی وعیدیں احادیثِ مبارکہ میں وارد ہیں۔ بخوفِ طوالت انھی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ بخوفِ طوالت انھی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ مزید تفصیل فقیر کے رسالہ فضائلِ دُرود میں پڑھیئے

نامِ مبارک محمدؐ لکھنے پر درود شریف

اس موضوع پر فقیر نے ایک رسالہ لکھا ہے بنام "القول الاسلم فی کراھۃ صلعم" المعروف "کراھۃ صلعم"۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب نامِ نامی اسمِ گرامی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لکھا جائے تو ساتھ ہی درود شریف لکھنا چاہیئے۔

محدثین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے یہاں اس مسئلہ میں انتہائی تشدد ہے کہ حدیثِ پاک لکھتے ہوئے کوئی ایسا لفظ نہ لکھا جائے جو استاذ سے نہ سنا ہو حتیٰ کہ اگر لفظ استاذ سے غلط سنا ہو تو اس کو بھی یہ حضرات نقل میں بعینہٖ اسی طرح لکھنا ضروری سمجھتے ہیں، جس طرح اُستاذ سے سُنا ہے۔ اس کو صحیح کر کے لکھنے کی اجازت نہیں دیتے۔ اسی طرح اگر توضیح کے طور پر کسی لفظ کے اضافہ کی ضرورت سمجھتے ہیں تو اس کو استاذ کے کلام سے ممتاز کر کے لکھنا ضروری

سمجھتے ہیں، تاکہ یہ شبہ نہ ہو کہ یہ
لفظ بھی استاذ نے کہا تھا۔ اس سب کے باوجود جملہ حضرات محدثین اس کی تصریح فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی آئے تو درود شریف لکھنا چاہیئے اگرچہ استاذ کی کتاب میں نہ ہو۔

محدثین نے فرمایا:

(۱) امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم شریف کے مقدمہ میں اس کی تصریح کی ہے۔

۲۔ اسی طرح امام نووی تقریب میں۔

۳۔ علامہ سیوطی اس کی شرح میں لکھتے ہیں۔ ضروری ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کے وقت زبان کو اور انگلیوں کو درود شریف کے ساتھ جمع کرے یعنی زبان سے درود شریف پڑھے اور انگلیوں سے لکھے بھی اور اس میں اصل کتاب کا اتباع نہ کرے۔

۴۔ علامہ فاسی نے فرمایا کہ

والکتاب یشمل التالیف والرسالة وغیرھما	یعنی کتاب کا لفظ عام ہے رسالہ ہو یا کوئی دیگر تالیف وتحریر

۵۔ امام کتانی فرماتے ہیں۔

سمعت بعض مشائخی یذکر انه یشترط فی الثواب المذکور التلفظ باللفظ فی حال الکتابة	میں نے بعض اساتذہ سے سنا کہ ثواب اس وقت نصیب ہوگا جب درود شریف لکھنے کے بعد زبان سے بھی پڑھے۔

۶۔ علامہ سخاویؒ قولِ بدیع میں لکھتے ہیں کہ جیسا کہ تم حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ نامی لیتے ہوئے زبان سے درود پڑھتے ہو، اسی طرح نامِ مبارک لکھتے ہوئے اپنی انگلیوں سے بھی درود شریف لکھا کرو۔ اس میں بہت بڑا ثواب ہے اور یہ ایک ایسی فضیلت ہے جس کے ساتھ علمِ حدیث لکھنے والے کامیاب ہوتے ہیں۔ علماء نے اس بات کو مستحب بتایا ہے کہ اگر تحریر میں بار بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام آئے تو بار بار درود شریف لکھے اور پورا درود لکھے اور کاہلوں اور جاہلوں کی طرح سے صلعم وغیرہ کے الفاظ کے ساتھ اشارہ پر قناعت نہ کرے۔ اس بارے میں چند احادیث حاضر ہیں۔

۱۔ قال النبی صلی اللہ علیہ	حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
وسلم من صلی علیّ فی	فرمایا جو شخص مجھ پر درود بھیجے
کتاب لم تزل الملائکۃ	کسی کتاب میں ہمیشہ فرشتے
تصلی علیہ ما دام اسمی	اس پر درود بھیجتے رہیں گے جب
فی ذالک الکتاب [۱]	تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا

۲۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرا نام تحریر کرے اور اس کے درود و سلام لکھے تو جب تک وہ درود و سلام اس کتاب میں پڑھا جائے گا برابر ثواب ملتا رہے گا۔ [۲]

۳۔ قیامت کے دن علماءِ حدیث حاضر ہوں گے اور ان کے ہاتھوں میں دواتیں ہوں گی (جن سے وہ حدیث لکھتے تھے) اللہ جل شانہٗ حضرت جبریلؑ سے فرمائیں گے کہ ان سے پوچھو یہ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔ وہ عرض کریں گے کہ ہم حدیث پڑھنے لکھنے والے ہیں وہاں سے ارشاد ہوگا کہ جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

---

[۱] القول البدیع للسخاوی [۲] کتاب مذکور

ف: علامہ نووی رحؒ تقریب میں اور علامہ سیوطیؒ اس کی شرح میں لکھتے ہیں کہ یہ ضروری ہے کہ درود شریف کی کتابت کا بھی اہتمام کیا جائے، جب بھی حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک نام گذرے اور اس کے بار بار لکھنے سے اکتائے نہیں، اس لئے کہ اس میں بہت ہی زیادہ فوائد ہیں اور جس نے اس میں تساہل کیا بہت بڑی خیر سے محروم ہو رہ گیا۔ علماء کہتے ہیں کہ حدیثِ پاک اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (قیامت میں میرے قریب تر ہوں گے) کے مصداق محدثین ہی ہیں کہ وہ بہت کثرت سے درود شریف پڑھنے والے ہیں اور علماء نے اس سلسلہ میں حدیث کو بھی ذکر کیا ہے، جس میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وارد ہوا ہے جو شخص میرے اوپر کسی کتاب میں درود بھیجے، ملائکہ اُس کے لئے اس وقت تک استغفار کرتے رہتے ہیں، جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے۔ اور یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس جگہ اس کا ذکر کرنا مناسب ہے اور اس کی طرف التفات نہ کیا جائے کہ ابن جوزیؒ نے اس کو موضوعات میں ذکر کر دیا ہے اس لئے کہ اس کے بہت سے طرق ہیں جو اس کو موضوع ہونے سے خارج کر دیتے ہیں اور اس کے مقتضی ہیں کہ اس حدیث کی اصل ضرور ہے اس لئے کہ طبرانی نے اس کو ابو ہریرہؓ کی حدیث سے نقل کیا ہے اور ابنِ عدی نے حضرت ابوبکرؓ کی حدیث سے اور اصبہانیؒ نے ابنِ عباسؓ کی حدیث سے اور ابو نعیمؒ نے حضرت عائشہؓ کی حدیث سے نقل کیا ہے۔ انتہیٰ۔ صاحبِ اتحافؒ نے شرح احیاء میں بھی اُس کے طرق پر کلام کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حافظ سخاوی نے کہا ہے کہ یہ حدیث جعفر صادقؒ کے کلام سے موقوفاً نقل کی گئی ہے۔ ابنِ قیمؒ کہتے ہیں کہ یہ زیادہ اقرب ہے۔ صاحبِ اتحاف کہتے ہیں کہ طلباء حدیث کو عجلت اور جلد بازی کی وجہ سے درود شریف کو چھوڑنا نہ چاہیئے۔ ہم نے اس میں بہت مبارک خواب دیکھے ہیں۔ اس کے بعد پھر انھوں نے کئی خواب نقل کئے ہیں چند خواب حاضر ہیں۔

۱. سفیان بن عیینہؒ سے نقل کیا ہے کہ میرا ایک دوست تھا وہ مرگیا تو میں نے اس کو خواب میں دیکھا میں نے اس سے پوچھا کہ کیا معاملہ گزرا۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرمادی۔ میں نے کہا کس عمل پر؟ اُس نے کہا کہ میں حدیثِ پاک لکھا کرتا تھا اور جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آتا تھا تو میں اس پر صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کرتا تھا، اُسی پر میری مغفرت ہوگئی۔

۲. ابوالحسنؒ میمونی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاذ ابوعلی کو خواب میں دیکھا، ان کی انگلیوں کے اوپر کوئی چیز سونے یا زعفران کے رنگ سے لکھی ہوئی تھی۔ میں نے اُن سے پوچھا یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ میں حدیثِ پاک کے اوپر صلی اللہ علیہ وسلم لکھا کرتا تھا۔

۳. حسن بن محمدؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ کاش تو یہ دیکھتا کہ ہمارا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کتابوں میں دُرود لکھنا کیسا ہمارے سامنے روشن اور منور ہو رہا ہے۔ (بدیع للسخاوی)

درود شریف نہ لکھنے والے کا بُرا حال:

ابو زکریا نے فرمایا ایک شخص حدیث شریف لکھتا تھا اور بسبب بُخل نام مبارک کے ساتھ دُرود شریف نہ لکھتا تھا اس کے سبب سے ہاتھ کو مرض اکلہ عارض ہوا یعنی اس کا ہاتھ گل گیا۔

۴. شیخ ابنِ حجر مکیؒ نے نقل کیا ہے کہ ایک شخص صرف صلی اللہ علیہ پر اکتفا کرتا تھا، وسلم نہ لکھتا تھا۔ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خواب میں ارشاد فرمایا تُو اپنے کو چالیس نیکیوں سے کیوں محروم رکھتا ہے یعنی وسلم میں چار حرف ہیں، ہر حرف پر ایک نیکی اور ہر نیکی پر دس گنا ثواب، لہٰذا وسلم میں چالیس نیکیاں ہوئیں۔

۵. صاحبِ دلائل الخیرات رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمارا ہمسایہ ایک کاتب تھا اس کا انتقال ہوگیا۔ میں نے انھیں خواب میں دیکھ کر پوچھا آپ کے ساتھ

کیا معاملہ ہوا فرمایا مجھے بخش دیا گیا ہے۔ سبب دریافت کیا تو فرمایا

کنت اذ کتبت اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی کتاب صلیت فاعطانی ربی ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر یری

عادت تھی کہ جب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لکھتا تو درود شریف پڑھ لیا کرتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایسی نعمتیں عطا فرمائی ہیں جنھیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ ہی کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی کے دل پر ایسی بات کھٹکی۔

انتباہ: ان حکایات سے معلوم ہوا کہ درود شریف پڑھنے اور لکھنے والے کا بہت بڑا مرتبہ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ادب کا تقاضا یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر نام کے ساتھ لفظ صلی اللہ علیہ وسلم لکھے اور نہ صرف لکھنے پر اکتفا کرے بلکہ زبان سے بھی دُرود شریف پڑھے۔

۶۔ ابوطاہر فرماتے ہیں کہ میری عادت تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کے ساتھ درود شریف نہ لکھتا تھا میں نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی اور آپ کی طرف متوجہ ہو کر سلام عرض کیا مگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے چہرہ مبارک پھیر لیا میں دوسری طرف سے گھوم کر سامنے آیا لیکن آپ نے پھر بھی چہرۂ انور پھیر لیا۔ میں نے تیسری مرتبہ آپ کے سامنے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھ سے چہرۂ پاک کیوں پھیر لیتے ہیں یعنی ناراضگی کا سبب دریافت کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا اس لئے کہ جب تیرے سامنے میرا ذکر ہوتا تو مجھ پر درود نہیں بھیجتا تھا۔

ف : ابوطاہر فرماتے ہیں کہ مجھ کو اس واقعہ سے تنبیہ ہوئی۔ اس وقت سے معمول بنا لیا کہ آپ کے اسم گرامی کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا تحریر کرتا ہوں۔ ؎

کتابت صلعم وغیرہ :

آج کل یہ مرض عام ہے خواہ وہ علماء ہوں یا مشائخ، اونچی تعلیم والے ہوں یا عام پڑھے لکھے (الا ماشاء اللہ) کہ حضور تاج دار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی کے اوپر ص، عم، صلعم، صللم لکھ دیتے ہیں۔ فقہاء کرام لکھتے ہیں کہ ایسا لکھنا محروم القسمۃ لوگوں کا کام ہے۔ حضرت شیخ احمد ابن حجر ہیتمی مکی المتوفی (۹۸۴ھ) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاوی حدیثیہ ص ۱۹۶ میں لکھتے ہیں :

وکذا اسم رسوله بان یکتب عقبه صلی الله علیه وسلم فقد جرت عادة الخلف کا السلف ولا یختصر بکتابتها بنحو صلعم فانه عادة المحرومین	اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا جائے کہ یوں ہی سلف صالحین کا طریقہ چلا آرہا ہے۔ لیکن چاہیئے اس کو لکھتے وقت اختصار کر کے نہ لکھا جائے اس لئے کہ یہ محروم لوگوں کا کام ہے۔

۲۔ آج کل انگریزی خواں وانگریزی داں حضرات کی عام عادت ہے کہ لفظ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) انگریزی میں لکھتے وقت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مکمل سپیلنگ لکھنے کی بجائے صرف MOHD یا MUHD لکھتے ہیں۔ یہ بھی شدید

؎ کتاب الصلوۃ

محرومی اور اللہ کی ناراضگی کو دعوت دینا ہے۔

مسئلہ: جب لفظ محمد یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا کوئی اسم گرامی کسی شخص کا یا کسی دیگر شے کا نام رکھا جائے وہاں درود شریف پڑھنا ہے نہ لکھنا ہے اور نہ ہی ان اسماء پر ص، عم وغیرہ کا نشان لگانا ہے۔

مسئلہ: صحابی، ولی اور عالم دین کے نام پر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھنا جائز ہے۔ ان کے اسماء پر بھی رضہ، رح، عہ نہیں لکھنا چاہیئے۔

ازالۂ اوہام: بعض جُہّال سمجھتے ہیں کہ رضی اللہ عنہ صرف صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے ہوتا ہے اولیاء و علماء پر رضی اللہ تعالیٰ عنہم لکھنا پڑھنا ناجائز سمجھتے ہیں یہ ان کی جہالت ہے ہاں جل جلالہٗ، وغیرہ اللہ تعالیٰ اور صلی اللہ علیہ وسلم یا علیہ الصلوٰۃ والسلام انبیاء و ملائکہ کے لئے خاص ہے ایسے ہی حضرت علی اور حسنین و فاطمہ و آل علی رضی اللہ عنہم پر علیہ السّلام نہیں لکھنا چاہیئے کیوں کہ یہ شیعہ کا شعار ہے۔

بحث سابق: خلاصۂ بحث یہ ہوا کہ حضور نبئ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم پاک سے پہلے القابات پھر درود شریف پڑھنا چاہیئے۔ اگرچہ یہی درود شریف صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہو اور یہ مشہور درود شریف کثیر الاستعمال ہے یہاں تک کہ بدعت کے مفتی بھی یہی بار بار تکرار سے پڑھا کرتے ہیں۔

فائدہ: اگر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بجائے "الصّلوٰۃ والسّلام علیک یارسول اللہ" پڑھا جائے۔ تب بھی جائز ہے جیسا کہ اہل سنت کے بعض اہل محبت اس درود شریف کو کثرت سے پڑھتے ہیں۔

ازالۂ توہم: بعض لوگ توہم ڈالتے ہیں کہ صرف درودِ ابراہیمی پڑھنا چاہیئے

کیوں کہ یہی درود صحابہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سکھایا۔ یہ ان کی دھوکا سازی ہے کیوں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث مبارکہ میں سینکڑوں دُرود موجود ہیں اور ہزاروں درود شریف کے صیغے کتب احادیث میں موجود ہیں۔ من جملہ ان کے "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" بھی ہے۔

۱۔ نسیم الریاض شرح شفا للعیاض مطبوعہ مصر جلد ۳ صفحہ ۴۶۳ میں ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من صلی علی عشراً (ای قال السلام علیک یارسول اللہ عشر مرات) فکانما اعتق رقبۃً۔	جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر دس بار سلام بھیجا اور یوں کہا السلام علیک یا رسول اللہ گویا اُس نے ایک گردن آزاد کی

۲۔ علامہ شیخ حقی نازلی علیہ الرحمۃ نے خزینۃ الاسرار مطبوعہ مصر صفحہ ۱۸۱ میں یوں روایت کی۔

اخرج ابن ابی الدنیا من قال صلی اللہ علیک یا محمد سبعین مرۃ ناداہ ملک صلی اللہ علیک یا فلان لہ تسقط لک حاجۃ الا قضیت۔	ابن ابی الدنیا محدث علیہ الرحمۃ نے حدیث روایت کی ہے کہ جس شخص نے صلی اللہ علیک یا محمد ستر (۷۰) بار کہا فرشتہ اُسے پکارتا ہے۔ اے فلاں تجھ پر بھی رحمت۔ تیری ہر حاجت پوری کی جائے گی۔

فائدہ: یہ حدیث شریف علامہ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (جنھیں

ابن تیمیہ نے حدیث میں بلند پایہ مقام رکھنے والا محدث کہا ہے) کی کتاب شفاء شریف مع شرح نسیم مطبوعہ مصر جلد ۳ صفحہ ۵۱۵ میں بھی ہے اور علامہ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ وہ ہستی ہے جن کی بابت عمدۃ المحدثین شیخ المفسرین ہندوستان کے مایہ ناز بزرگ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بستان المحدثین میں لکھا ہے کہ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد ان کے بھتیجے نے خواب میں دیکھا کہ سونے کے تخت پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہیں۔ انھیں اس خواب سے دہشت سی طاری ہوئی۔ تو قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ بیٹا! میری کتاب شفاء کو مضبوط پکڑے رہنا مجھے یہ مرتبہ اس کتاب کے لکھنے سے ملا ہے۔ اس حدیث کی شرح میں علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض میں بجائے "یا محمد" کے یا رسول اللہ پڑھنے میں زیادہ تعظیم لکھتے ہیں۔

۳۔ شیخ نازلی نے خزینۃ الاسرار صفحہ ۱۸۱ میں یوں بھی لکھا ہے۔

الصلوٰۃ والسلام علیك یا سیدی یا رسول اللہ خذ بیدی

۴۔ شیخ نازلی نے خزینۃ الاسرار صفحہ ۱۸۱ میں یوں کہنا بھی لکھا ہے۔

الصلوٰۃ والسلام علیك یا سیدی یا رسول اللہ ادرکنی

دس ہزار بار پڑھے۔ پھر ہر رات ہزار بار پڑھے۔ دوسرے جمعہ تک اس کی مراد پوری ہو جائے گی۔

وھذا سر من الاسرار	یہ درود شریف قضائے
العجیبۃ لقضاء الحوائج	حاجت کے لئے ایک سر عجیب

لے ترجمہ بستان المحدثین مولوی عبد السمیع دیوبندی صفحہ ۲۲۲

ویری النبی صلی اللہ	ہے اور خواب میں نبی صلی اللہ
علیہ وسلم فی المنام	علیہ وسلم کی زیارت بھی ہوگی۔

۵۔ اسی کتاب میں ہے۔ شیخ عارف اللہ عیلیسی براری قدس سرہ نے فرمایا جو آدمی جمعہ کی رات کو ہزار بار پڑھے۔ الصلوٰۃ والسلام علیك یا سیدی یا رسول اللہ قلّت حیلتی ادرکنی۔ اُس کی حاجت فی الفور پُوری ہوگی۔

فانہ مجرّبٌ بلاشك	بے شک یہ آزمودہ ہے۔

۶۔ حاشیہ تفسیر جلالین شریف ص۳۵۷ بحوالہ تفسیر روح البیان میں یوں منقول ہے۔

ان للصلوٰۃ والتسلیمات	صلوٰۃ وسلام کے لئے کچھ موقع
مواطن فمنہا ان	ومحل ہیں۔ ان میں سے ایک
یصلی عند سماع	موقع یہ ہے کہ اذان میں جب
اسمہ الشریف فی	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام
الاذان قال القہستانی	پاک سُنا جائے۔ تو پہلی مرتبہ
اعلم انہ تستحب ان	یوں کہا جائے۔ صلی اللہ
یقال عند سماع الاولیٰ	علیک یا رسول اللہ اور دوسری
من الشہادۃ الثانیۃ	دفعہ یوں کہا جائے قرۃ عینی
قرۃ عینی بك یا رسول اللہ	بك یا رسول اللہ۔ پھر دونوں
ثم یقال اللّٰہم متعنی	انگوٹھوں کے ناخن آنکھوں
بالسمع والبصر بعد وضع	پر لگا کر یوں کہے۔ اللّٰہم متعنی
ظفر الابہامین علی	والسمع والبصر۔ ایسا

العینین فانہ صلی اللہ	کرنے والے کو حضور صلی اللہ
علیہ وسلم قائد لہ	علیہ وسلم جنت میں لے کر جائیں
الی الجنۃ	گے۔

سعودی عرب کے عالم السید عبدالحمید الخطیب شیخ الحرم مکی نے (جو اہل حدیث وہابیہ کے ہاں بڑے مسلّم ہیں) اپنی کتاب اسمی الرسالت مطبوعہ مصر میں چند اشعار نعتیہ لکھے ہیں جن میں یہ شعر بھی ہیں۔

۱: وقال علیہ صلّوا یا عبادی — وزیدوا فی التحیۃ والسلام

۲: بھٰذا یا رسول اللہ انی — اتیت مقدمًا کلّ احترام

۳: علیک سلام اللہ یا سید الوریٰ — ومن قدرہٗ عند الالٰہ عظیم

مندرجہ بالا اشعار لکھ کر کتاب " رحمتِ کائنات " کے مؤلف جو دیوبندی مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔ یوں لکھتے ہیں کہ:

" ان اشعار سے مندرجہ ذیل امور واضح ہیں۔

۱۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ دور سے کہنے میں کوئی حرج نہیں۔ علمائے دیوبند کے ہاں بھی شوق و محبت سے صلوٰۃ وسلام کی صورت میں اس درود شریف کا پڑھنا درست ہے۔

۲۔ اب بھی سلام کہنے والے کا سلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں اور اسے پہچانتے ہیں۔ [۱]

۳۔ حضرات دیوبند کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب نشر الطیب صـ۲۸۲ میں فخر المحدثین شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی

---

[۱] رحمتِ کائنات صـ۱۴۵ بحوالہ الشہاب الثاقب مولوی حسین احمد صـ۶۹

علیہ الرحمۃ کا یہ شعر نقل کیا ہے۔

صلّی علیک اللّٰہ آخر دھرہٖ متنفضلا

مترجما وحبالك الموعود من احسانہٖ

اللہ تعالیٰ آپ پر درود نازل فرمائے آخیر زمانہ تک تفضل کرتا ہو اور ترحم فرماتا ہو اور آپ کو اپنے احسانات موعودہ عطا فرمائے معلوم ہوا کہ درود شریف بصیغہ حاضر پڑھنا جائز ہے اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ بھی ایک درود ہے اور نیز ثابت ہوا کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم ہر درود پڑھنے والے کی آواز خود سنتے اور پہچانتے ہیں۔ اس کی مزید بحث فقیر کے رسالہ رجم الشیطان فی الصلوٰۃ والسلام عند الاذان میں پڑھئے۔

درود دُور سے سننا اور زیارت سے نوازنا: ابن قیم ابن تیمیہ کے شاگرد نے اپنی کتاب جلاء الافہام مطبوعہ امرتسر ص ۳۶ پر لکھا کہ ابوبکر محمد بن عمر نے فرمایا کہ میں ابوبکر بن مجاہد کے پاس تھا تو حضرت شبلی تشریف لائے۔ ابوبکر بن مجاہد ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور ان کو سینہ سے لگایا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔

فقلت لہ یا سیدی	تو میں نے عرض کیا اے میرے
تفعل ھٰذا بالشبلی	آقا آپ نے شبلی کے ساتھ
وانت وجمیع من ببغداد	یہ سلوک فرمایا ہے، حالانکہ آپ
یتصور انہ مجنون	اور سارے بغداد والے اس کو
فقال لی فعلت بہ	دیوانہ تصور کرتے ہیں (ابوبکر

كما رأيت رسول اللهؐ
صلى الله تعالىٰ
عليه وآله وسلم
فعل به وذالك
انی رائيت رسول الله
صلى الله تعالیٰ عليه
وآله وسلم فی
المنام وقد اقبل
الشبلی فقام اليه
وقبل بين عينيه
فقلت يا رسول الله
أتفعل هذا
بالشبلی؟ فقال
هٰذا يقرأ بعد
الصلوٰة لقد
جاءكم رسولٌ
من انفسكم
عزيز- الى آخر السورة
ويقول ثلاث مراة
صلى الله عليكُ
يا محمد!

بن مجاہد نے فرمایا میں نے شبلی
کے ساتھ ایسا ہی کیا ہے۔ جیسا
کہ میں نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو اس کے ساتھ
کرتے دیکھا ہے اور وہ یہ
ہے کہ میں نے خواب میں
دیکھا ہے کہ حضرت شبلی آئے
اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم ان کے لئے کھڑے
ہو گئے اور ان کی آنکھوں کے
درمیان بوسہ دیا تو میں نے
عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے
شبلی کے ساتھ ایسا کیوں کیا ہے؟
آپ نے فرمایا یہ شبلی نماز کے
بعد پڑھتا ہے لقد جاءکم
رسول منکم عزیز علیہ
آخر سورۃ تک اور پھر تین
مرتبہ کہتا ہے صلی اللہُ
علیک یا محمد اس وجہ
سے ہم نے اس پر یہ شفقت
فرمائی ہے۔

ف : غور فرمائیے کہ ہر نماز کے بعد لقد جاءکم رسول من انفسکم کے بعد صلی اللہ علیک یا محمد پڑھنے والے حضرت شبلی پر حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیسی رحمت و شفقت فرمائی کہ اس کے لیے قیام فرمایا اور اس کو پیار سے بوسہ دیا اور اس کو اپنے جمالِ مبارک کی زیارت سے مشرف فرمایا اگر یہ درود شریف پڑھنا شرک و بدعت ہوتا تو کیا مشرک و بدعتی کو یہ شرف حاصل ہو سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں ! معلوم ہوا کہ یہ درود شریف پڑھنا شرک و بدعت نہیں ہے بلکہ اس کے پڑھنے والے پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شفقت و رحمت فرماتے ہیں ، اور یہ بھی یاد رہے کہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں رہتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو معلوم ہے کہ میرا فلاں امتی فلاں مقام پر یہ عمل کرتا ہے وغیرہ وغیرہ

غلطی کا ازالہ : یہ بھی عام تاثر دیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دُور سے درود شریف نہیں سنتے۔ یہ بھی ان کی غلطی ہے اس لئے کہ صحیح روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے قریب سے سنتے ہیں ایسے ہی دُور سے۔ چناں چہ جلاء الافہام اور دلائل الخیرات دونوں روایتیں اس بارہ میں بہت مشہور ہیں اس کے متعلق فقیر کا رسالہ "سماع عن البعید" پڑھیئے۔

درود کی فرضیت اور وجوب : زندگی میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض اور جوں ہی حضور علیہ السلام کا اسم گرامی سنے یا پڑھے تو بھی ضروری ہے کہ درود شریف پڑھے اور نام پاک لکھنے کے بعد پورا درود شریف لکھنا چاہیئے اور بہتر ہے کہ پڑھیئے بھی۔

مسائل صلوٰۃ بر محمد : حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے اسمِ گرامی سننے پر درود پڑھنا واجب کفایہ ہے جیسا کہ علامہ عینی رحمہ اللہ
نے تصریح فرمائی ہے اور علامہ فریابی رحمہ اللہ نے بھی مقدمہ ابی اللیث میں یہی
لکھا ہے کہ فرض بمعنے واجب کفایہ کا ثبوت ملتا ہے اسی لیے امام طحاوی رحمہ اللہ
نے فرمایا کہ جب جماعت میں حضور نبیٔ کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا
ذکر مبارک ہوا تو اگر ان میں سے کسی ایک نے درود شریف پڑھ لیا تو اوروں سے
وجوب ساقط ہوگیا کیوں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی
سن کر درود شریف پڑھنے سے تعظیم وتکریم رسالت مطلوب تھی سو وہ ایک
یا دو یا بعض کے پڑھنے سے ادا ہوگئی اسی لئے باقیوں کے لئے ضروری یعنی
واجب نہیں۔

اقول : فقیر اویسی غفرلہ ملتمس ہے کہ اس سے ناظرین کو سستی یا غفلت
کا شکار نہ ہونا چاہیئے اور نہ اس خیال میں رہیں کہ جب وجوب ساقط ہوگیا
تو ہم بری الذمہ ہو گئے جیسے جنازہ کی نماز فرض کفایہ تھی بعض نے پڑھ لی تو
باقی اگرچہ ثواب نہ پاسکے لیکن فرضیت ٹل گئی۔ یہاں وہ صورت سمجھ کر غلطی
کا شکار نہ ہوں۔ یہ وجوب کفائی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی
ذات سے منسوب ہے اسی لئے آپ کے اسم گرامی سننے پر درود پڑھنے
سے محروم نہ رہیں (بشرطیکہ کوئی شرعی مجبوری نہ ہو) کیوں کہ قطع نظر حاضر و
ناظر کے عقیدہ کے ہر عمل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں پیش ہوتا ہے
جب حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دیکھیں گے کہ میرے امتی نے
میرا نام اقدس سن کر درود نہ پڑھا بتایئے اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی ذاتِ اقدس میں آپ کی قدر و منزلت کیا رہے گی ؟ فلہٰذا اے عزیزانِ
گرامی حضور نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی سن کر درود شریف ضرور

پڑھیں تاکہ آقا کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کی طرف سے بارِ خاطر نہ ہوں۔

مسئلہ: جب کوئی تلاوت قرآن مجید کے دوران حضور سرورِ کونین کا اسم پاک پڑھے جیسے "ما کان محمد ابا احد من رجالکم" یا تلاوت کرنے والے سے یہ اسمِ گرامی سنے تو درود شریف نہ پڑھے تاکہ آیۂ قرآنی میں غیر کلام داخل نہ ہو اور نہ ہی قرآن مجید کے نظم و ترتیب میں خلل ہو۔ ہاں بعد فراغت درود شریف پڑھ لے۔ اگر نہ پڑھے تو گنہگار نہ ہوگا۔[۱]

تنبیہ: بعض جاہل حفاظ اور بے خبر مولوی ختم شریف مروجہ پڑھتے ہوئے آیت "ما کان محمد" کے بعد "صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم" پڑھ کر "ابا احد من رجالکم" پڑھنے اور سننے پر درود شریف پڑھتے ہیں انہیں روکا جائے تو لڑتے جھگڑتے ہیں۔ انہیں حکمتِ عملی اور نہایت نرمی کے ساتھ سمجھایا جائے۔

مسئلہ: حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسمِ گرامی پڑھنے سننے پر ماسوا اذان و اقامت کے انگوٹھے چومنے اور سر جھکا دینے میں حرج نہیں کیوں کہ انگوٹھے چومنے سے پیار و محبت کا اظہار اور سر جھکانے میں تعظیم و تکریم مطلوب ہے اور وہ شرعاً مرغوب و محبوب ہے۔

حوالہ: حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی عادت کریمہ تھی کہ اسمِ گرامی (محمد) سن کر سر جھکا دیتے تھے۔[۲]

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جھکنے سے سجدہ کا شائبہ ہے یہ ان کی بے وقوفی

---

[۱] قاضی خاں وغیرہ۔ [۲] نور الایمان فی آثار الرحمٰن

ہے صرف سر جھکانا سجدہ نہیں جب تک سجدہ کی نیت نہ ہو۔ کیا وہ سر جھکا کر کوئی کام نہیں کرتے اور نہ سہی پیشاب کا ڈھیلہ زمین سے اٹھاتے وقت سر جھکاتے ہیں یا بنی اسرائیل کی طرح سر اکڑا کر مقعد زمین پر لگا کر پھر ڈھیلہ اٹھاتے ہیں۔

خلیفہ مہدی عباسی کا ادب:

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ابراہیم نافع سے روایت ہے کہ اہالیان بصرہ کے دو گروہوں میں ایک نہر کے سلسلہ میں تنازع ہوگیا۔ ایک فریق کا دعویٰ تھا کہ نہر کی زمین پر خداوند تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو قبضہ عنایت فرمایا ہے کیوں کہ یہ زمین جس میں نہر جاری ہے۔ تمام مسلمانوں کی ہے کسی فرد واحد کی نہیں ہے۔ کسی ایک شخص کو ملکیت کا حق نہیں پہنچتا اور نہ کوئی شخص اُس کو فروخت کر سکتا ہے۔ اگر کوئی فروخت کر بھی ڈالے تو اُس کی قیمت تمام مسلمانوں پر تقسیم ہونا چاہیئے یا وہ رقم عامۃ المسلمین کی بھلائی میں خرچ ہونا چاہیئے۔ اور دوسرے فریق کا مطالبہ یہ تھا کہ یہ نہر ہماری ہے کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو نہر مردہ زمین کو زندہ کرے وہ اسی زمین والے کا حق ہے چوں کہ ہماری زمین مردہ ہے (ناقابل کاشت) اس لئے یہ محض ہمارا حق ہے۔ مہدی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سُن کر تعظیماً اِس قدر جھکا کہ اس کا منہ قریب تھا کہ زمین سے لگ جائے اور کہا کہ جو حدیث شریف تم نے بیان کی ہے وہ بے شک ہمارے لئے قابلِ اتباع ہے۔ اب صرف دیکھنا یہ ہے کہ تمہاری زمین واقعی مردہ ہے یا نہیں۔ میں تمہارے اِس دعویٰ کو تسلیم نہیں کرتا کیوں کہ اِس زمین کے گرد قدرتی طور پر پانی موجود ہے پھر وہ کس طرح مردہ ہو سکتی ہے؟ ہاں اگر تم اس پر گواہی پیش کرو تو میں تسلیم کرلوں گا۔[1]

---

[1] تاریخ الخلفاء للسیوطی

ف : امام مالک رحمہ اللہ کی تقلید کی حیثیت سے نہیں بلکہ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اعتبار سے ہم نے ان کا قول لکھا لیکن جوہرِ عشق تقلیدی نہیں تحقیقی ہے جہاں سے جیسے ہی حاصل ہو سکے اور پھر خلیفہ مہدی عباسی بھی مذہبی لحاظ سے سنّی بادشاہ گذرا ہے۔ اس کا یہ عمل بھی ہے۔ اگر نہیں کرتا تو ہم اسے ملامت نہیں کرتے کیوں کہ عشق کی ایک عجیب منزل ہے اور ایک نرالی آگ ہے کہ لگائے سے نہیں لگے۔ بجھائے سے نہ بجھے۔ وہ مجنون تھا جو لیلیٰ کے دروازے کے کُتّے کے پیر چومتا تھا جو مجنونِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے وہ کیا کرے۔ شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھئے وہ فرماتے ہیں ؎

یک جان چہ کنم کہ دو صد جان سازم
فدائے سگِ دربانِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مسئلہ بحقِ محمد: دعا مانگتے وقت بحقِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہم اہلِ سنت کے نزدیک جائز ہے۔ ہمارے زمانہ کے معتزلہ وہابی ناجائز سمجھتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ پر کسی کا حق نہیں تو پھر "بحقِ محمد" جتلا کر دعا مانگنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے

ہم کہتے ہیں حق یہاں پر بمعنے رتبہ و قدر و منزلت ہے یا اس سے وہ حق مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اپنے بندوں کے لئے اپنے اوپر مقرر فرمایا ہے جیسا کہ حدیثِ صحیح میں وارد ہے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا گیا کہ "ماحق العباد علی العباد" جیسے اس حدیث شریف میں حق سے وجوب نہیں بلکہ فضل و کرم کا حق مراد ہے تو ایسے ہی ہماری دعاؤں میں بھی بحقِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے اس کا

فضل وکرم اور اپنے حبیبِ اکرم شفیعِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ اور قدرو منزلت مراد ہے۔ ایسے ہی "بحقِ بنی فاطمہ اور بحق فلاں و فلاں الخ"

تنبیہ: یہ اس لئے ہم نے لکھا کہ مخالفین عیار ہیں۔ ہمارے فقہاء کی وہ عبارات دکھا دیتے ہیں جو معتزلہ کے دور یا ان کے عقیدہ کے پیشِ نظر لکھی گئی ہیں کیوں کہ ان کا عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ پر نیک کا حق واجب ہے۔ وغیرہ وغیرہ ہمارے اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان کے حق وجوبی کے پیشِ نظر دعا میں بحق فلاں و فلاں کہنے کو روکا تھا۔ پھر بعد کے فقہاء کرام نے جواز کا فتویٰ دیا کیوں کہ جب معتزلہ کا نہ صرف زور ٹوٹا بلکہ ان کا نام ونشان تک نہ رہا تو پھر "قاعدہ تتبدل الاحکام تبدل الازمان" کے تحت جواز کا فتویٰ صادر ہوا۔ مزید تفصیل فقیر کے رسالہ "الوسیلہ" میں دیکھئے۔

ردّ وہابیہ: بحق وبطفیل جیسے الفاظ دعاؤں کے استعمال میں آج کل وہابیہ اختلاف کرتے ہیں یہ بھی "اعتزال" کا ایک شوشہ ہے ورنہ اہلِ اسلام میں اس کے اختلاف کا وجود نہیں ملتا۔ اسلاف سے اخلاف تک سب اسے استعمال کرتے چلے آئے۔ چناں چہ تصانیفِ اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ اس کی شاہد ہیں۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ نے کہا ؎

خدا بحقِ بنی فاطمہ

کہ بر قولِ ایمان کنی خاتمہ

اور یہ وسیلہ کے طور ہوتا ہے اور مخالفین کے سربراہ تو قبر کے اٹھتے ہی اپنے مولویوں کے وسیلہ کو پکارنے کا ابھی سے دعویٰ کرتے ہیں۔ چناں چہ حافظ محمد احمد (دیوبندی) نے کہا کہ شیخ الہند محمود الحسن۔ رشید احمد گنگوہی اور قاسم نانوتوی کے بارے میں لکھتا ہے:

قبر سے اٹھ کے پکاروں جو رشید و قاسم
بوسہ دیں لب کو میرے مالک و رضوان دونوں
بحرِ زخار ہیں لیکن نہیں ساحل کا پتہ
ابرِ رحمت ہیں مگر ہیں گہر افشاں دونوں ؎

"کیا ہی عجیب نکتے ہیں نامِ محمد میں"

نقطہ ایک طرح کا عیب ہے اسی لئے اللہ جل جلالہٗ کا اسمِ ذاتی غیر منقوط ہے یعنی نقطے سے منزہ ہے۔ ایسے ہی حضور علیہ السلام کا اسمِ گرامی بھی نقطہ سے مبرّا ہے۔ اس کی تفصیل آتی ہے۔

لام مشدد کیوں؟ اللہ تعالیٰ کے اسمِ ذات میں لام مشدّد ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ گرامی میں میم مشدّد ہے۔

اس میں اشارہ اس طرف ہے کہ جیسے لام اور میم میں وصل بلا فصل ہے ایسے ہی حق تعالیٰ اور رسولِ مجتبیٰ میں وصل اور قرب ہے اور یہ بھی متحقق ہوگیا کہ جیسے بعد لام کے میم آتا ہے ایسے ہی بعد خدائے کریم غفور رحیم کے رسول عظیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہی کا مرتبہ ہے۔

؎ یہ ایک مستقل قصیدہ ہے جو محمود الحسن نے اپنے دونوں مولویوں کے مناقب و کمالات پہ لکھا ہے۔ مطبع مجتبائی دہلی میں چھپا فقیر کے پاس موجود ہے۔ اویسی غفرلہٗ

؎ حیاتِ امداد از پروفیسر انوار الحسن انوار ص ۴۲، ۴۳

"الصلوٰۃ معراج المومنین" کیوں؟

واعلم ان الله
تعالیٰ امر الخلق
بالصلوٰۃ علیٰ صورۃ
اسم احمد ومحمد
فالقیام کمثل الالف
والرکوع کالحاء
والسجود کالمیم
والقعود کالدال
وخلق علی صورۃ
اسم محمّد
علیہ الصلوٰۃ
والسلام فالرأس
مدور کالمیم
الاولیٰ والیدان
کالحاء والبطن
کالمیم الثانیہ
والرجلان
کالدال۔

دقائق الاخبار الامام عبدالرحیم
بن احمد القاضی رحمہ اللہ۔ صہ۳ میں ہے

یعنی اللہ تعالیٰ نے نماز کا حکم دیا
تو اس میں احمد و محمد کا نقشہ
بننا پڑتا ہے۔ مثلاً قیام بصورت
الف اور رکوع بصورت حا
اور سجود بصورت میم اور قعود
بصورت د ہوتا ہے۔ اس کا
مجموعہ احمد ہوا۔ یہی وجہ ہے
کہ نماز اگرچہ مختصر سی عبادت
ہے لیکن چوں کہ اس میں محبوبِ
کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے اسمِ گرامی احمد (صلی اللہ
علیہ وسلم) کا نقشہ ہے۔ اسی لئے
یہ تمام عبادات کی سرتاج ہے
اس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کی عزت و احترام میں روڑے
اٹکانے والے سوچیں کہ جس
نماز کو تم اپنا ذریعۂ نجات سمجھتے
ہو وہ حبیبِ خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے الفاظ کی صرف

ہم شکل ہے۔ پھر اس ذات کا کیا
کہنا جن کی طرف یہی الفاظ
منسوب ہیں۔ جن کی وجہ سے
نماز نے "معراج المؤمنین" کا
لقب پایا۔

نکتہ ۱: ہر ایک کا ذاتی نام ایک ہوتا ہے یہاں تک کہ خود ذات واجب الوجود تعالیٰ شانہ بھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم رؤف ورحیم علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم کو دو (ذاتی) ناموں سے موسوم فرمایا تاکہ مخلوق میں کسی کو ان کے ساتھ برابری کا دم بھرنے کا موقعہ نہ ملے۔ یعنے آپ کے اسم گرامی ذاتی دو ہیں۔

۱۔ محمد ۲۔ احمد۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

نکتہ ۲: حضور کے اسمائے محمّد، احمد، محمود میں لفظاً ومعناً آپ کی تعریف ظاہر ہے۔ امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ فرشتوں کا کلمہ ہے لا الٰہ الا اللہ احمد رسول اللہ جنات کا کلمہ ہے لا الٰہ الا اللہ محمود رسول اللہ انسان کا کلمہ ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

نکتہ ۳: ان تینوں اسمائے گرامی کا مادہ حمد ہے جو حق تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے۔ چناں چہ وہ خود تعلیم فرماتا ہے الحمد للہ رب العالمین ایسی نسبتِ اسمی کسی نبی مرسل کو مرحمت نہیں ہوئی۔

اب اِس کا مطلب یہ ہوا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ممدوح ہیں۔

نکتہ ۱۴ :- اللہ تعالےٰ کا نام محمود اور حضور نبی پاک کا نام محمد ہے عقلی تقاضا کے خلاف ہے اسلئے کہ محمود مجرّد اور محمد مزید فیہ اور عرب کا قاعدہ ہے کہ جس میں الفاظ زائد ہوں۔ وہاں مبالغہ ہوتا ہے۔ جیسے رحیم و رحمٰن اور فتح الباب و فتّح الباب۔ اس معنیٰ پر اللہ تعالیٰ کا نام محمد اور حضور علیہ السلام کا نام محمود ہو۔ لیکن اس کے برعکس اسلیئے ہوا کہ اللہ تعالےٰ کے حمد کرنے والی مخلوق ہے۔ اور وہ حادث اور فانی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حمد کرنے والا خود ہے اور مخلوق بھی اور ظاہر ہے کہ اگر مخلوق کی حمد کو فنا ہے۔ تو خالق کی حمد کو بقا ہے اور صرف کا قاعدہ ہے کہ فعل کی قوّت وضعف کا دارو مدار فاعل پر ہوتا ہے چونکہ نبی علیہ السلام کا حامد قوی ہے۔ اسی لیئے آپ کو اسم محمد سجتا ہے اور خالق مخلوق ہے۔ اسی لیئے نام اسی کے لائق ہے

نکتہ درباره ختمِ نبوّت :- حضرت علامہ امام محمد اسماعیل حقی حنفی قدس سرہٗ اپنی تفسیر روح البیان آیت مَا کَانَ مُحَمَّدٌ کے تحت الخ تحریر فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسمِ گرامی کی ابتداء میں میم ہے اور یہ مخارج میں سب سے آخری مخرج ہے اسمیں اشارہ ہے کہ آپؐ تمام انبیأ علیہم السلام کے بعد تشریف لائیں گے۔ ایسے آپؐ کے میم سے معلوم ہوا کہ آپؐ کی بعثت چالیس ۴۰ سال کے بعد ہو گی۔ اسلیئے کہ میم کے اعداد چالیس ۴۰ ہیں۔

نکتہ دیگر :- امام نیشاپوری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ آپؐ کے اسمِ گرامی (محمد) کے چار ۴ حروف ہیں۔ اشارہ ہے کہ آپؐ ظاہراً باطناً ذاتِ حق کے موافق ہیں یہاں بھی یہی بات کہ آپؐ کے اسم گرامی (مُحَمَّدٌ) کے چار ۴ حروف تو اللہ کے حرف

بھی چار۔ ایسے ہی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے حروف بارہ ۱۲ تو محمد رسول اللہ کے بارہ ہیں

چار یار نبی کے غم خوار؛ اگر محمد رسول اللہ کے حرف بارہ ۱۲ ہیں تو

ابوبکر الصدیق کے بھی بارہ ۱۲۔ ایسے عمر بن الخطاب کے بھی بارہ ۱۲۔ ایسے عثمان

بن عفان و علی بن ابی طالب کے بارہ بارہ حروف ہیں۔

یہ اسی مناسبت تامہ کی طرف اشارہ ہے کہ یہ حضرات۔ حضرت محمد عربی صلے اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کریمہ کے عین مطابق اور انمیں کلی طور فانی ہیں۔

نسب چار یار — بہ نبی عربی مختار صلے اللہ علیہ وسلم: ایسے ہی چاروں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا نسب حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین مطابق ہے۔ مثلاً حضرت علی

رضی اللہ عنہ اب ثانی سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پانچویں پشت میں حضرت ابوبکر

رضی اللہ عنہ ساتویں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نویں پشت میں حضور صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے ساتھ ملتے ہیں۔ فائدہ: اس سے شیعہ کا رد ہوا کہ وہ عوام میں

صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا رشتہ دار سمجھتے ہیں۔

لیکن باقی خلفاء کو غیر ثابت کرتے ہیں یہ ان کی غلطی اور تعصب ہے۔

نکتہ در حروفِ محمدؐ: حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسمِ گرامی علیحدہ علیحدہ حروف کے

لحاظ سے ۳۱۴ مرسلین کی گنتی کو حاوی ہے مثلاً لفظِ محمدؐ میں تین میم ہیں۔

بوجہ ادغام المیم فی المیمؔ کے۔ ان کی گنتی ۹۰ کو تین سے ضرب دینے پر ۲۷۰ ہا

ہوئے۔ ایسے ہی حاء اور دال کو علیحدہ علیحدہ لیا گیا توان کے اعداد (۳۵) ہوئے

اور اس کو سابق عدد سے ملایا گیا تو کل ۳۱۴ عدد ہوئے۔ اور یہی رسل کرام علیہم السلام

کی تعداد ہے۔ حضرت جامی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے

۱- محمدت چوں بلا نہایہ ز حق — یافت شد نام او ازاں مشتق
۲- می نماید بچشم عقلِ سلیم — حرف حائش عیاں میاں دو میم
۳- چوں رُخ حور کن کنارۂ او — گشتہ پیدا دو گوشوارہ او
۴- یا دو حلقہ زعنبرین مویش — آشکار از جانب رویش
۵- دال آں کز ہمہ فرو نشست — دل بنازش گرفتہ بر سر دست

ترجمہ: (۱) اے محبوبِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپکی مدح غیر نہایت ہے گویا اسلیئے کہ آپ کا نام حمد سے مُشتق ہے۔

(۲) بچشمِ عقلِ سلیم نظر آتا ہے کہ آپکی حا دو میموں کے درمیان ہے۔

(۳) آپؐ کی حاء کا کنارہ حور کے چہرے جیسا معلوم ہوتا ہے گویا دو میم اس کی ڈو بالیاں ہیں —

(۴) یا وہ زُلف عنبرین کے دو حلقے ہیں جو حاء کے چہرے کے دونوں کناروں سے عیاں ہیں

(۵) دال (محمد کی) سب سے نیچے تشریف رکھتی ہے اسی لیئے دل اسکی ناز برداری کے لیئے ہاتھ سر پہ رکھ دیا۔

عقیدت صاحب روح البیان:

حضرت امام علامہ محمد اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا نکات لکھنے کے بعد اسمِ محمد کے وہ برکات بیان فرمائے ہیں جو فقیر گذشتہ اوراق میں لکھ چکا ہے۔ پھر اسمِ محمد سے چند آداب کا ذکر فرما کر مجمع اللطائف سے حضرت سلطان محمود غزنوی قدس سرہٗ کے ادب کا واقعہ لکھا جسے فقیر نے آداب بادشان زمان کے باب میں لکھا ہے۔

کسی نعت خواں نے ڈاکٹر اقبال کے سامنے یہ نعت پڑھی "جس کا نام ہے محمد اُس سے دو جگ ہے اجیالا" ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ دو شعر میرے بھی لکھ لو۔

فرماتے ہیں ؎

جن کا نام ہے محمدؐ اُن کا ہر مومن متوالا

قدرت کی تحریر بن جائے ؛ اُمّی اور تقریر بن جائے

بخشش کی تدبیر بن جائے ؛ پھر ہے بھولا بھالا

جن کا نام ہے محمدؐ ان کا ہر مومن متوالا

آن کی آن میں عرش پہ جاوے ؛ آنکھ کھلے تو فرش پہ آوے

مکّہ کا سورج کہلاوے ؛ دُنیا کا اُجیالا۔

جن کا نام ہے محمدؐ اُن کا ہر مومن متوالا

نکتہ از حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

توفیق الہدایہ صـ۱۰۲ میں حضرت سلطان العارفین سلطان باہو قدس سرہٗ نے فرمایا۔

"اسمِ محمدؐ کے چار حرف ہیں جن سے دونوں جہاں روشن ہیں"

ابو محمد طاہر سیف الدین المتوفی ۱۹۶۵ء بمطابق ۱۳۸۵ھ۔ فرماتے ہیں

مُحَمَّدٌ حَسْبِي فِي شِدَّتِي ؛ طُوبَى لِمَنْ مُحَمَّدٌ حَسْبُهٗ

مجھے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کافی ہیں پریشانی ودشواری میں۔ خوشخبری اس کے لیے جس کے کفیل ونگہبان محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

نقش محمدؐ واحمدؐ:

فقیر اویسی نے لاہور کے ایک پُرانے اشتہار سے یہ عبارت دیکھی ہے:

"سلطنت برطانیہ دنیا میں سب سے وسیع سلطنت ہے۔ جس کی مملکت میں سب سے وسیع حصّہ برٹش انڈیا ہے۔ اس مُلک میں

اس سلطنت نے تاریخی یادگار جو قابل اہمیت ہے۔ رائے سینا نے
تیار کی ہے۔ خداوندِ قدس نے اس اہم یادگار کی تیاری کے دوران
میں جب کہ پتھر چیرے جا رہے تھے۔ ایک سُرخ پتھر جبکہ اس کو
چیر کر ایک سے دو کیا گیا تو اس پتھر کے سینہ میں بخط ابری حضورؐ
علیہ السلام کے ہر دو نام (محمدؐ) اور (احمدؐ) منقش پائے گئے۔"
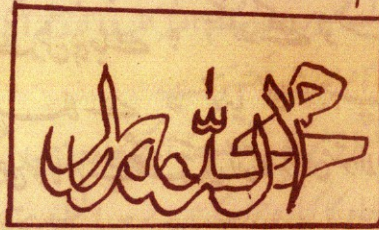
نہ خدا ہیں
نہ جدا ہیں۔

من تو شدم تو من شدی
پس کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری۔

تفصیل:- اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اللہ تعالےٰ کے مظہر اتم ہیں۔ آپؐ کا ہر معاملہ معاملۂ خداوندی ہے اسی لیے قرآن
مجید میں اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ہر امر میں
ساتھ ملایا چند آیات بطور نمونہ حاضر ہیں۔

نامِ خدا اور نامِ نبیؐ کا اتصال

حافظ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فخرِ دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ قرآن کریم میں جہاں اطاعت عبادت کے فرائض احکام
وعدہ اور وعید وغیرہ کا اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا۔ وہاں اپنے نام کے ساتھ اپنے حبیبؐ

کا نام یا منصب بھی متصلاً ذکر کیا۔

آیات حاضر خدمت ہیں۔

(۱) اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۵۹)

(۲) اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْہُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ۔

(پارہ ۹ سورۃ الانفال آیت ۲)

(۳) وَیُطِیْعُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ۔ (پ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۷۱)

(۴) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ۔

(پ ۱۸ سورۃ النور۔ آیت ۶۲)

(۵) یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ (پ ۹ سورہ انفال آیت ۲۴)

(۶) مَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۳۶)

(۷) اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (پارہ ۲۲ سورہ احزاب آیت ۵۷)

(۸) بَرَآءَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (پارہ ۱۰ سورۃ توبہ۔ آیت ۱)

(۹) اَذَانٌ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (پارہ ۱۰ سورۃ توبہ آیت ۳)

(۱۰) وَلَمْ یَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلَا رَسُوْلِہٖ وَلَا الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیْجَۃً۔

(پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۱۶)

(۱۱) اَلَمْ یَعْلَمُوْا اَنَّہٗ مَنْ یُّحَادِدِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ۔ (پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۶۳)

(۱۲) اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (پارہ ۶ آیت ۳۳ سورہ مائدہ)

(۱۳) وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ (پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۲۹)

(۱۵) وَمَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ پ ۹ سورۃ الانفال آیت ۱۳)

(۱۵) قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ (پارہ ۹ سورۃ الانفال آیت ۱)

(۱۶) فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ (پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۵۹)

(۱۷) وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۵۹)

(۱۸) وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ ۙ

(پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۵۹)

(۱۹) فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ (پارہ ۱۰ سورۃ الانفال آیت ۴۱)

(۲۰) وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ

(پارہ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۷۴)

(۲۱) وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (پارہ ۱۰ سورۃ توبہ آیت ۹۰)

(۲۲) اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۳۷

بلکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معاملہ کو خود اپنا معاملہ بتایا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

(۲۳) وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۔ (پارہ ۹ سورۃ انفال)

(۲۴) اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۔ (پارہ ۲۶ سورۃ فتح)

(۲۵) وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

(پارہ ۵)

اس عقیدہ کو آج شرک سے تعبیر کیا جا رہا ہے اور یہی بات منافقین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کی تھی۔ کیونکہ جب " مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ " جیسی آیات نازل ہوئیں تو منافقین نے کہا کہ ادھر تو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ کو واحد لاشریک لہٗ مانو۔ اور ادھر اپنی طاعت کا حکم بھی دیتے ہیں یہی شرک نہیں تو اور کیا ہے (روح البیان)

حالانکہ نبی علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ کا مظہر اتم ماننا عین اسلام ہے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ نے درختوں پر بھی اپنی تجلیات کا مظہر بنایا کما قال اللہ تبارک وتعالےٰ

إِنِّیۡ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

اس مسئلہ کو نہ سمجھا تو صوفیہ کرام کے اقوال کو کفر و شرک کہدیا مثلاً حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

غیب الغیب دے دیسوں آیا۔

شہر شہادت دیرہ لایا۔

وحدت دا تھیا اظہار ؛ احدوں ویس وٹا تھی احمد۔

یعنے محبوب کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب الغیب کے ملک سے آئے اور شہادت کے ملک میں بسیرہ فرمایا۔ یہ وحدت کا کثرت میں اظہار ہے جو احد احمد میں ظاہر ہوا۔

حضرت مولانا محمد یار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

بجاتے تھے جو انّی عبدہ کی بانسری ہر دم
خدا کے عرش پر انّی انا اللہ بن کے نکلیں گے۔

انسان بہ شکلِ محمد: دقائق الاخبار میں ہے کہ خلق الخلق علی صورۃ اسمہ محمد علیہ السلام فالرّاس مدوّر کالمیم الاولٰی والیدان کالحاء والبطن کالمیم الثانیہ والرّجلان کالدّال۔ یعنے انسان کا سر مدّور میم کی طرح اور ہاتھ حاء کی طرح اور شکم مجوّف بہ شکل میم ثانی اور پاؤں بصورت دال ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ بعض روایات میں ہے کہ کافر کو بصورت انسان دوزخ میں داخل نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ صورت انسانیہ کو تبدیل کر کے۔

سوال :۔ کافر کی صورت کیسے تبدیل کی جائے گی۔ اس کی حقیقت سمجھ میں نہیں

آرہی۔ اس کی وضاحت کیجیے؟

جواب: دوزخ میں کافروں کو ڈالا جائیگا۔ صورت محمدی کا اعزاز ان سے چھین لیا جائے گا۔ چنانچہ مندرجہ ذیل روایات سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ حضور نبی پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ضِرْسُ الْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِثْلُ أُحُدٍ۔ یعنے قیامت کے روز کافر کے دانت پہاڑ اُحد کے مانند ہو جائیں گے"

اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ مابین مناکب الکافر فی النار سیرۃ ثلٰثۃ ایام للراکب المسرع۔ یعنی جہنم میں کافر کے دو مونڈھوں کا درمیانی فاصلہ تیز رو سوار کے تین دن کی مسافت کے برابر ہوگا۔

ایک اور حدیث میں ہے جہنم میں کافر کے موٹاپے کا حضورؐ نے اس طرح ذکر کیا ہے۔ انّ غلظ جلد الکافر اثنان واربعون ذراعا۔ کافر کی جلد کا موٹاپا ۴۲ ہاتھ کا ہوگا۔ اور اس کے بیٹھنے کی جگہ کے متعلق فرمایا۔ انّ مجلسہٗ من جہنّم مابین مکّۃ والمدینۃ۔ اور جہنم میں اسکے بیٹھنے کی جگہ مکّہ و مدینہ کی درمیانی فاصلہ کے برابر ہو گی۔

جہنم میں کافر کے اعضاء اسلیئے بڑے ہو جائیں گے۔ تاکہ اُسی لحاظ سے ان کو عذاب بھی بڑا دیا جائے۔ بہر حال وجہ کچھ بھی ہو۔ ارشاد حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ حضورؐ نے جو فرمایا حق ہے۔ درست ہے اس میں عقل کو دخیل بنانا جہنّم کا ایندھن بننا ہے۔

مُہر نبوّت میں: روح البیان پارہ ۱۵ ارکوع اول میں ہے کہ "مہر نبوت پر لکھا تھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، یا لکھا تھا "محمد نبی امین" اسکے بعد ازالۂ وہم فرماتے ہیں کہ یہ اختلاف الفاظ دیکھنے والوں کے مختلف الحال ہونے کی وجہ سے تھا کیونکہ ند۔ ر

مختلف الحال ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں تجلیات مختلف نظر آتی ہیں۔

کافر کی شکل بدل جائیگی:۔ دقائق الاخبار صـ۳ میں ہے لا یحرق احد من الکفار علی صورتہ بل علی صورۃ الخنزیر ثم تحرق بالنار؛ یعنے کوئی کافر محمدی صورت میں ہو کر جہنم میں نہ جائے گا۔ بلکہ اُسے خنزیر کی شکل میں تبدیل کر کے جہنم میں پھینکا جائے گا۔

اسلام محمدؐ میں: حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حروف اسمِ مبارک محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے اعداد سے لفظ اسلام نکلتا ہے۔ چنانچہ میم اوّل سے یم حاء سے الف میم دوم سے یم اور دال سے الٓ ان کے اعداد ۱۳۲ ہوتے ہیں اور اسلام کے اعداد بھی ایک سو بتیس ۱۳۲ ہیں۔

(ملفوظات صـ۲۷۲) اور واقعی یہ حق ہے۔ اسلیئے کہ اسلام بھی تو دائے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔

۲۔ **حروف محمد صلے اللہ علیہ وسلم:** حضرت شیخ شہاب الدین احمد بن العماد الافقہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نامِ نامی "محمد" صلے اللہ علیہ وسلم کے چاروں حروف میں اسرار و رموز ہیں۔ جن میں سے کچھ یہ ہیں۔

"م" مَحوالکُفرِ بالاِسلامِ اَوْ مَحوِ سَیِّئَاتِ مَنِ اتَّبَعَہٗ یعنی مؔ سے مراد ہے مٹانا کفر کا دین اسلام کے ساتھ۔ یا مٹانا حضورؐ کے غلاموں کے گناہوں کا۔ وقیل مَلِكُ اُمَّتِہٖ۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس "مؔ" سے مراد یہ ہے کہ آپ اپنی اُمّت کے مالک ہیں۔ "ح" حُکمُہٗ بَینَ الخَلقِ بِاَحکَامِ اللہِ تعالےٰ۔ یعنی "حؔ" سے مراد یہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے احکام کے

ساتھ مخلوق میں حکم فرماتے ہیں۔ وقیل حَیَاۃُ اُمَّتِہٖ۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ "ح" حضور کی اُمت کے لیے پیغامِ حیات ہے۔

دوسری "م" فَمَغْفِرَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی لِاُمَّتِہٖ۔ یعنے دوسری میم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے اللہ تعالےٰ کی مغفرت ساتھ لائی ہے۔

"د" وَاَمَّا الدَّالُ فَھُوَ الدَّاعِیْ اِلَی اللّٰہِ۔ اور "د" یہ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے والی ہے۔ فصلی اللہ علیہ وسلم۔

فائدہ:۔ ثابت ہوا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کا ایک ایک حرف مبارک بھی ہمارے لیے موجب صد خیر و برکت اور سراپا رحمت ہے پھر خود اس نام والے آقا صلے اللہ علیہ وسلم میں کیا کیا برکتیں اور رحمتیں نہ ہوں گی؟

حضرت مولانا گنجوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ؎

۱:۔ چہ نامست ایں کہ در دیوان ہستی — ایوان ہستی میں یہ کیسا نام ہے۔ اس نام
برو نگرفت نامے پیش دستی — پر کسی کو غلبہ نہیں۔

۲:۔ چو نام ایں ست نام آور چہ باشد — جب نام کی یہ شان ہے تو نام والا کیسا ہوگا
مکرم تر بود از ھر چہ باشد — وہ ہر مکرم سے مکرم تر ہیں۔

انبیاء علیہم السلام میں فیضِ مصطفےٰ کی جھلک۔ جس طرح اللہ تعالےٰ نے اپنے اسمائے حسنیٰ سے ایک ایک اسم بعض انبیاء علیہم السلام کو عنایت فرمایا۔ اسی طرح اپنے حبیب کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی یعنے لفظ محمد سے ایک ایک حرف بعض انبیائے کرام علیہم السلام کے اسماء میں داخل فرمایا۔ مثلاً میم آدم اور ابراہیم اور اسماعیل اور موسیٰ اور سلیمان اور مسیح اور شموئیل اور ارمیا علیہم السلام کے اسماء میں اور حا نوح و صالح و یحییٰ و اسحاق علیہم السلام کے اسماء میں اور

دال آدم و داؤد و ہود و ادریس علیہم السلام کے اسماء ہیں۔

کسی شاعر نے کیا خوب لکھا ہے

وہ چہ دلکشا ہست کہ موسیٰ و مسیح ✽ افسر خود کردہ انداز میم ملک آرائے او

تا بہ میمش اسم اینکہ نوح و یحییٰ و اسحٰق را ✽ فیض حمد و حلم و حشمت دادہ انداز جلائے او

تا بہ میمش نام ابراہیم و آدم شد تمام ✽ چوں سلیمان کردہ و اسمٰعیل در دل جائے او

دال نامش کو در آخر ہود ہادی آمدہ ✽ سینۂ ادریس و آدم شد مگر ماوائے او

حضرت داؤد گر میتش وہ عالم مرصد است ✽ از ہمیں یک حرف زینت یافت تا سر پائے او

چار حروف کے رموز: اس نام مبارک میں چار حرف ہیں اور اُن کے رب تبارک و تعالیٰ کے اسمِ ذات میں بھی چار حرف ہیں اور ملائکہ مقربین بھی چار ہیں۔ جبریل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل اور پیغمبران اولوالعزم صاحبِ شرائع بھی چار ہیں۔ نوح، ابراہیم، عیسےٰ، موسےٰ علیہم السلام اور آپ کے اسمائے مشتقہ از حمد بھی چار ہیں، حامد، محمود، احمد، محمد۔ اور آپ کے خلفائے راشدین بھی چار ہیں۔ ابوبکر، عمر، عثمان۔ حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور آپ کی شریعت میں عمدہ عبادات مفروضہ و مقصودہ بھی چار ہیں نماز، روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ اور آپ کے دین اسلام میں سلاسل صوفیہ کرام بھی چار ہیں۔ قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ، سہروردیہ اور آپ کی امت میں مجتہدین عظام بھی چار ہیں، امام اعظم، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور مذہب اہلسنت والجماعت بھی انہیں چار میں منحصر ہے اور انہی کے اعتبار سے امت میں چار گروہ ہوگئے۔ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی۔ اور اجزائے اولیہ انسان و حیوان کے بھی چار ہیں۔ جنہیں اربعہ عناصر بھی کہتے ہیں۔ آب، آتش، خاک۔ باد۔ اور طبائع مخلوقات بھی چار کیفیتوں کے ساتھ متکیف ہیں۔ حرارت، برودت، رطوبت، یبوست اور علل عالم بھی چار ہیں۔ علتِ صوریہ

علت مادیہ، علت فاعلیہ، علت غایہ اور جہاتِ عالم بھی چار ہیں۔ شرق، غرب، جنوب، شمال۔

اور بہشت میں دریا بھی چار ہیں۔ دریائے شہد، دریائے شیر، دریائے آب، دریائے شراب، اور جنت میں نہریں بھی چار ہیں۔ زنجبیل، سلسبیل، رحیق تسنیم اور سدرۃ المنتہیٰ کی جڑ سے بھی چار ہی نہریں نکلی ہیں۔ نیل، فرات، سیحون جیحون اور فرائض وضو بھی چار ہیں۔ ہاتھ، پاؤں، منہ دھونا اور چوتھائی سر کا مسح کرنا اور روزے میں بھی چار چیزیں فرض ہیں، نیت کرنا۔ کھانے پینے جماع سے بچنا۔ اور غسل مسنون بھی چار ہیں۔ غسل جمعہ و عید الفطر و عید الضحیٰ و وقت احرام اور بہشت میں بھی چار سرائیں، دار الحیوان، دار الخلار، دار السلام دار المقام اور بہشت کے باغ بھی چار ہیں۔ جنت الفردوس، جنۃ النعیم، جنۃ عدن، جنۃ الماوٰے اور کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ میں بھی چار کلمے ہیں اور قرآن کی کنجی یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں چار کلمے ہیں۔ اور کتب سماویہ میں بھی چار[1] حروف ہیں اور قرآن میں آپ کا یہ نام مبارک بھی چار جگہ آیا ہے۔

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ - وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْل۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ[ط] اور زکوٰۃ چار ہی قسم کے جانوروں میں فرض ہے۔ اونٹ، گھوڑا، گائے بکری۔ اور حاملانِ عرش بھی چار[1] ہیں اور اولاد آدم میں بھی چار ہی گروہ افضل ہیں انبیاء، صدیقین، شہداء، صالحین، اور حج کی صحت چار باتوں پر موقوف ہے۔ اسلام، احرام، عرفات میں کھڑے ہونا۔ اور وقت پر حج کرنا۔ اور جو کلمات خدا تعالےٰ کو بہت محبوب ہیں وہ بھی سُبْحَانَ اللّٰہِ[ط] وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر[1]۔ اور اگر میم مشدد کو باعتبار تلفظ کے دو[2] حرف تسلیم کیا جائے

[1] اسی لیے حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہ نے فرمایا کہ سے حسن دے چار امیر جیں چوگوٹھ نوایا

تو اس نام مبارک میں پانچ حرف ہوئے اور اسمِ باری تعالیٰ میں بھی اس اعتبار سے پانچ حرف ہیں اور آپ کے دین اسلام کی بنا، پانچ چیزوں پر ہے۔ کلمہ شہادت نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ۔ اور آپ کی اُمت پر ہی نماز پانچوں وقت کی ہی فرض ہے فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور ارکان فعلیہ نماز بھی پانچ ہیں۔ دو سجدے تیسرا قیام، چوتھا رکوع، پانچواں قعدہ اخیرہ اور فرضیت حج بھی پانچ امر پر موقوف ہے۔ اسلام، حریت، بلوغ، استطاعت اور اذان بھی پانچ کلمات پر مشتمل ہے اور تمام قرآن میں پانچ سورتیں مصور بالحمد ہیں اور فرقان میں بھی صرف پانچ حرف ہیں اور انبیاء اولوالعزم مع حضور بھی پانچ ہیں اور اشرف اعضاء انسان بھی پانچ ہیں۔ سر، آنکھیں، دل، ناک اور حواس ظاہرہ بھی پانچ ہیں اور حواس باطنہ انسان بھی پانچ ہیں اور کلیات بھی پانچ ہیں اور اقسام بُرھان بھی پانچ ہیں اور علاوہ ان کے بہت سی اشیاء مناسب عدد حروف بعد تتبع و تلاش بہم پہنچ سکتی ہیں۔

اسمائے انبیاء و اسمِ مصطفٰے کا موازنہ:

ہمارے سید و آقا خواجۂ ہر دو سرا کا مقدس نام محمد ہے صلے اللہ علیہ وسلم یہ نام قدرتِ الٰہیہ کی طرف سے خود آیتِ عظیم ہے

انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کا نام بھی ایسا نہیں پایا جاتا کہ وہ نام ہی اپنے مسمّٰی کے کمالات کا شاہد عدل ہو۔ بطور نمونہ چند اسماء کا ذکر کیا جاتا ہے

حاشیہ بقیہ گذشتہ صفحہ: یعنے حسن یعنے امام الانبیاء حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمِ گرامی کے چار حروف، کائنات علوی سفلی کے حاکم ہیں انہی کے ابرو اشارہ پر نظام کائنات قائم ہے ۱۲ منہ

آدمؑ کے معنی گندم گوں ہیں۔ ابوالبشر کا یہ نام ان کے جسمانی رنگ کو ظاہر کرتا ہے
نوحؑ: کے معنی آرام ہیں۔ باپ نے ان کو آرام وراحت کا موجب قرار دیا۔
اسحٰق: کے معنی ضاحک۔ یعنی ہنسنے والا ہیں۔ ہشاش بشاش چہرہ والے تھے
یعقوب: پیچھے آنے والا۔ یہ اپنے بھائی عیسو کے ساتھ توام پیدا ہوئے تھے
موسٰی: پانی سے نکالا ہوا جب ان کا صندوق پانی سے نکالا گیا تب یہ نام رکھا گیا
یحیٰی: عمر دراز، بڈھے ماں باپ کی بہترین آرزؤں کا ترجمان ہے۔
عیسٰی: سُرخ رنگ، چہرہ گلگوں کی وجہ سے یہ نام تجویز ہوا۔

اسمار بالا کو دیکھو۔ اور ان کے معانی پر غور کرو۔ کہ وہ کس طرح مسمّی کی عظمت روحانی یا نبوت کی طرف ذرا سی بھی اشارت نہیں رکھتے۔

مگر اسم "محمد" کی شان خاص ہے۔ حضورؐ کا ذاتی نام محمد بھی ہے اور احمد بھی ہر دو اسماء ذاتی میں وحدتِ مادہ موجود ہے یعنی حمد سے بنے ہیں۔ اب معنیٔ حمد کا سمجھنا ضروری ہوا۔

جب صفات میں کمال اور نعوت میں جلال اور فطرت میں احسان بر غیر اور فیضانِ عام کے فضائل جمع ہو جائیں تو اس مجموعی کیفیت کا نام "حمد" ہوگا۔

ثنا و تکریم، رفعت شان و رفعتِ ذکر اور استلزام جود و عطا کا مجموعہ حمد کہلاتا ہے۔ حمد کی یہ جملہ صفات بدرجہ اکمل ذات سبحانی پائی جاتی ہیں۔ اَلحَمدُ لِلّٰہِ کا حرفِ لام یہی بتلا رہا ہے اور اسمِ پاک حمید بھی اسی راز کا انکشاف کرتا ہے

سیدنا حسان المؤید بروح القدس رضی اللہ عنہ نے اپنے مشہور قصیدہ کے مشہور بیت میں گویا اسی معنی کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

وشقّ لہٗ مِنْ اِسْمِہٖ لِیُجِلَّہٗ ؛ فذُو العَرْشِ مَحْمُودٌ وھٰذا مُحَمَّدٌ

محمّد۔ حمّد (مضاعف) سے مبالغہ کے لیے ہے۔ یہ اسلیے کہ نبی صلی اللہ

علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی محمود ہیں۔ ملائکہ مقربین میں بھی محمود ہیں زمرہ انبیاء، مرسلین میں بھی محمود ہیں۔ اور اہلِ زمین کے نزدیک بھی محمود ہیں۔ جو لوگ حضورؐ کا کلمہ نہیں پڑھتے۔ وہ بھی ان سجایا و شیم کے مداح ہیں۔ جن کا لزوم و ثبوت حضور کے نام کے معنی اور حضور کی ذاتِ گرامی سے بدرجہ اُتم ہے۔

ہاں حضور ہی "مقامِ محمود" والے ہیں اور لواء الحمد" حضور ہی کے رائت شاہی کا نام ہے۔ حضورؐ کی امت کا نام بھی انہی مناسبات سے "حمّادُون" ہے۔ محمد و احمد کے معانی میں الگ الگ فرق یہ ہے کہ محمد وہ ہے جس کی حمد و نعت جملہ اہل الارض والسماء نے سب سے بڑھ کر کی ہو۔ اور احمد وہ ہے جس نے ربُّ السّمٰوٰت والارض کی حمد و ثنا اہل الارض والسمٰوٰتِ سے بڑھ کر کی ہو۔ لہذا اسم پاک علم بھی ہے اور صفت بھی وہ اپنے معانی کے اعتبار سے کمالات نبوت پر دال ہے اور مدلول بھی۔

اب غور کرو کہ لغوی معنوں کے تحت میں ایک پیشگوئی بھی شامل ہے اور والشہادہ کی جانب سے جملہ عوالم واہل عالم پر راز آشکار کیا گیا ہے کہ اس اسم کے مسمیٰ کی مدح و ثناء دنیا میں سب سے بڑھ کر سب سے زیادہ توالی و تواتر کے ساتھ کی جائیگی۔

وہ کون ہے جس کا مقدس نام آج کروڑوں اشخاص کی زبانوں پر جاری اور قلوب میں ساری ہے؟ کون ہے جس کے مقدس نام کی نوبت شاہانہ مساجد کے بلند ترین میناروں سے سامع نواز ہے۔

وہ کون ہے جس کی سیرتِ پاک انسانی زندگی کے ہر لمحہ و ہر ساعت میں اور ہر درجہ اور ہر مقام پر رہنما ہے۔

وہ کون ہے جس کی رفعت فرش سے عرش تک ملی ہوئی ہے۔

وہ کون ہے جو اپنے افعال میں محمود ہے اور اپنی تعلیم میں محسود ہے۔

وہ کون ہے جس کی تعلیم کی وسعت بر و بحر پر چھائی ہوئی ہے۔

(۱) بیشک وہ "محمدؐ" ہے اسم بھی محمدؐ ہے اور مسمی بھی محمدؐ ہے اور حمد کو اس کی ذات ہمایونی سے نسبت خاص ہے۔

اسی کے مقام شفاعت کا نام "مقامِ محمود" ہے اور اُسی کی اُمت حَمَّادُوْنَ کے لقب سے روشناس ہے۔ اُسی کی لائی ہوئی کتاب کا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے افتتاح ہوتا ہے۔

(۲) ہاں اُسی کا نام احمدؐ ہے یہ بھی اسی سرچشمہ "حمد" سے نکلا ہے دونوں نام اپنے منبع و ماخذ کے اعتبار سے اتحاد نام رکھتے اور اشتراک کلیہ کے ساتھ مختص بھی ہیں

وہ مُحَمَّدْ ہے اور اسی لیے کائنات کا ذرہ ذرہ اس کا ثناگستر و مدح خواں ہے۔

وہ اَحْمَدْ ہے اور اسی لیے اس نے بارش کے قطرات سے اور ریگ کے ذرات سے بڑھ کر اپنے خالق اپنے رازق۔ اپنے ہادیٔ اپنے معطی کی حمد و ثنا پھیلائی ہے۔

ہاں وہ محمدؐ ہے اور کل دنیا اس کی مداح ہے

وہ احمد ہے اور وہ کل دنیا سے بڑھ کر اپنے رب کا حامد ہے۔

ترا محمد و احمد زمیں خواند و زماں
حمید باشد و محمود ذات ربانی
فزوں ترا ز تو کسے را نہ مدح گفت زماں
نہ برتر از تو کسے گفت حمد سبحانی

مُحَمَّدْ ؛ اَحْمَدْ

ہاں وہ پیارا ہے اُسی نے دشمن و دوست سب سے پیار کیا ہے۔

وہ حبیب ہے اور اُسی نے محبت کو تاجِ اکمال سے مزین فرمایا ہے۔

وہ محبوب ہے مگر محبین سے بے نیاز ہے۔

(۲) وہ مطلوب ہے مگر وہ طالبین سے کوئی احتیاج نہیں رکھتا۔

(۳) وہ متبوع ہے اور اس کی تبعیت دوسرے کو مطاع بنا دیتی ہے۔

(۴) وہ نبی ہے اور اُس نباوت نے ہزاراں ہزار حجاب چشم بصیرت سے ہٹا دیئے ہیں۔

(۵) وہ رسول ہے۔ اور اسی کی رسالت نے نوع بشر کو اتمام نعمت اور اکمال دین اور رضوانِ رحمٰن کے انعامات سے ممتاز فرمایا ہے۔

(۶) وہ معلم ہے اور اسی کی تعلیم نے مسیح کے اس قول اور اُمید کو پُورا کر دیا ہے کہ وہ صداقت کی ساری تعلیم دے گا۔

اُس نے اپنی درسگاہِ قدس کے دروازے کھول رکھے ہیں۔ اُس نے اپنی تعلیم پر کوئی فیس مقرر نہیں کی۔ وہ رموزات و تمثیلات میں تعلیم نہیں دیتا ہے۔ اُس نے اپنے اور ارشد تلامذہ کے درمیان اشارات خاص نہیں کیئے ہیں۔ اس کے ادبستان پر یُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ہ کا کتابہ لگا ہوا ہے۔ اس کے پاک دروس کا آغاز انسان کے جانے پہچانے علوم اور معارف کے انجام سے ہوتا ہے۔

(۷) وہ عبد ہے اور اسی کی عبودیت نے عبودیت کو اورنگ خلافت پر متمکن کر دیا ہے

(۸) وہ امین ہے اس کا یہی نام یوحنا رسول کو مکاشفات میں بتایا گیا۔ اور اس کا یہی نام قریش کی زبان پر جاری ہوا۔ اسی نام سے حضور کا احتشام و وقار نمایاں ہے اور اسی نام سے حضور کا احتشام وحی آسمانی کا امانت دار ہونا واضح ہے۔ اسی معنی کی طرف

حدیث مسلم عن ابی سعیدؓ میں صراحت کی گئی ہے۔ کعب بن اسراف کا شعر ہے۔

امین محب العباد مومر ❊ بخاتمہ رب قاہر ملخواتم

(۹) وہ اُمّی ہے اور ام القریٰ کی عزت و وقعت اسی نسبت قدسیہ سے ہے وہ اُمّی ہے اور ولید سعید کی طرح جملہ افعال و اقوال میں معصوم ہے۔

وہ اُمّی ہے۔ اور کی تعلیم حروف کتابی یا نقوش دیگر کی احتیاج مند نہیں۔

خدام الدین لاہور ۲۴ اگست ۱۹۶۲ء

یہ رسالہ اگرچہ اہلسنت کے عقائد کے خلاف ہے لیکن یہ مضمون اُسی کا ہے باقی اسماء کے متعلق فقیر کے رسالہ لمعات الضحیٰ میں دیکھئے۔

(۶) بعض محدثین کے نزدیک اللہ تعالےٰ نے اپنے اکثر اسماء سے حضور علیہ السلام کو موسوم فرمایا ہے۔ اور سیدنا عبدالکریم جیلی قدس سرہ نے فرمایا کہ کل اسماء الٰہیہ یہاں تک کہ خود لفظ اللہ (مولا) بھی حضور علیہ السلام سے موسوم ہے (فیہ مافیہ) ۲۴۶/۵ ۔ مدارج ص ۱۱۶/۱۱۷ ج اول ص ۶۱۲/۶۱۳ ج ۲۔ کشف الغمہ ص ۴۳ ج ۲ جواہر البحار ص ۲۲۵ ج ۱

فائدہ: اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ذات و صفات حق کے مظہر اتم ہیں۔

کل کائنات کی کنجی نام محمدؐ:

حضرت مفتی احمد یار خاں مرحوم نے فرمایا کہ بعض صاحبوں نے مجھ سے فرمایا کہ اعلحضرت قدس سرہ نے اس جگہ ایک نکتہ لکھا ہے وہ یہ کہ اس آیت میں ہے عِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ دوسری میں ہے لَهُ مَقَالِيدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ مفاتح اور مقالید دونوں کے معنی ہیں کنجیاں۔ اور اگر مفاتح کا اول و آخر حرف یعنی م ح لو اور مقالید کا اول و آخر حرف م، د لو۔ تو بنتا ہے مُحَمَّد (صلی اللہ علیہ وسلم) جس سے سمجھ میں آتا ہے کہ ذات رسول اللہ ہی ظہورِ عالم کی کنجی ہے لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ میں اس طرف اشارہ ہے کہ حضور علیہ السلام جیسے ہیں ویسا کوئی نہیں جانتا

حقیقت محمدیہ کو رب ہی جانے مفاتح جمع اسلیے بولا کہ آپ کی ہر ادا رحمت الٰہی کی کنجی ہے۔ آپ کا نور عالم کی کنجی کُلَّ الْخَلْقِ مِنْ نُوْرِیْ۔ قیامت میں آپ کا سجدہ شفاعت کی کنجی ہے۔ جنت میں آپ کا نام ہر نعمت کی کنجی اور جنت میں آپ کا جانا سب کے لیے جنت کے کھلنے کی کنجی (جاء الحق)

گورونانک کا ایک شعر اور اس کی تشریح: غرضیکہ آپ تمام موجودات کے لیے علت نمائی اور کل کائنات اصل الاصول ہیں۔ کسی شاعر نے اسے یوں اداء کیا ہے

کیا شان احمدی کا چمن میں ظہور ہے ⁂ ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے۔

گورونانک نے دو شعر کہے جن سے واضح ہوتا ہے کہ اصل کائنات ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں چنانچہ فرمایا ہے

عدد گنو جس انچر کے کیجیو چوگنے تا ⁂ دس ملا پنج گن کیجو کاٹو بیس بنا

باقی بچے جو نو گن کیجو دو اسمیں اور ملا ⁂ نانک ہر کے بچن سے محمد نام بنا

تشریح شعر: گورونانک کے شعر کی تشریح یوں ہے کہ آپ دنیا میں کسی انسان حیوان، چرند، پرند، جاندار، بے جان غرض کسی مخلوق۔ کسی شے کا نام لیجیے اس کے بحساب ابجد عدد نکالیے ..... ان عددوں کو چار گنا کر لیجیے۔ اسمیں دس عدد ملا دیجیے پھر پانچ گنا کر لیجیے۔ اب بیس پر تقسیم کیجیے۔ جو باقی بچے اُسے نو گنا کر لیجیے اور اسمیں دو جمع کر لیجیے۔ نتیجہ میں ۹۲ کا ہندسہ برآمد ہوگا۔ جو اسم مبارک محمدؐ کے عدد ہیں۔

فائدہ۔ یہ اشعار مع شرح ہم نے مخالفین اہلسنت کے مشہور ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور سے لیئے ہیں۔

شیخ سعدیؒ نے خوب فرمایا۔

تو اصل موجود آمدی از نخست ؂ دگر ہرچہ موجود شد فرع تست

نکتہ: حضرت مفتی احمد یار خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ؎

تری ذات میں جو فنا ہوا وہ فنا سے نو کا عدد بنا جو اسے مٹانے وہ خود مٹے وہ ہے باقی اس کو فنا نہیں۔

شرح: لفظ محمد کے عدد ہیں بانوے ۹۲ اور بانوے میں دہائی ۹ کی ہے اور نو کے عدد میں عجیب تماشہ ہے کہ ۹ کو سارے پہاڑے میں گن جاؤ۔ مگر نو ہی رہتا ہے۔ ۹، ۱۸، ۲۷، ۳۶، ۴۵، ۵۴، ۶۳، ۷۲، ۸۱، ۹۰۔ ان کے مکتوبی عددوں کو ملاؤ تو نو ہی بن رہے ہیں۔ اسی طرح ایک سے لے کر ۹ تک کی اکائیاں لو۔ جب اکائیوں کی اکائیاں ملاؤ گے تو ۹ ہی بنے گا۔ جیسے کہ ۱ اور ۸، ۲ اور ۷، ۳ اور ۶، ۴ اور ۵

(شانِ حبیب الرحمٰن)

جیسے پہلے اس کی مختصر سی تحقیق گذر چکی ہے۔

حروفِ محمد کے انعامات

نکتہ: بقاعدہ حروفِ ابجد لفظ محمد کے بانوے ۹۲ عدد ہیں۔ حق سبحانہ تعالےٰ نے آپ کو بانوے انعام ایسے عطا فرمائے ہیں کہ آج تک دوسرے کو نہیں ملے۔

(۱) آپ کی ذاتِ مقدس کو رحمۃ للعلمین کر کے بھیجا۔

(۲) مقام محمود عطا فرمایا اور خبر دیدی عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

(۳) ایک رات آپ کو ایسی دی کہ اس کی عبادت ہزار مہینے کی عبادت سے بہتر ہے چنانچہ فرمایا ہے۔ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ۔ یعنی لیلۃ القدر بہتر ہے ہزار مہینے

(۴) حوضِ کوثر آپ کو انعام دیا۔ چنانچہ کلام بلاغت نظام ناطق ہے اِنَّا اَعْطَیْنٰكَ

الکوثر بے شک ہم نے بخشدی تم کو کوثر۔ جس کا پانی شہد سے زیادہ شیریں دودھ سے زیادہ سفید۔ برف سے زیادہ ٹھنڈا۔ مُشک سے زیادہ خوشبودار ہے جس کو آپ کی امتِ مرحومہ نوش کرے گی۔

(۵) آپؐ کی امت کو میدانِ حشر میں پیاس نہ لگے گی۔

(۶) ان کا چہرہ مثل چودھویں رات کے چاند کے روشن ہوگا۔

(۷) ان کے پسینہ سے مُشک و عنبر کی خوشبو نکلے گی۔ آنکھوں میں وہ نور پیدا ہوگا کہ اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہ کے دیدار اور تجلی کو دیکھ سکیں گے۔

(۸) رمضان شریف کا مہینا آپ کو عطا فرمایا اور سحری کا وقت مقرر کیا۔

(۹) ایک نیکی کے بدلے میں دس گنا ثواب ملیگا۔ چنانچہ قرآن پاک شاہد ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا یعنی جو شخص ایک نیکی لیکر آیا اس کو دس نیکیوں کا ثواب دیں گے۔

(۱۰) آپؐ کی امت میں سے بعد گناہ کرنے کے جو توبہ کرلے پاک لوگوں سے زیادہ پیارا اور محبوب ہے۔ چنانچہ کلام ملک علام ناطق ہے وَيُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ غور کرنے کا مقام ہے کہ توبہ کرنیوالوں کو پہلے فرمایا۔ اور پاک لوگوں کو بعد میں رکھا۔

(۱۱) بیداری اور جسمانی آپ کو معراج ہوئی۔ کما قال سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ (پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندہ کو)

فائدہ: عبد کے لفظ سے ثابت ہوگیا کہ مجسم معراج ہوئی۔ اسلئے کہ عبد روح مع الجسد کو کہتے ہیں۔ خالی روح کو عبد نہیں کہتے۔ باقی ابحاث فقیر کی کتاب "معراجیہ" میں ہے۔

(۱۲) جمعہ میں ایک ساعت ایسی دیدی کہ جو دعا نیک کی جائے وہ مقبول ہو۔

(۱۲) نماز کے مقبول ہونے کی پہچان دُنیا میں ظاہر کردی تاکہ تسلی واطمینانِ قلب حاصل ہو۔ چنانچہ قرآن مجید گواہ ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ۔ یعنی نماز مقبولہ کی دو پہچان ہیں۔ (۱) بے حیائی سے بچاوے (۲) نافرمانیوں وبرائیوں سے نجات دے۔ جس نمازی میں یہ بات نہ ہو اس کی نماز غیر مقبول ہو۔

(۱۳) نماز کے مردود ہونے کی بھی خبر دیدی فرماتے ہیں۔

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ یُرَآءُوْنَ ۔

یعنی جو شخص بے وقت اور سُستی سے نماز پڑھتا ہو اور دکھاوے کی نماز پڑھے یعنی نماز کے ارکان باقاعدہ ادا نہ کرے۔ بیگار سمجھے اسکی نماز غیر مقبول ہے

(۱۴) برائیوں کے دُور کرنے کا علاج فرمادیا کہ اگر تم سے برائیاں سرزد ہو جائیں تو نیکیاں یعنی صدقات، خیرات، نوافل ادا کرو۔ اور ورد وظائف، بالخصوص درود شریف اور استغفار کی کثرت کرو۔ صاف حکم محکم سُنادیا یہ انعام خاص ہے غور کرو۔ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئَاتِ یعنی نیکیاں مٹادیتی ہیں بُرائیوں کو۔

(۱۵) احکم الحاکمین اپنے محبوب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم الیٰ یوم الدین کی امت سے قرض مانگتا ہے کما قال وَاَقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا ۔ اور قرض بھی کس پیار سے مانگا ہے کہ قرض حسنہ دو تقاضا نہ کرنا ہم روزِ جزا کو ادا کردیں گے۔

نکتہ برائے استقراضِ حق: اسمیں حکمت یہ ہے کہ دُنیا میں بدلہ چاہو گے تو وہ ناپائدار ہے اور آخرت کا انعام دائمی ہے اگر ہماری مرضی پر چھوڑ دو گے تو ہم اپنی شان

کے موافق انعام دیں گے۔ جو تمہارے وہم و گمان سے باہر ہے۔

فوائد:۔ (۱) خلوص سے خدا کی راہ میں لڑنا۔ ناموری و نمود منظور نہ ہو۔

(۲) درویشوں گوشہ نشین اور علمائے اہلسنت اور ان کے مناظرین کی خدمت کرنا تاکہ وہ پریشان نہ ہوں جس سے دینی امور میں سستی آجاتی ہے۔

(۳) ان طلبہ کی جو علم دین محض اس غرض سے پڑھتے ہیں کہ ہم اللہ کے بندوں کو ہدایت کرینگے اور دشمنان اسلام سے مقابلہ کریں گے۔ ان کی خدمت کرنا گویا اللہ تعالےٰ کو قرض دینا ہے۔

(۴) یتیموں معصوم کے ساتھ محبت کرنا۔ جن کا بظاہر کوئی سرپرست و پرسان حال نہیں ہے۔ مثل اپنی اولاد کے سمجھنا گویا ذات بحت کو قرض دینا ہے۔

(مزید خواص فقیر کی کتاب "خصائص رسولؐ" میں ہیں)

کیا ہی عجیب نکتے ہیں:۔

(۱) حبیبِ کبریا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میم آپ کی محبوبیت اور محمودیہ اور مصطفائی کی طرف اشارہ اور حا رحامدیہ اور حمایتِ امت اور دال دعوتِ خلق کی طرف اشارہ ہے۔ اس قیاس پر یہ اسم آپؐ کے دو سو تنتالیس ۲۴۳ صفات کا اجمال ہے کہ اُن میں سے دو سو ۲۰۰ مصدر بمیم اور چونتیس ۳۴ مصدر بحا اور نو ۹ مصدر بدال ہیں گویا ہر حرف اس کا حروف مقطعہ کی طرح معانی متعددہ پر دال ہے۔

(۲) میم اوّل سے باعتبار اعداد چالیس ۴۰ سال اور حاء سے حکومت اور میم ثانی سے ملک آخرت اور دال سے دنیا مراد ہے اور گویا اس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ اُس جناب کو چالیس ۴۰ سال کی عمر میں حکومت، دنیا و آخرت اور دونوں جہانوں کی ریاست جناب احدیت سے عنایت ہوئی۔

(۳) اعداد دونوں میم سے کہ اسّی اور حاء کے آٹھ اور دال کے چار کل بانوے ۹۲ سے اُن بانوے ۹۲ چیزوں کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے مخصوص فرمائیں۔ تیس ۳۰ پارہ قرآن اور تیس ۳۰ روزے رمضان اور سترہ ۱۷ رکعت نماز پنجگانہ اور چار ۴ وزیر دو اہلِ سماء سے جبرئیل و میکائیل اور دو ۲ اہلِ زمین سے ابوبکرؓ و عمرؓ اور چار اہلِ عبا۔ علی، فاطمہ، حسن و حسین، (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) اور سبع مثانی یعنی سورۂ فاتحہ۔

(۴) میم سے دو ۲ جگہ مالک اور حاء سے باعتبار اعداد کے ہشت بہشت اور دال سے دُنیا مراد ہے تو گویا اس جانب اشارہ ہے کہ مالک حقیقی خداوند ازلی نے اپنے حبیب کو ہشت بہشت اور ملک دُنیا کا مالک و مختار فرمایا۔

(۵) میم ثانی کو وسط میں مشدد لانے سے اس جانب اشارہ ہے کہ اُس جناب کو دونوں عالم سے علاقہ ہے۔ شعر

اُدھر اللہ سے واصل اِدھر مخلوق میں شامل ؏ خواص اس برزخِ کبریٰ میں ہے حرف مشدد کا ؏

مگر حاء کو پہلے اور دال کو پیچھے لانا صریح اس امر پر دلالت کر رہا ہے کہ توجہ اُس جناب کی اُس عالم کی طرف ہے اگر ہدایت اہلِ دنیا آپ کے متعلق نہ ہوتی دنیا میں قدم نہ رکھتے۔ اور اس کی طرف توجہ نہ فرماتے۔

(۶) میم اوّل سے باعتبار اعداد مُدت تخمیر طینۂ آدم علیہ السلام مُراد ہے اور حاء سے ہشت بہشت اور میم ثانی سے مراتب حضرات اولیائے کرام کو چالیس ہیں اور دال سے ترکیب جملہ سفلیات از اربع عناصر تو گویا پورے مجموعہ سے اس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ مسمّٰی اس اسم کا باعث تخمیر طینۂ آدم اور موجب رونق جنت اور مرجع ارباب ولایت اور سبب پیدائش دنیا و ما فیہا ہے۔ شاید امیر حسن علائی سنجری مؤلف فوائد فواد نے اس رباعی میں یہی مضمون

مراد لیا ہے۔

رُباعی

یک حرف تو چہل صباح عالم انور ٭ یک حرف تو ہشت خلد را مایۂ نور
حرف سومیں چہل ولی را دستور ٭ زاں چار چہار رُکن عالم معمور

اس بنا پر وجہ تقدیم میم اور تاخیر دال یہ ہوگی کہ آدم اشرف مخلوقات اور عناصر سفلیات ہیں۔

(۷) بعض ارباب اشارت لکھتے ہیں کہ میم اوّل سے مراد منّت ہے اور حا سے محبت اور میم ثانی سے مغفرت اور دال سے دوام داشتن دین اسلام پس گویا مجموعہ نام سے اس طرف اشارہ ہے کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہم نے تجھ پر اور تیری امت پر طرح طرح کا احسان فرمایا لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اور اُن کی مغفرت فرما کر آتش دوزخ سے بچایا۔ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ۔ اور تیری امت اور تیرے قلب میں اپنی محبت القا کی اور تیرے دین کو قیام قیامت تک تغیر و زوال سے نگاہ رکھا۔

(نزہۃ المجالس ص۲۶۷)

محمدؐ مختار ہیں کُل کائنات کے

دونوں لفظوں (محمد اور رسول اللہ) پر غور کر لیا جائے تو کوئی مسلمان آپ کے "مختار" ہونے کا انکار نہیں کر سکتا۔ اسلیئے کہ نام محمدؐ میں دونوں میموں سے دُنیا و آخرت کے دونوں ملکوں کی طرف ح سے رحمت کی طرف اور دال سے دوام اور ہمیشگی کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی دنیا و آخرت میں بفضلہٖ تعالیٰ ہمیشہ کے لیے پیارے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پیاری پیاری رحمت والی بادشاہی ہے

جیساکہ اکابر علماء و اولیاءِ اُمّت کی مقبول و مستند ہوں کہ آپ جملہ کائنات کے ذرہ ذرہ کے رسول ہیں کما قال علیہ السّلام "اُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّةً اور رسالت کا معنیٰ سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ [جن کا پایۂ علمی و خدمتِ حدیث بالاتفاق مسلّم ہے] فرماتے ہیں "معنیٰ رسالت کیا ہے؟ یہ کہ رسول، خدا اور خلق کے درمیان واسطہ ہوتا ہے۔ خدا سے فیض ملتا ہے اور مخلوق کو عطا فرماتا ہے۔

" معجزات دکھاتا ہے اور زمین و آسمان میں تصرّف فرماتا ہے۔ دو انگلیوں کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے کرتا ہے اور پانچ انگلیوں سے پانچ چشمے بہاتا ہے۔ درخت اُس کو سجدہ کرتے ہیں اور شجر و حجر سلام کہتے ہیں۔ پیغمبر شریعت پیش کرتا ہے اور جہاں کو علم و عرفان سے منور کرتا ہے۔ کافروں کو کفر اور جاہلوں کو جہالت سے نکالتا ہے۔ دُور والوں کو نزدیک کرتا ہے اور اور گمراہوں کو راہِ راست پر لاتا ہے اپنی صورت و سیرت اور تمام ظاہری و باطنی خوبیوں میں سب سے زیادہ اور سب سے بالاتر ہوتا ہے۔ اور کوئی شخص کسی خوبی میں اس کی مانند نہیں ہو سکتا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

جب ہمارے حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت عامّہ ثابت ہے۔ تو پھر اختیار کل کیوں۔ جب کہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے آپ کا عہدہ بلند اور حلقۂ رسالت وسیع ہے آپ جن و انس، اولین و آخرین، حیوانات و نباتات، جمادات، ملائکہ کرام انبیاء عظام۔

ہ مکتوب ۱۷ اخبار الاخیار صفحہ ۱۴۱

غرضیکہ تمام مخلوقات و کُل کائنات کے رسول ہیں۔ اور بطور مثال ماتحت حکام سے صدرِ مملکت تک ہر ایک عہدہ و منصب سے ظاہر ہے کہ جتنا کسی کے عہدہ بلند اور وسیع ہوتا ہے۔ اُتنے ہی اُس کے اختیارات زیادہ ہوتے ہیں۔
لہٰذا جس کو آپ کے "رسولِ کُل" ہونے پر ایمان ہے اسے آپ کے "مختارِ کُل" ہونے کا انکار کیونکر ہو سکتا ہے؟ کیا جس چیز کے آپ رسول ہیں اُس کے حاکم و مختار نہیں ہیں؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ کا مولےٰ تعالےٰ آپ کا حلقۂ رسالت سب سے وسیع بنائے اور عہدہ آپ کو سب سے بلند اور بڑا عطا فرمائے۔ لیکن اختیار آپ کو کسی بات کا نہ دے یہ عجیب منطق ہے۔ بلکہ ہمارا تو عقیدہ ہے کہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے غلاماں غلام اولیاء کرام کو بھی بہت بڑا اختیار حاصل ہوتا ہے چنانچہ شاہ صاحب قدس سرہٗ نے فرمایا۔

"پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا کمال دیکھ اور مشاہدہ کر کہ وہ آپ کیسے عظیم الشان بادشاہ ہیں کتنے غریب نواز ہیں۔ اور کس طرح ملک و دین و دنیا بخشتے ہیں۔ کہ غوث الثقلین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ جیسے آپ کے فرمانبردار، بندگانِ بارگاہ بھی دین کو زندہ کرتے ہیں۔ جن و انس کے فریاد رس ہیں زمین و آسمان کے بادشاہ ہیں۔ اور ملک و ملکوت میں تصرف کرتے ہیں[۱]"

کُتبِ سماویہ کی گواہی:۔ پہلی کتب آسمانی میں اس کی یوں تشریح تھی۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے تورات مقدس میں بھی صاف فرما دیا ہے کہ **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَبْدِیَ الْمُخْتَار**۔ دوسری روایت میں ہے **عَبْدِیَ اَحْمَدُ الْمُخْتَار**[۲]۔

---

[۱] مکتوب ۲۹، اخبار الاخیار صنہ ۳۲ [۲] السیرۃ الجلیلۃ ج ۱ صنہ، مشکوٰۃ شریف صنہ ۵۱۱

نیز فرمایا کا نّھم یطلبون رضائی و انا اطلب رضاك یا محمدؐ
یعنی اے پیارے محمدؐ! دونوں جہان میری رضا چاہتے ہیں اور میں تیری رضا کا طالب ہوں"
(فتاوٰی رشیدیہ صفحہ ۱۵۰ / نزہتہ المجالس ج ۲ ص ۱۳۵)

وہ بھی دیکھا یہ بھی دیکھو:۔ یہ دلائل تھے ہمارے عقیدہ کے۔ لیکن دیوبندی وہابی غیر مقلدین اور مودودی مکتب فکر کے پیشوا مولوی اسماعیل نے لکھا ہے کہ جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ اور یہ کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان ص ۴۹-۱۰)

درس عبرت: ناظرین خود سوچیں کہ یہ لوگ ایسے عبارات لکھ کر ذرہ بھر بھی نہیں شرماتے اور نہ ہی انہیں شرم و حیا ہے جو ایسی عبارات کو صحیح مانتے ہیں۔

دلائل الخیرات اور مطالع المسرات: دلائل الخیرات میں ایک درود شریف ہے۔ جسے ہم نے پہلے لکھا ہے۔ جس کا آغاز یوں ہوتا ہے۔

اللّٰھم صل علی سیدنا محمد ن حاء الرحمۃ الخ

اس کے لیے ایک مجرب کہانی بھی ہم لکھ چکے ہیں۔ اب یہاں پر صرف مطالع المسرات کی تقریر لکھتے ہیں جو ہمارے مسلک کے مطابق ہے۔

الھلك ملکان ملك الدنیا وملك الاخرۃ فالمیم الاولی للاول والثانیۃ للثانی والرحمۃ عامۃ لھما فکانت الحاء واحدۃ وکانت بینھما تجاذبا ھا فکل واحد منھما مستمسك بحظه منھا و

ولانها صلة بين الملكين لانه انما يتصل للمرء نعيم الدنيا بالآخرة فتلك الرحمة مما يتصل له باستمساكه به صلے اللہ علیہ وسلم وتاخرت الدال لان الدوام امر يعرض من قبل انها يات ويكون متصلا بالملك الثاني دلالة على انه هو الدائم اما الاول فلا دوام له

(ص۱۶۲ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: ملک دو ہیں۔ دنیا و آخرت پہلا میم پہلے کے لیے ہے۔ دوسرا دوسرے کے لیے اور رحمت ہر دونوں کو عام ہے۔ اسی لیے حاء ایک ہی دونوں سے متعلق ہے اور درمیان میں ہے تاکہ دونوں ملکوں کو شامل ہو اور ہر دونوں دونوں ملکوں کو ملانے والی ہے۔ اسیلے کہ ہر انسان کو آخرت کی نعمت دنیا کی نعمت کی وجہ سے ملے گی۔ بشرطیکہ وہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا دامن مضبوط پکڑے یہاں تک کہ آپ اسے آخرت کی نعمت تک پہنچا دیں۔ اس معنے پر دونوں ملکوں میں واسطہ ہیں اور دال کو مؤخر کیا گیا۔ کیونکہ دوام اس ملک کے لیے ہے جسے مداومت ہے یعنے آخرت کا ملک ورنہ دنیا کے ملک کو تو فنا ہے۔

اس سے سمجھ لیجئے کہ اکابر امت و اسلاف ملت کا یہی عقیدۃ تھا جو ہم بیان کیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اسی عقیدہ پر زندہ رکھے اور اسی پر موت دے اور اسی پر حشر ہو۔ (آمین)

مولانا جامی قدس سرہٗ:

یہی مولانا عارف جامی نے لکھا ہے

محمد کش قلم چوں نامور ساخت ‌ ‌ ‌ ‌ زمیمش حلقہ طوق و کمر ساخت

خط لوح عدم زاں حرف حک شد ‌ ‌ ‌ ‌ ازاں سر حلقہ ملک ملک شد

توانند شد ز سر حاش آگاہ ⁂ خرد با جملہ دانش حاش للہ

دریں دیر مسدس زد ستِ وش ⁂ مثمن روضۂ از ہشت گلشن

چوں پا آراست از خلخال دانش ⁂ سر دین پروراں شد پائیمالش

چہ نام ست اینکہ در دیوان ہستی ⁂ بر و نگرفت نامی پیش دستی

زبانم چوں از و حرفی سراید ⁂ دل و جانم ز لذت پُر بر آید

چو نام اینست نام آور چہ باشد ⁂ مکرم تر بود از ہر چہ باشد

مکرم شد ز عالم نسل آدم ⁂ مکرم تر دلیست از ہر مکرم

ترجمہ: قلم نے جب حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لکھا تو ایک میم کو آپ کا طوق دوسرے کو کمر بنایا اُس وقت سے عدمِ وجود ملا یہی وجہ کہ آپ ملک و مُلک کے سردار ہیں۔

آپ کے نقطہ حاء کے اسرار سے آگاہی کیسے ہوسکتی ہے۔بس اللہ تعالیٰ کی شان۔ہاں اتنا سمجھیے کہ یہ دنیا کی چار دیواری آپ کی حاء سے روشن ہے ایسے ہی بہشت کے آٹھ باغ اسی سے آباد ہیں۔آپ کے اسمِ گرامی کی دال بمنزلہ خلخال کے ہے۔ اسلیے دین کے عشاق اس کے پاؤں پر سر رگڑ رہے ہیں۔ یہ نام کیسا ہی بلند قدر ہے کہ اس بڑھ کر کسی کو قدر و منزلت نصیب نہیں۔آپ کے اسم گرامی کا صرف ایک حرف ہی ایسا ہے کہ جونہی اسے زبان پہ لاتے ہیں تو ہماری زبان لذت سے لبریز ہو جاتی ہے۔جب ان کے نام پاک کا یہ حال ہے تو نام والے کا کیا شان و قدر ہوگا۔بس یوں سمجھیے کہ نسل آدم بلکہ کل عالم کے ہر مکرم سے آپ مکرم تر ہیں صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ہر حرف محمد میں نئے کرشمے اور نئی برکتیں

حضرت سلطان الواعظین الحاج مولانا علامہ محمد بشیر کوٹلوی مدظلہ نے حروف محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو خوب منظوم فرمایا:-

حروفِ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

(م)

کلمہ میں میم اور مسلمان میں بھی میم ⁂ اسلام میں ہے میم تو ایمان میں بھی میم

جو صوم میں بھی ہے میم تو رمضان میں بھی میم ⁂ رحمت میں ہے جو میم تو رحمان میں بھی میم

اسمیں ہے جلوہ رحیم و کریم میں ⁂ کیا کیا برکتیں ہیں دیکھو محمدؐ کے میم میں

ہے آسمان میں بھی میم زمین میں بھی میم ہے ⁂ اور ہے مکان میں میم مکین میں بھی میم ہے

الہام اور روح امین میں بھی میم ہے ⁂ راقم قلم میں لوح مبین میں بھی میم ہے

اس میم کی بہار ہے باغ نعیم میں ⁂ کیا برکتیں ہیں دیکھو محمدؐ کے میم میں

گر حمد میں ہے میم تو حامد میں میم ہے ⁂ اور مردِ حق میں میم مجاہد میں میم ہے

اور میم ہے نماز میں، مسجد میں میم ہے ⁂ اور میم ہے مرید میں مُرشد میں میم ہے

اس میم ہی کا نور ہے قلب سلیم میں ⁂ کیا برکتیں ہیں دیکھو مُحمدؐ کے میم میں

(ح)

اہلِ حیا رکو ح سے ہی حاصل حیا ہوئی ⁂ حاصل شہید حق کو حیات و بقا ہوئی

اور دل میں پیدا ح سے ہی حُبِ خدا ہوئی ⁂ ح سے حسین کو حُسن کی دولت عطا ہوئی

ح حج میں حجرِ اسود و بیت الحرام میں ⁂ کیا کیا برکتیں ہیں ح کی محمدؐ کے نام میں

یہ ح لحد میں ساتھ ہے رحمت کے واسطے ⁂ محشر میں بھی ہے ساتھ یہ رحمت کے واسطے

حل مشکلوں کو کرتی ہے ہر اک مقام میں ⁂ کیا برکتیں ہیں ح محمد کے نام میں۔

محبوب میں بھی ح ہے محبت میں بھی ہے ح ⁂ ح حاکم میں ہے تو حکومت میں بھی ہے ح

گر ح حکیم میں ہے تو حکمت میں بھی ہے ح ⁂ رحمان میں جو ح ہے تو رحمت میں بھی ہے ح

حیدرؓ و حسین علیہ السلام[۱] میں ⁂ کیا برکتیں ہیں ح کی محمدؐ کے نام میں

۱؎ وزن شعری کی وجہ مولانا نے علیہ السلام لکھا ورنہ رضی اللہ عنہ ہونا چاہیئے۔ اویسی

محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے جلوے

[شاعرِ ملت حامد الوارثی، فیصل آباد]

نگیں میں جبیں میں، ثمیں میں خبر میں، اثر میں، محمدؐ کے جلوے
زمیں، مکیں میں یسار و یمیں میں، قمر میں محمدؐ کے جلوے
چمن میں، دمن میں، کرن میں، سمن میں، شجر میں، ثمر میں، محمدؐ کے جلوے۔
سمندر میں، صحرا میں، دشت و جبل میں، ہر خشک و تر میں محمدؐ کے جلوے
قلم میں، علم میں، ہمم میں، حشم میں، کرم میں، حلم میں، ازم میں، حرم میں۔
ہوا میں، خلا میں، نوا میں، حجر میں، گہر میں۔ محمدؐ کے جلوے
طلب میں، سبب میں، طرب میں، غضب میں، ادب میں، لقب میں، عجب میں، نسب میں
اُمم میں، ملک میں، جہاں میں، جناں میں، صحف میں، عنبر میں محمدؐ کے جلوے
کفو میں، رفو میں، علو میں، نمو میں، سبو میں، وضو میں، گلو میں، حلو میں
وفا میں، ادا میں، دعا میں، شفا و جبیں میں، نظر میں محمدؐ کے جلوے
لہک میں، لچک میں، دہک میں، چمک میں، بشر میں، ملک میں، فلک میں، سمک میں
مکاں میں، زماں میں، عیاں میں، نہاں میں، سفر میں، حجر میں محمدؐ کے جلوے
نگوں میں، فزوں میں، جنوں میں، سکوں میں، جگوں میں، دروں میں، بروں میں،
سبق میں، رمق میں، افق میں، شفق میں، ڈگر میں، نگر میں محمدؐ کے جلوے
یہ پھول اور خوشبو یہ رنگ اور روغن ہیں محبوبِ حق کی تجلّی سے روشن
زباں میں، دہن میں، قلم میں، سخن میں، تخیّل میں، سر میں محمدؐ کے جلوے
چمن میں، کلی میں، وطن میں، گلی میں، ادھر بھی، اُدھر بھی، یہاں بھی، وہاں بھی
عرب ہو، عجم ہو۔ جہاں میں جائیں، حامد ہیں ہر بام مکان میں محمدؐ کے جلوے

میم ثانی

اسی میم سے مراد ملی بے مُراد کو ⁂ اس میم نے ملایا ہے حق سے عباد کو

اس میم نے مٹایا ہے کفر و عناد کو ⁂ اس میم سے ہی موت جہانِ فساد کو

اس میم سے بہشت میں اپنا مکان ہے ⁂ کیا دوسری بھی میم محمد کی شان ہے

اس میم نے مٹائی ہے ظلمت قدیم کی ⁂ اس میم نے دلائی ہے رحمت رحیم کی

اور ہے یہ میم ملجا و ماویٰ یتیم کی ⁂ مکہ مدینہ میں بھی برکت ہے مقیم کی

یہ میم مجرموں کو پیامِ امان ہے ⁂ کیا دوسری بھی میم محمد کی شان ہے

اس میم سے تو لطف ہے مولا کے نام میں ⁂ اس میم ہی کا جلوہ ہے زمزم کے جام میں

اس میم ہی کا نور ہے بیت الحرام میں ⁂ اس میم سے مدد ملی مُشکل مقام میں

یہ میم ہی تو موجب ہر دو جہاں میں ⁂ کیا دوسری بھی میم محمد کی شان ہے

(د)

آدمؑ ہوئے فرشتوں کے مسجود دال سے ⁂ شیطان جنابِ حق سے ہے مردود دال سے

حامد جو دال سے ہے تو محمود دال سے ⁂ دونوں جہاں ہو گئے موجود دال سے

دین اور دنیا دونوں محمد کا مال ہے ⁂ بنیاد دو جہاں محمد کا دال ہے

دانش میں ہے جو دال تو دانا میں دال ہے ⁂ دُرِّ صدف میں دال ہے دریا میں دال ہے

ہر دل میں دال ہی کا تو دیکھو جمال ہے ⁂ بنیاد دو جہاں محمد کا دال ہے

اس دال سے قبول خدا کو درود ہے ⁂ اس دال سے ہی دہر میں ہر اک وجود ہے

مردِ سخی دل سے فیض اور جود ہے ⁂ خوش دال سے شہید پہ رب و ورود ہے

نزدیک و دور "دال" کا فیض کمال ہے

بنیاد دو جہاں محمد کا دال ہے

اشعار

اعلیحضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے نام محمد پہ عقیدت کے جواہر نثار کیئے ؎

(۱) تیرے نام پہ میری جاں فدا اک جاں کیا دو جہاں فدا
دو جہاں سے نہیں جی بھرا کروں کیا کروں جہاں نہیں

(۲) حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں۔
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مرداں عرب۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ؎

یہی نام ہے بیکسوں کا سہارا۔
یہی نام ہے دردمندوں کا چارہ
میرا منہ لیا چوم روح الامیں نے
لیا میں نے جس وقت نام محمد صلے اللہ علیہ وسلم

اسم محمد پر نقطہ کیوں نہیں: ۔ چونکہ نقطے کی ظاہری شکل و صورت مکھی کے مشابہ ہے۔ اسی لیے اللہ تعالےٰ کو گوارا نہ ہوا کہ اپنے محبوب کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نام اقدس پر ایک گندی شے کے مشابہ کوئی شے ملحق ہو۔ چنانچہ حضرت امام شہاب الدین خفاجی حنفی نے نسیم الریاض ج ۳ ص ۲۸۲ میں لکھتے ہیں۔

”وتظرف بعض علماء العجم فقال محمد رسول اللہ لیس فیہ حرف منقوط لان النقط تشبہ الذباب فصین اسمہ“

اس کے بعد امام موصوف قدس سرہ نے نظم میں یوں لکھا ہے

لقد باالذباب فلیس یعلو ؛ رسول اللہ محمود احمد
ونقد الحرف یحکیہ بشکل ؛ لذاک الخط عنہ وقد تجرد

اس کا اور عربی عبارت کا وہی مفہوم ہے جو ہم نے اوپر عرض کر دیا ہے۔

پیارے غوث جیلانی کے جسم پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی

امام موصوف کتاب مذکور کے اسی مقام پہ لکھتے ہیں کہ " وقد نقل مثلہ عن ولی اللہ العارف بہ الشیخ عبد القادر الکیلانی۔ یعنے جیسے حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔

کرامت اور معجزہ ایک شی ہے

یہاں پر کسی کو غلط فہمی ہو کہ نبی علیہ السلام اور غوث پاک کی ایک شان ہوگئی۔ اس کے سوال میں امام موصوف لکھتے ہیں۔

" ولا بعد فیہ لان معجزات الانبیاء قد تکون کرامتہ اولیاء امتہ "

یعنے اس میں کوئی اشکال نہیں۔ اسلیئے کہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اولیاء کی کرامت کے طور پر ظاہر ہوتی ہیں۔ اس مسئلہ کی مزید تحقیق فقیر اویسی غفرلہ کے رسالہ " احیاء الموتیٰ " میں دیکھیئے۔

غوث جیلانی کا کیا کہنا

امام شعرانی قدس سرہٗ نے لکھا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی نیند بھی ناقض وضو نہیں تھی۔ علاوہ ازیں غوث پاک کے کمالات کی تفصیل فقیر کی کتاب بڑے پیر کی بڑی شان پڑھیئے۔ اسی علت پر ہم اہلسنت حضور نبی اکرم

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تاریک سایہ کے قائل نہیں۔

سایہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نفی کے دلائل

جسے اللہ تعالے نے عقل وفہم اور ذکاء عطا فرمایا ہے۔ وہ یہ مختصر دلیل سمجھ جائیگا کہ جس ذات کے نام پر بے عیب شے (نقطہ) ایں معنی عیب ہے کہ وہ ایک عیب والی شے یعنے سایہ کیونکر ہوسکتا ہے۔ اسی لیے ہم اہلسنت اپنے آقا مولا حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے عدم سایہ کے قائل ہیں۔

اور یہ امر احادیث واقوال علماء کرام سے ثابت ہے اور مدعا پر دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ نُور ہیں اور نور کے لیے سایہ نہیں۔ کیونکہ سایہ اس چیز کا پڑے گا۔ جو کثیف ہو۔ اور انوار کو اپنے ماسوا سے اگر سایہ پڑے تو روشنی کون کریگا۔ یہی وجہ ہے کہ آفتاب کا سایہ نہیں ہے۔

(۱) یہی وجہ ہے کہ مکتوبات شریف میں ہے۔

"اورا صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نبود در عالم شہادت کہ سایہ ہر شخص لطیف تر است چوں لطیف تر از وے صلی اللہ علیہ وسلم در عالم نباشد اورا سایہ چہ صورت دارد"

اور جلد سوم مکتوب سوم اور مکتوب ۱۲۲ میں فرمایا۔

"واجب تعالے را چرا ظل باو کہ ظل موہم تولید مثل است ونبی از شائبہ عدم کمال لطافت اصل ہر گاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را از لطافت ظل نبود و خدائے محمد را چگونہ ظل باشد"

اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا عالم شہادت میں سایہ نہ تھا۔ اسلئے کہ ہر شخص کا سایہ اس سے زیادہ لطیف ہوتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جہان میں کوئی چیز زیادہ لطیف نہ تھی۔ اسلئے آپ کا سایہ کس طرح ہوتا۔ اور اللہ تعالے کا سایہ اس

ہم شکل کا وہم ڈالتا ہے اور نبی کا سایہ ہو تو کمال لطافت کے عدم کا شائبہ ہوگا۔ اور جب کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدا کا کس طرح سایہ ہوگا؟

(۲) اخرج الحکیم الترمذیؒ عن ذکوان اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لم یکن یُرٰی لَہٗ ظِلٌّ فِیْ شَمْسٍ وَّلَا قَمَرٍ قال ابن سبع من خصائصہٖ اَنَّ ظِلَّہٗ کان لا تقع علی الارض وَاَنَّہٗ کَانَ نُوْرًا فکان اِذَا مشٰی فِی الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَا یَنْظُرُ لَہٗ ظِلٌّ وقال بعضھم یشھد لہٗ حَدِیْثُ قَوْلِہٖ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فِیْ دُعَائِہٖ وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا

(خصائص الکبرٰی جلد ۱ صفحہ ۶۸)

حکیم ترمذی نے سند کے ساتھ اس بات کو درج فرمایا ہے۔ کہ حضرت ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سایہ نظر نہ آتا تھا۔ دھوپ میں اور نہ چاندنی میں اور ابن سبع نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائص کریم سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا اور آپ نور محض تھے۔ تو جب دھوپ یا چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نظر نہ آتا۔ اور بعض علماء نے فرمایا ہے۔ اور اس کی شاہد وہ حدیث ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی دعا میں عرض کیا کہ اللہ مجھے نور کر دے۔

(۳) رُوِیَ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا اُرِیْدُ الْخَطَّ لِئَلَّا یَقَعَ ظِلُّ الْقَلَمِ عَلٰی اِسْمِ اللّٰہِ تَعَالٰی رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ فَجَازَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی ذٰلِکَ اَنْ یَّرْفَعَ ظِلَّہٗ عَنِ الْاَرْضِ فَلَا یُوْطَاءُ۔

(نسیم الریاض شرح شفا شریف جلد ۳ صفحہ ۳۲۹)

وَفِی الْاَنْوَارِ شَفَافَۃٌ لَطِیْفَۃٌ لَا تَحْجُبُ غَیْرَھَا مِنَ الْاَنْوَارِ

فَلَا ظِلَّ لَهَا هُوَ مُشَاهَدٌ فِي الْاَنْوَارِ الْحَقِيْقَةِ وَهٰذَا رَوَاهُ صَاحِبُ الْوَفَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَكُنْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظِلٌّ وَلَمْ ظِلَّ وَلَمْ يَقُمْ مَعَ شَمْسٍ اِلَّا غَلَبَ ضَوْءُهٗ ضَوْءَهَا اِلَّا غَلَبَ ضَوْءُهٗ وَرُبَاعِيَّتُنَا. فِيْهِ ـــ

مَا جَرٰى بِظِلِّ اَحْمَدَ اَذْيَالٌ ؕ فِي الْاَرْضِ كَرَامَةً كَمَا قَالُوْا
هٰذَا عَجَبٌ وَكَمْ مِّنْ عَجَبٍ ؕ وَالنَّاسُ بِظِلِّهٖ قَامُوْا

وَقَدْ نَطَقَ الْقُرْاٰنُ بِاَنَّهُ النُّوْرُ الْمُبِيْنُ وَكَوْنُهٗ بَشَرًا لَا يُنَافِيْهِ كَمَا تُوُهِّمَ فَاِنْ فَهِمْتَ فَهُوَ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ فَاِنَّ النُّوْرَ هُوَ الظَّاهِرُ بِنَفْسِهٖ الْمُظْهِرُ لِغَيْرِهٖ وَتَفْصِيْلُهٗ فِيْ مِشْكٰوةِ الْاَنْوَارِ لِلْغَزَالِيِّ۔

(نسیم الریاض ج ۳ ص ۳۱۹)

اور روایت کی گئی ہے کہ تحقیق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں لکھنا نہیں چاہتا کہ قلم کا سایہ اللہ تعالے کے نام پر نہ پڑے اور اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے۔ تو پھر اللہ تعالے نے اس پر آپ کو یہ شان عطا فرمائی کہ آپ کا سایہ زمین سے اٹھا لیا تاکہ کوئی شخص آپ کے سایۂ اقدس پر پاؤں نہ رکھ سکے اور دھوپ اور چاندنیاں اور روشنیاں کہ اسمیں شفافت اور لطافت ہے تو یہ اپنے علاوہ دیگر روشنیوں کے لیے حجاب نہیں بن سکتے۔ لہٰذا ان کا سایہ نہیں پڑتا۔ جیسا کہ حقیقی انوار میں مشاہدہ کیا جاتا ہے اور صاحب الوفا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سایہ نہ تھا اور نہ کھڑے ہوئے آفتاب کے سامنے، مگر یہ کہ ان نور عالم افروز خورشید کی روشنی پر غالب آگیا۔ اور نہ قیام فرمایا۔ چراغ کی ضیا ہیں، مگر یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تابش نور نے اس کو دبا لیا۔ اور علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

اس بارہ میں ہماری ایک رباعی ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے۔ جیسا کہ شیخ نے کہا ہے کہ سایہ احمد صلے اللہ علیہ وسلم کا دامن بسبب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی کرامت اور فضیلت کے زمین پر نہ کھینچا گیا۔

اور تعجب ہے اور بہت کافی تعجب ہے کہ باوجود اس کے تمام آدمی ان کے سایہ میں آرام کرتے ہیں اور پھر آپؐ کا سایہ نہ ہو اور پھر فرمایا اور تحقیق قرآن مجید ناطق ہے کہ آپ نور روشن ہیں اور آپؐ کا بشر ہونا اس کے منافی نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا ہے۔ اگر تو سمجھے تو وہ نورٌ علیٰ نورٌ ہیں۔ اسلیئے کہ نور وُہ ہے خود بھی ظاہر ہو۔

اور دوسرے کو ظاہر کرے اور اس مسئلہ کی تفصیل امام غزالیؒ رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ الانوار میں کی ہے۔

(۴) اِنَّهٗ لَاظِلَّ لِشَخْصِهٖ فِیْ شَمْسٍ وَّلَا قَمَرٍ لِاَنَّهٗ کَانَ نُوْرًا
(الشفا بتعریف المصطفےٰ ص ۲۴۲ ج ۱)

ترجمہ: اور آپ کے جسم اطہر کا سایہ نہ دھوپ میں تھا اور نہ چاندنی میں۔ اسلیئے کہ آپ نور تھے۔

(۵) وَقَالَ عُثْمَانُ اِنَّ اللّٰهَ مَا اَوْقَعَ ظِلَّکَ عَلَی الْاَرْضِ لِئَلَّا یَضَعَ اِنْسَانٌ قَدَمَهٗ عَلٰی ذَالِکَ الظِّلِّ (تفسیر مدارک جلد ۳ ص ۱۳۵)

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی بے شک۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ زمین پہ نہ ڈالا۔ تاکہ اس سایہ پہ کوئی شخص پاؤں نہ رکھ دے۔

اس کی وجہ بعض کتابوں میں درج ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہم تشریف لے جارہے تھے کہ ایک یہودی کو دیکھا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام

کے گرد اگرد اپنے پاؤں سے عجیب حرکات کرتا جاتا ہے۔ آپ نے اُس سے دریافت
کیا۔ تو بولا یہ بات ہے کہ ہم تم پر اور تو کچھ قابو نہیں پا سکتے۔ مگر راستہ میں جہاں
جہاں تمہارا سایہ پڑتا ہے اُسے پاؤں سے روندتا چلتا ہوں۔ تو ایسی خباثتوں
کی شرارتوں سے اللہ جل شانہٗ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو محفوظ
فرمایا۔ کیا خوب فرمایا شاعر نے۔

یہ تھی رمز جو اس کا سایہ نہ تھا ؎ کہ رنگِ دو داں تک آیا نہ تھا
نہ ہونے کا سایہ کے تھا یہ سبب ؎ ہوا صرف پوشش میں کعبہ کے سبب
وہ تورا سلیئے تھا نہ سایہ فگن ؎ کہ تھا گل وہ اک معجزہ کا بدن
بنا سایہ اس کا لطیف اس قدر ؎ نہ آیا لطافت کے باعث نظر
عجب کیا جو اس گل کا سایہ نہ ہو ؎ کہ تھا وہ گل قدرتِ حق کی بُو
خوش آیا نہ سایہ کو ہونا جُدا ؎ کہ اس نورِ حق کے رہا زیرِ پا
نہ ڈالی کسی شخص پر اپنی چھاؤں ؎ کسی کا نہ منہ دیکھا اس کے پاؤں
نہ ہوتا زمیں گیر کیا فرش پر ؎ قدم اس کے سایہ کا تھا عرش پر
جہاں تک کہ تھے یاں کے اہلِ نظر ؎ سمجھ مایہ نور کحل البصر
سبھوں نے لیا پتلیوں پر اٹھا ؎ زمین پر نہ سائے کو گرنے دیا
سیاہی کی پُتلی کا ہے یہ سبب ؎ وہی سایہ آنکھوں میں پھرتا ہے اب
وگرنہ یہ تھی چشم اپنی کہاں ؎ اسی سے یہ روشن ہے سارا جہاں

نظر سے جو غائب وہ سایہ رہا
ملائک کے دل میں سمایا رہا

نہ صرف ہم بلکہ مخالفین کے حمایدید بھی یہی کہتے ہیں۔ چنانچہ ان کے مولویوں کے
چند فتاوے درج ذیل ہیں۔ جس کے بعد از روئے انصاف کسی کے لیئے بھی مجالِ انکار نہیں

مولانا عبد الحئی "التعلیق العجیب" میں فرماتے ہیں۔ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب دھوپ اور چاندنی میں چلتے تھے۔ تو آپ کا زمین پر سایہ نہ پڑتا تھا کیونکہ سایہ کثیف کا ہوتا ہے۔ اور آپ کی ذات سر سے قدم تک نور ہے۔"

(التعلیق ص۱۳)

مولوی اشرف علی تھانوی: نے لکھا ہے "یہ بات حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سایہ نہیں تھا۔ یہ بات مشہور ہے کہ ہمارے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ظلمت نام کو بھی نہ تھی۔ اسلئے آپ کے سایہ نہ تھا۔ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تو بعض روایت سے معلوم ہوتا ہے۔ گو وہ ضعیف ہیں مگر مسائل میں متمسک بہ ہو سکتی ہے۔"

(ذکر الرسول ص۱۱)

رشید احمد گنگوہی: "امداد السلوک" میں رقمطراز ہیں۔ "بتواتر ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہیں تھا۔ اور ظاہر ہے کہ بجز نور تمام اجسام کا سایہ ہوتا ہے...... آپ کا فرمان ہے کہ حق تعالے نے مجھے اپنے نور سے پیدا فرمایا ہے۔ نیز فرمایا۔ الٰھی! میرے کان آنکھ اور قلب میں نور عطا فرما۔ بلکہ فرمایا خود مجھے نور بنا دے۔ پس اگر نفس ایمان کا نور ہونا محال ہوتا۔ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر گز یہ دعا نہ فرماتے۔ کیونکہ محالات کی دعا بالاتفاق ممنوع ہے۔"

(امداد السلوک ص۸۶)

مفتی مدرسہ دیوبند: ماہنامہ "تجلی" دیوبند بابت فروری مارچ ۱۹۵۹ء میں مفتی مدرسہ دیوبند کا فتویٰ بدیں الفاظ منقول ہیں "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ تھا

اور اسی کے ہم معتقد ہیں۔ سید مہدی حسن مفتی مدرسہ دار العلوم دیو بند۔

الجواب صحیح۔ محمد جمیل الرحمٰن نائب مفتی بدار العلوم دیو بند۔

کیا اصولِ اسلام مولوی محمد ادریس کاندھلوی اور فضائل درود، مولوی محمد زکریا،
میں بھی سایہ کی نفی مذکور ہے۔

شکلِ محمدؐ پر آرام و استراحت:

سیدی اعلحضرت بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مؤدب اور متقی تھے کہ کبھی پاؤں دراز کر کے استراحت نہ فرمایا کرتے تھے چوبیس گھنٹوں میں صرف ڈیڑھ دو گھنٹہ آرام فرماتے۔ اور وہ بھی داہنی کروٹ پر اس طرح کہ دونوں ہاتھ ملا کر سر کے نیچے رکھ لیتے اور پاؤں مبارک سمیٹ لیتے گویا نامِ مُحمّد صلے اللہ علیہ وسلم کا نقشہ بن جاتا۔ اس طرح سونے کا فائدہ یہ ہے کہ ستر ہزار فرشتے رات بھر اس نام مبارک کے گرد درود شریف پڑھتے ہیں اور اس طرح سونے والے کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔

مؤذن مسجد سیرانی:

فقیر اُویسی نے جب یہ واقعہ مسجد سیرانی بہاولپور میں بیان کیا تو مسجد شریف کے مؤذن حاجی محمد بخش مرحوم نے بتایا زندگی (چھ سال) ایسے ہی شکل بنا کر بوقتِ نوم (نیند) زندگی بسر فرمائی۔

فیضِ اعلحضرت:

یہی اعلحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فیض ہے کہ آج عوام و خواص کو آداب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی ہر منسوب محبوب شے کا ادب اور تعظیم و تکریم نصیب ہے۔

تقدیمِ سلام و سمتِ قبلہ: سید ایوب علی رضوی مدظلہٗ کا بیان ہے کہ نمازِ جمعہ کے لیے جس وقت تشریف لاتے۔ فرشِ مسجد پر قدم رکھتے ہی حاضرین سے تقدیمِ سلام فرماتے اور اسی پر بس نہیں بلکہ جس درجہ میں ورود ہوتا۔ تقدیمِ سلام ہوتی جاتی۔

اس کی بھی آنکھیں شاہد ہیں کہ مسجد کے ہر درجہ میں وسطی دَر سے داخل ہوا کرتے۔ گرچہ آس پاس کے دروں سے داخل ہونے میں سہولت ہی کیوں نہ ہو۔ نیز بعض اوقات اوراد و وظائف مسجد شریف ہی میں بحالتِ خرام شمالاً، جنوباً پڑھا کرتے۔ مگر منتہائے فرشِ مسجد سے واپسی ہمیشہ قبلہ رُو ہوکر ہی ہوتی۔ کبھی پُشت کرتے ہوئے کسی نے نہ دیکھا۔

احترامِ مساجد: مسجد کے احترام کا ایک واقعہ آپ ملاحظہ فرما چکے۔ ایک اور ملاحظہ فرمائیے۔ سید ایوب علی رضوی مدظلہٗ، فرماتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ سیدی احمد رضا خاں بحالتِ اعتکاف اپنی مسجد میں مقیم تھے۔ شب کا وقت جاڑے کا موسم اور اُس وقت دیر سے شدید بارش مسلسل ہو رہی تھی۔ حضرت کو نمازِ عشاء کیلئے وضو کرنے کی فکر ہوئی۔ پانی تو موجود مگر بارش میں کس جگہ بیٹھ کر وضو کیا جاتے۔ بالآخر مسجد کے اندر لحاف و گدّے کی چار تہہ کرکے وضو کیا۔ اور قطرہ تک فرشِ مسجد پر نہ گرنے دیا۔ اور بغیر رضائی اور گدّے پوری رات جاڑوں کی اور اس پر باد و باراں کا طوفان یونہی جاگ کر ٹھٹھر کر گزار دی۔"

کیا احترامِ مسجد کا ایسا عامل شخص اس زمانے میں بھی کوئی دیکھنے میں آتا ہے کہ مدارسِ عربیہ کے اساتذہ و طلباء تک بھاگ کر جماعت کے ساتھ ملنے کے لیے وضو کے اعضا کو

پونچھے بغیر فرش مسجد پر بھاگتے ہیں۔ اس طرح صفوفِ مسجد خوب گیلی ہوتی ہیں اور وضو کے قطرات گرنے سے مسجد کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ کاش! کوئی اللہ کا بندہ اس واقعہ سے عبرت حاصل کرے۔

مزید واقعات دربارۂ ادب فقیر کی کتاب "باادب بانصیب بے ادب بے نصیب" میں ہیں۔

معمّہ

طبیب عشق را کدام دکان کجا است
علاج جاں کند اورا چہ نام است

نشانش میدہم گرچہ شناسی
دو میم و ہشت کاف و چار لام است

ترجمہ:

سوال: طبیب عشق کی دکان کہاں جو روح کا علاج کرتے ہیں ان کا اسمِ گرامی کیا ہے؟

جواب: نشان میں بتاتا ہوں اگر تم پہچان سکو ان کے اسمِ گرامی کے دو میم آٹھ کاف اور چار لام ہیں۔

حل: اس سے حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی مُحمّد مراد ہے اسلئے کہ دو میم تو آپ کے اسمِ گرامی میں ہیں۔ اور بحساب ابجد لفظ حاء کے آٹھ اور دال کے چار ہیں (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

اعجوبہ

مندرجہ ذیل اشعار میں ہر مصرعہ کے حرفِ اول کو جمع کرنے کے بعد حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی حاصل ہوتا ہے۔ اسے اصطلاح میں توشیح کہتے ہیں۔

من بر دہنت بموی بستم دل تنگ	میں نے تیرے چہرے پر دل دے دیا
حاصل زیست نیست بیروں از نیرنگ	زندگانی کا حاصل نیرنگ سے باہر نہیں
من باتو وتو با من سکین شب و روز	میں تیرے ساتھ وابستہ ہوں
دارم سر آتشی و داری سر جنگ	لیکن تیری میرے ساتھ جنگ ہے

(غیاث)

تعویذ دردِ زہ: تسہیل ولادت کے لیے مندرجۂ ذیل لکھ کر ناف پر باندھیں یا سیدھے ہاتھ میں دیں۔ جب بچہ پیدا ہو اُسے فوراً اُتار لیا جائے اور اُسے حفاظت سے رکھا جائے نقش یہ ہے

(حاشیہ دلائل الخیرات) از مولانا عبدالحق الٰہ آباد مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ)
اسمِ گرامی محمدؐ کے تعویذ کی مناسبت سے چند دیگر مجربات حاضر ہیں۔

دردِ زہ کے دیگر مجربات: دا، خرم جا شد مرا نیز جا شد۔ زنِ دہقان زاید یا نزاید۔

یہ عبارت لکھ کر بائیں ران کی جڑ میں باندھیں اور بعد پیدائش بچہ فوراً اتار دیں۔

حکایت اور عجوبہ: ایک بزرگ کسی کے ہاں رات کو مہمان ٹھہرے۔ اس کے گھر سے کراہنے کی آواز سُن کر ماجرا پوچھا تو عرض کی گئی کہ اہلِ خانہ کی اہلیہ دردِزہ میں مبتلا ہے۔ آپ نے مذکورہ عبارت لکھ کر باندھنے کا کہا تو فوراً بچہ پیدا ہوگیا۔

ترجمہ عبارتِ مذکورۂ بالا: مجھے جگہ مل گئی اور میرے گدھے کو بھی اب دہقانی کی عورت بچہ جنے یا نہ۔

سبق: اولیاء اللہ کی ہر بات میں ہزاروں مشکلات کا حل ہے۔ مذکورہ عبارت میں بظاہر تو لاپرواہی کا اظہار ہے۔ لیکن درحقیقت ایک بہت بڑی مشکل حل ہے۔ اسے کہتے ہیں ؎

ناز از بندہ اور ناز برداری از بندہ نواز

بعض کہتے ہیں یہ بزرگ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ (واللہ اعلم)

(۲) اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ تا وَ تَخَلَّتْ۔ لکھ کر دائیں ران کی جڑ میں باندھیں بچہ کی پیدائش کے بعد فوراً اتار لیں۔ یا گڑ پر اول و آخر تین بار ۲۱ بار پڑھ کر دم کریں اور کھلائیں۔

(۳) دلائل الخیرات شریف پیٹ پر رکھیں۔

بخار نوبتی کے لیئے: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ، لکھ کر بخار کے آنے سے پہلے ماتھے پر چسپاں کیا جائے۔

بواسیر خونی ہو یا بادی: گیہوں کے آٹے کی ٹکیہ پکا کر یہ نقش لکھ کر مریض کو سات روز تک کھلایا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس موذی مرض سے نجات ہوگی نقش انگشتری میں کندہ کرا کے پہنے نقش اگلے صفحہ پر دیکھیں۔

لا الٰہ   الا اللہ

محمد   وع

رسول اللہ

محمدہ

بواسیر خونی ہو یا بادی۔ اس کی مناسبت سے دیگر مجربات حاضر ہیں:۔

بواسیر کا روحانی علاج:

سِرِّی سِمَارِیْ اَنْتَ فِیْ سِرِّیْ

از حضرت مولانا حسین بخش (حسین آگاہی ملتان)

ترکیب: سہ بار بر سہ کلوخ خام دمیدہ ہکذا ہفت کلوخ یکبار و بیست و یکبار یومیہ گرد مقعد چکر دادہ دور کنند وصاف گردانند۔ بفضلہ تعالیٰ اندر یک ہفتہ آرام میشود

ترجمہ: مذکورہ بالا الفاظ تین ڈھیلوں پر تین بار دم کریں، سات دفعہ دن میں ڈھیلوں کو استعمال کریں۔ کل اکیس روزانہ ڈھیلے ہونگے۔ ڈھیلے کو مقعد پر چکر دیکر صاف کریں۔ بفضلہ تعالےٰ ایک ہفتہ کے اندر آرام ہو جائیگا۔

دیگر: نماز فجر کی سنتوں میں رکعت اول کی الحمد شریف کے بعد سورۃ الم نشرح دوسری رکعت کی الحمد شریف کے بعد سورۃ الم تر روزانہ پڑھیں۔ سال کا کورس ہے

شریعت کے ہر حکم پر عمل کرنا بیماریوں کا علاج ہے:

فقیر اویسی غفرلہٗ نے آزمایا آپ بھی آزمائیں کہ ہر حکم شرع ہزاروں بیماریوں کا علاج ہے۔ مثلاً مٹی کے تین ڈھیلوں سے پائخانہ کی جگہ کو فراغت کے بعد صاف کیا جائے تو بواسیر نہیں ہوتی۔ اگر ہو تو دور ہو جاتی ہے۔

ہر درد کی دوا: نقش ذیل لکھ کر بیمار کے گلے میں ڈالیں۔ انشاءاللہ شفا ہوگی

نقش یہ ہے

عشقِ مجازی: بے گانی عورت اور بے ریش لڑکے سے عشق حرام ہے کیا کوئی یہ گوارا کر سکتا ہے کہ اس کی ماں بہن لڑکی اور بے ریش لڑکے سے عشق بازی کرے تو کیا یہ بے غیرتی نہیں کہ اپنے لیئے تو گوارہ نہیں لیکن خود حرام فعل کا ارتکاب کریں۔ بزرگوں نے فرمایا جو غیروں سے اسطرح کرتا ہے وہ خود اپنی عزت کی خیر منائے۔ اگر وہ بیگانی عورت سے عشق کا بناتا ہے تو کبھی اسکے محارم میں یہ بے عزتی ضرور ہوگی۔ اگر غیر کی اولاد سے عشق کا دم بھرتا ہے تو اس کی اولاد یا کوئی اور عزیز اس بے عزتی کی زد میں ضرور آئیگا (جَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا) یعنے جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

اگر کوئی بندۂ خدا اس مرض میں مبتلا ہو جائے تو اس کی نجات کا علاج یہ ہے کہ لفظ محمد دل پر انگلی کے ساتھ روزانہ سو۱۰۰ بار لکھے اور جس سے محبت ہے اس سے آہستہ آہستہ دوری کا خیال جمائے۔ اور اس کے محاسن کی بجائے اُس کی بُری عادات کا خیال جمائے۔

اطباء لکھتے ہیں کہ اُس کے پائخانہ دیکھنے سے بھی یہ مرض زائل ہو جاتا ہے۔

لفظِ محمد سے نسیان کا علاج: یکتب اسم محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) علی القرطاس الابیض بخط العربی اربعین مرۃ فیشرب مع العسل اربعین یومًا ویقول عند الشرب۔ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا بوسیلۃ ھٰذِہٖ

الاسود۔

ترجمہ: سفید کاغذ پر چالیس بار اسم محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھا جائے عربی رسم الخط میں۔ اور اسے شہد میں ملا کر چالیس روز پیا جائے اور پیتے وقت کہے یَا رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا بوسیلۃ ھٰذا الاسود۔

فائدہ جلیلہ: حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے ہی دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام بلکہ بہت سے اولیاء کرام نسیان سے معصوم و محفوظ ہیں جو انہیں نسیان سے موصوف کرے وہ محروم ہے اسلئے کہ نسیان عقل کی کمی سے ہوتا ہے اور انبیاء و اولیاء میں نقص و عیب توبہ، توبہ۔

بلکہ ہمارے نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہٗ و دیگر بکثرت صحابہ رضی اللہ عنہم سے نسیان کی جڑ کاٹ دی۔ اور خود نسیان میں مبتلا ہوں یہ غلط خیالی نہیں تو اور کیا ہے۔

ہاں! چند بار نسیان ہوا اور وہ بھی شرعی نقطۂ نگاہ سے تعلیم امت کے لیے تھا۔ بلکہ صاحب نسیم الریاض نے تو فرمایا کہ وہ لفظ سہواً ہو سکتا ہے۔ درحقیقت آپ نے عمداً فرمایا تاکہ امت کو سہو کے مسائل سے آگاہی ہو۔ تفصیل فقیر کے رسالہ "نسیان نبی آخر الزمان" میں دیکھئے۔

حضرت امام زین العابدین صاحب نے شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رد المختار شرح در المختار میں نسیان کے چند اسباب تحریر فرمائے ہیں وہ یہ ہیں۔

ستّ تورث النسیان سؤر الفارۃ والقاء القملۃ وھی حیّۃ والبول

۱؎ طب اکبر وغیرہ (۱۲ منہ)

فی الماء الراکد وقطع القطار و مضغ العلق واکل التفاح وزاد بعضهم العصیان والهموم والاحزان بسبب الدنیا وکثرۃ الاشتغال بها واکل الکزبرۃ الرطبۃ والنظر الی المصلوب والحجم فی نقرۃ القفا واللحم المالح والخبز الحامی والاکل من القدر وکثرۃ المزاح والضحک بین المقابر والوضوء فی محل الاستنجاء وتوسد السراویل والعمامۃ ونظر الجنب الی السماء وکنس البیت بالخرق ومسح وجھہ و یدیہ بزید نفض الثوب فی المسجد ودخولہ بالیسری وخروجہ بالیمین واللعب بالمذاکیر اولذکر حتی ینزل والنظر الیہ والبول فی الطریق او تحت شجرۃ مثمرۃ او فی النهار والنظر الی الفرج او مراۃ الحجام والامتشاط بالمشط المکسور فی بعض الکتب الاردویۃ النظر الی المقابر دائمًا والاکل والشرب فی حالۃ الجنابۃ واکل اللحم الیبس ٥

ترجمہ: چھ باتوں سے نسیان پیدا ہوتا ہے۔ چوہے کا جھوٹا کھانا پینا۔ جوئیں زندہ چھوڑنا۔ کھڑے پانی میں پیشاب کرنا۔ جانوروں کی قطار کے درمیان سے گزرنا۔ علق سے خون چوسوانا۔ سیب کھانا۔ بعض لوگوں نے اس پر اضافہ کر کے لکھا کہ گناہوں کا ارتکاب، حزن و ملال بوجہ دنیوی امور کے۔ دنیوی امور میں بکثرت مشغولی، سبز دھنیا کھانا۔ پھانسی لٹکے ہوئے کو دیکھنا۔ گردن کے منکے پر پچھنے لگوانا۔ نمکین گوشت کھانا گرم روٹی کھانا۔ ہانڈی میں سے سالن لے کر کھانا۔ کثرت مذاق۔ گورستان میں بکثرت ہنسنا استنجاء کی جگہ میں وضو کرنا۔ سلوار اسیطرح سرہانے رکھنا۔ پگڑی وغیرہ کا سرہانے رکھنا۔ جُنبی ہو کر آسمان کی طرف دیکھنا۔ کپڑے سے مکان وغیرہ پر جھاڑو پھیرنا۔ قمیص وغیرہ کے

گریبان سے چہرہ و ہاتھ صاف کرنا۔ مسجد میں کپڑا جھاڑنا۔ پہلے بایاں قدم رکھ کر مسجد میں داخل ہونا۔ پہلے دایاں قدم مسجد سے باہر نکالنا۔ اپنے آلۂ تناسل سے کھیلنا یعنی خواہ مخواہ ٹٹولنا یہاں تک کہ انزال ہو جائے یعنی مُشت زنی کرنا۔ آلۂ تناسل کو دیکھنا، راستہ پر پیشاب کرنا۔ پھلدار درخت کے نیچے پیشاب کرنا۔ راکھ میں پیشاب کرنا۔ عورت وغیرہ کی فرج دیکھنا۔ حجام کا شیشہ دیکھنا۔ ٹوٹے ہوئے کنگھا سے کنگھا کرنا۔ گورستان کے لکھے ہوئے کتبوں کو دیکھنا۔ جنابت کی حالت میں کھانا، سوکھا گوشت کھانا۔

نسیان کے ازالہ کے لیئے دعا ذیل پڑھیں

یا من ھو فی علوہٖ قائم ویا من ھو فی علمہ محیط ویا من ھو فی عزتہ لطیف یا من ھو فی لطفہ شریف یا من ھو فی مجدہ برحمتك یا ارحم الراحمین ۰

(نقش معمہ برائے چیچک)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لکھ کر گلے میں ڈالیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صفاتی نام

حضور سید عالم نور مجسم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء سے اعظم ماشہر اور مثل اسم ذات اور خصوصیات آنحضرت سے ہے۔ اور باقی اسمائے صفات و القاب ہیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضل و شرف اور متصف بصفات کثیرہ ہونے کو عیاں کرتے وہ قرآن عظیم و دیگر کتب سماویہ واحادیث نبویہ میں وارد ہوئے ہیں یا انبیائے سابقین کی زبانی سنے گئے ہیں۔ قرآن مجید کے اُن اسماء و القاب کو ملاحظہ کرنا چاہیے جن کے ساتھ پروردگار عالم نے تاجدار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یاد فرمایا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

لی فی القرآن سبعة اسماء محمد و احمد و طٰہٰ و یٰسٓ و المدثر والمزمل وعبد الله۔ قرآن عظیم میں میرے سات نام ہیں۔

۱۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم۔

ترجمہ: نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم باپ کسی کے تم لوگوں میں سے۔

۲۔ وما محمد الا رسول

ترجمہ: نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم مگر رسول۔

۳۔ محمّد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔

ترجمہ۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے ساتھ والے سخت و شدید تر ہیں کفار پر اور رحیم ہیں آپس میں۔

۴۔ ونزل علیٰ محمّد

ترجمہ: اور اُتارا گیا ہے (یعنی قرآن) محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

(۲) قال تعالیٰ حکایۃ عن عیسیٰ علیہ السلام یاتی من بعدی اسمہ احمد۔

ترجمہ: میرے بعد ایک رسول ایسے تشریف فرما ہوں گے جن کا نام پاک احمد ہوگا۔

(۳) طٰہٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے طٰہٰ ہ ما انزلنا علیک القراٰن لتشقی ای طٰہٰ یا ای طیب وطاہر یا ای پاکیزہ رہنما یا اے چودھویں رات کے چاند ہم نے تجھ پر قرآن اس لیے نہیں اُتارا کہ تو مشقت میں پڑے۔

(۴) یٰسٓ۔ یٰسٓ ہ والقراٰن الحکیم ہ انک لمن المرسلین

ترجمہ: اے یٰسین یا اے سردار مجھے قسم ہے حکمت والے قرآن کی بیشک تو مرسلین سے ہے۔

طٰہٰ و یٰسٓ نام تو انا فتحنا کام تو
قرآن ز حق پیغام تو اے آفرینش را بہا
نامت محمد آمدہ محمود و احمد آمدہ
دین تو سرمد آمدہ بوالقاسم کنیت را

(۵) مدثر صلی اللہ علیہ وسلم۔ قال تعالیٰ یاایھا المدثر قم فانذر وربک فکبر۔

ترجمہ:۔ اے جھرمٹ مارنے والے کھڑا ہو لوگوں کو ڈر سنا اور اپنے رب کی بڑائی بیان فرما۔

(۶) مزمل صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یاایھا المزمل قم اللیل الا قلیلا۔

ترجمہ:۔ اے کپڑا اوڑھنے لپٹنے والے رات میں قیام فرما مگر تھوڑا۔

(۷) عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال تعالیٰ و انہ لما قام عبداللہ یدعوہ۔

ترجمہ:۔ اور بے شک جبکہ کھڑا ہو بندہ اللہ کا (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم)

فائدہ: حدیث مذکورہ میں انھیں سات اسماء پر بوجہ شہرت اکتفا کی گئی ورنہ قرآن عظیم

لہ طٰہٰ ویسین آپ کا اسم گرامی اور انا فتحنا آپ کا کارنامہ ہے۔ حق تعالیٰ سے قرآن آپ کا پیغام ہے اور آپ کائنات کی رونق ہیں آپ کا اسم گرامی محمد۔ محمود۔ احمد ہیں۔ اسی لیے آپ سب کے سرتاج ہیں کہ آپ کی کنیت بھی ابو القاسم ہے۔

میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسماء گرامی اور القاب وخطابات سامی بکثرت ہیں۔ منجملہ ان کے آٹھواں یاایھا النبی ہے جیسا کہ فرمایا باری تعالیٰ نے یاایھا النبی انا ارسلنٰك۔ اے نبی بیشک ہم نے تمھیں رسول بنایا۔ نویں یاایھا الرسول ہے قال تعالیٰ یاایھا الرسول بلغ ما انزل علیك۔ اے رسول پہنچا جو تیری طرف اُتارا گیا۔ دسویں نور ہے کما قال تعالیٰ قد جاء کم من اللہ نور وکتاب مبین۔ بیشک آیا تمھارے پاس اللہ کی جانب سے نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور روشن کتاب۔ گیارھویں شاہد۔ بارھویں مبشر تیرھویں نذیر چودھویں داعی الی اللہ۔ پندرھویں سراج منیر ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یاایھا النبی انا ارسلنٰك شاھدًا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا۔ اے نبی بیشک بھیجا ہم نے تمھیں شاہد گواہ اور مبشر (خوشی سنانے والا) اور نذیر۔ (ڈرانے والا) اور داعی الی اللہ (اللہ کی طرف بلانے والا) اس کے حکم سے اور سراج منیر (روشن کتاب) سولھویں شھید ہے قال تعالیٰ وجئنابك علی ھؤلاء شھیدا۔ اور لائیں گے ہم تم کو ان سب پر شھید یعنی گواہ سترھویں منذر ہے فی قولہ تعالیٰ لیکون من المنذرین تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوں۔ اٹھارھویں بشیر ہے قال تعالیٰ قد جاء کم بشیر ونذیر۔ تحقیق آیا تمھارے پاس بشیر

(خوشخبری سنانے والا) اور نذیر۔ انیسویں حق ہے۔ بیسویں مبین ہے
قال تعالیٰ حتی جاء کم الحق من ربکم ورسول مبین
ان کے علاوہ دیگر آیات میں بھی یہ نام واقع ہوتے ہیں۔ اکیسویں خاتم
النبیین ہے۔ کمافی الآیۃ ولکن الرسول اللہ وخاتم
النبیین۔ بائیسویں عزیز ہے۔ تیئسویں حریص ہے۔ چوبیسویں
رؤف ہے۔ پچیسویں رحیم ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لقد جاء کم
رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص
علیکم بالمؤمنین رؤف الرحیم (تحقیق آیا تمہارے پاس
رسول تمہارے نفسوں سے جس پر تمہارا محنت و مشقت میں پڑنا دشوار و ناگوار
ہے اور تمہارے ایمان پر حریص ہے اور مومنین پر نہایت مہربان و رحم
فرما ہے۔ چھبیسویں[26] رحمۃ اللعلمین ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے
وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعلمین۔ نہیں بھیجا ہم
نے تمھیں اے محبوب مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔ ستائیسویں
نعمۃ اللہ۔ قال تعالیٰ وبنعمۃ اللہ ھم یکفرون۔
وہ اللہ کی نعمت (محمد رسول اللہ) کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ اٹھائیسویں
عروۃ وثقیٰ ہے۔ قال تعالیٰ فمن یکفر بالطاغوت
ویومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ
ای بعہد محمد المصطفیٰ و ذمۃ احمد المجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ انتیسویں کریم
ہے قال تعالیٰ انہ لقول رسول کریم۔ تیسویں النبی الامی ہے۔

قال تعالیٰ فآمنوا باللہ و رسولہ النبی الامی ۔ پس ایمان لاؤ تم اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ جو نبی اُمّی ہیں یعنی بے لکھے پڑھے ۔ اکتیسویں عالم ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم اولین و آخرین عطا فرمایا اور عالم ماکان و مایکون بنایا ۔

قال اللہ تبارک و تعالیٰ :

وَ عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد

اویسی رضوی غفرلہٗ

سبحان الخالق

كلمة التوحيد فى صدر كل انسان ..!
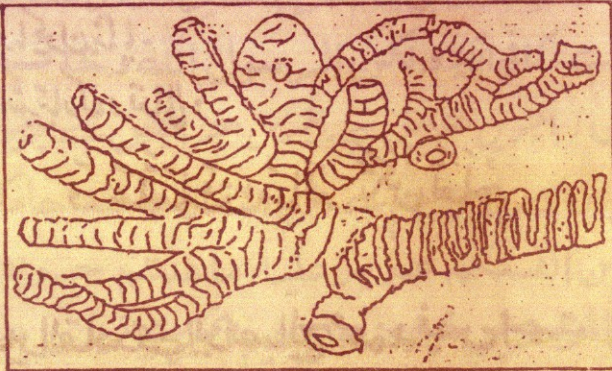
○ كلمة التوحيد كما صورنا جهاز الكمبيوتر فى صدر انسان

جدة طلال عطية

كانت المفاجاة عسا تم تصوير صدر احد الاشخاص بجهاز الكمبيوتر الطبى بمستشفى الحرس الوطنى بجدة حيث تجلت قدرة الخالق عز وجل لقد كان التصوير فقط رسم بالكمبيوتر المسمة الهوائية والرئة اليسر من صدر الانسان ليظهر لنا جليا كما هو واضح له الصورة كلمة التوحيد وعلى اسم خاتم الانبياء سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم وصدق الله العظيم فى كتابه العزيز سنريهم اياتنا فى الافاق وفى انفسهم حتى يتبين لهم انه الحق......

هذا المثال يظهر فى صدر كل انسان وسبحان الخالق البارى

ترجمہ:۔ جدہ طلال عطیہ

اس وقت حیرت واستعجاب کی انتہاء نہ رہی جب حرس وطنی جدہ کے ہاسپٹل میں کمپیوٹر کے ذریعہ ایک شخص کے سینے کا ایکسرے لیا گیا۔ بے شک یہ تصویر انسان کے سانس کی نالی اور داہنے پھیپھڑے کی ہے جو کمپیوٹر کے ذریعہ لی گئی۔ اس میں کلمۂ توحید اور خاتم الانبیاء سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ قدرت کی نشانی اور معجزہ ہے۔

اور اللہ نے سچ فرمایا اپنی پیاری کتاب قرآن عزیز میں۔ ابھی ہم انہیں دکھائیں گے اپنی نشانیاں دنیا بھر میں اور خود ان کی جانوں میں، یہاں تک کہ ان پر کھل جائے گا کہ بے شک وہ حق ہے (سورہ حٰم سجدہ، فصلت آیت ۵۳) دنیا والوں کے لئے یہ ایک مثال یا نمونہ ہے جو ہر انسان کے سینے سے ظاہر ہے۔ اور خالق بارئ کی ذات پاک ہے۔

ہماری چند مطبوعات
تفسیر روح البیان کا اردو ترجمہ فیوض الرحمن
فنا و بقا
شہد سے میٹھا نام محمدؐ
تاریخ محبوب مدینہ
انگوٹھے چومنے کا ثبوت
مخزن راز و نیاز
المعجزات (مکمل)
مکتبہ
اویسیہ رضویہ بہاولپور